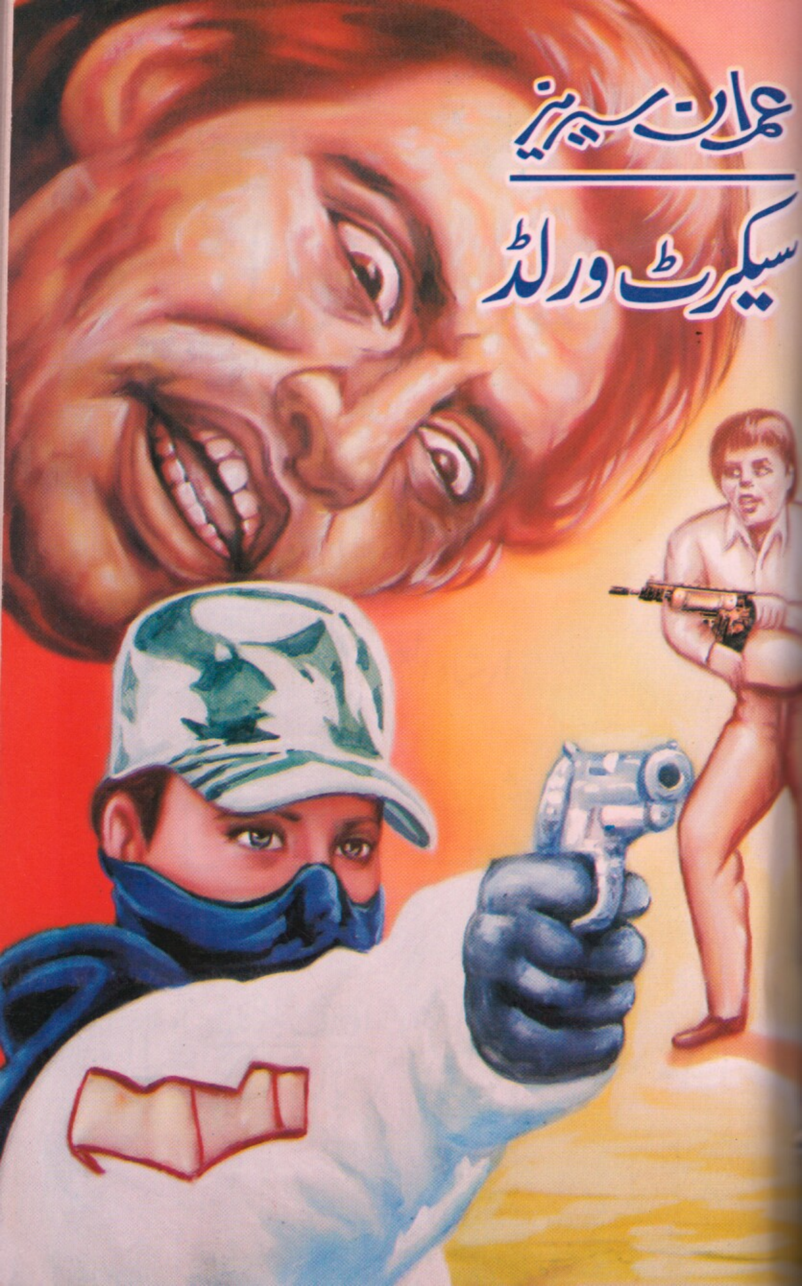

عمران سیریز
سیکرٹ ورلڈ

دھوکے کا کیا نتیجہ نکلا۔ یہ تو آپ کو ناول پڑھنے پر ہی معلوم ہو گا۔ بہرحال مجھے یہ ناول لکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ میں نے آپ کے لئے ایک منفرد ناول لکھا ہے اور دوسری خوشی اس بات کی ہے کہ میں نے ایک گستاخ ملک اور قوم کو اپنی تحریر کا موضوع بنایا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ میں ایک مصنف ہوں اور مصنف عملی طور پر تو کچھ نہیں کر سکتے البتہ اپنی تحریروں سے اپنے حصے کا کام کر جاتے ہیں۔ پورے عالم اسلام کی طرح میرے دل میں بھی ڈان مارک کے متعصب حکمرانوں کے خلاف نفرت اور غصہ موجود ہے سو میں اپنے غصے اور نفرت کا اظہار اپنے طریقے سے کر رہا ہوں۔ یقیناً آپ میری اس کتاب کو سراہیں گے کہ یہ صرف ایک ناول ہی نہیں بلکہ قلمی جہاد بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مختلف نوعیت کا یہ ناول آپ کے معیار پر پورا اترے گا اور آپ ہمیشہ کی طرح میری حوصلہ افزائی کریں گے اور میری حوصلہ افزائی آپ کس طرح کر سکتے ہیں۔ جی ہاں خط لکھ کر۔ مجھے آپ کے خطوط کا انتظار رہے گا۔ اگلی کتاب تک کے لئے اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشادالعصر جعفری

E.Mail.Address

arsalan.publications@gmail.com

ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی اور سلیمان کو اس کی پرواہ ہی نہیں تھی اور جب کافی دیر تک گھنٹی خاموش نہ ہوئی تو سلیمان نے منہ بناتے ہوئے رسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔ آغا سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف ککس ایسوسی ایشن انٹرنیشنل اسپکینگ"..... سلیمان نے کہا۔

"یہ تو عمران کا نمبر نہیں ہے۔ صحیح نمبر ملاؤ"...... دوسری طرف سے اماں بی کی آواز سنائی دی۔

اماں بی کی آواز سن کر رسیور سلیمان کے ہاتھوں سے گر پڑا۔ اس نے فوراً ہی رسیور اٹھایا اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا، دوبارہ گھنٹی بجنے لگی۔

"السلام علیکم۔ سلیمان بول رہا ہوں۔ عمران صاحب کا باورچی۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں"..... جیسے ہی گھنٹی بجی سلیمان نے

فون کا رسیور اٹھا کر بااخلاق لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ سلیمان۔ عمران کہاں ہے"...... دوسری طرف سے اماں بی نے پوچھا۔

"اوہ۔ اماں بی آپ ہیں۔ صاحب تو ایک کتاب خریدنے بازار گئے ہیں۔ ابھی آ جائیں گے"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ کچھ دیر میں فیاض آ رہا ہے۔ اسے عمران سے کوئی کام ہے۔ عمران آئے تو اسے کہہ دینا کہ فیاض کا کام کر دے۔ بے چارہ بہت پریشان ہے"...... اماں بی نے سلیمان سے کہا۔

"جی بہت بہتر اماں بی۔ میں صاحب کو آپ کے فون کا بتا دوں گا۔ صاحب، فیاض صاحب کا کام تمام کر دیں گے"۔ سلیمان نے کہا۔

"فیاض کا کام تمام کر دے گا۔ کیا مطلب ہے تیرا"...... اماں بی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"مم۔ میرا مطلب ہے اماں بی کہ صاحب، فیاض صاحب کا کام کر دیں گے۔ پہلے بھی تو صاحب ان کے کام کرتے رہتے ہیں"...... سلیمان نے گھبراتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ اماں بی اس کی بات نہیں سمجھ سکیں گی لیکن اماں بی نے نہ صرف اس کی بات سمجھ لی تھی بلکہ غصے کا اظہار بھی کر دیا تھا اور ان کے غصے سے تو سلیمان کی جان جاتی تھی۔

"بس بس۔ اپنا مطلب اپنے پاس رکھ۔ اور سن۔ اگر فیاض کو کوئی شکایت ہوئی تو میں تمہیں اور عمران کو اتنی جوتیاں لگاؤں گی کہ تم دونوں کا سر پلپلا ہو جائے گا"...... اماں بی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون کٹ گیا۔ سلیمان نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا او پھر وہ ریڈنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے کمپیوٹر آن کیا۔ ان پیج پروگرام اوپن کر کے اس نے "دفتر انجمن فلاح و بہبود برائے خواتین" ٹائپ کیا۔ اس نے اس عبارت کو بڑا اور خوبصورت خط میں کیا اور اس کا رنگین پرنٹ لے کر بیرونی دروازے پر چسپاں کر دیا پھر اس نے جلدی سے ڈرائنگ روم میں رائٹنگ ٹیبل اور ایک کرسی بھی سیٹ کی۔ ٹیبل پر اس نے قلمدان، ٹیبل کیلنڈر اور دو فائلیں بھی رکھ دیں۔ اب ڈرائنگ روم کچھ کچھ دفتر نظر آنے لگا تھا۔ سلیمان نے ڈرائنگ روم کا ایک تنقیدی جائزہ لیا اور پھر ٹیلی فون سیٹ بھی اٹھا کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے۔ اب اسے فیاض کی آمد کا انتظار تھا اور پھر کچھ دیر بعد ڈور بیل بج اٹھی لیکن ڈور بیل بجانے کا یہ انداز عمران کا تھا۔ سلیمان جلدی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ دروازے پر واقعی عمران تھا۔ عمران نے کچھ کہنے کے منہ کھولا ہی تھا کہ سلیمان تیزی سے واپس مڑا اور ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے

ڈرائنگ روم میں آیا اور ڈرائنگ روم کی تبدیل شدہ سیٹنگ دیکھ کر اس کے چہرے پر موجود حیرت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ بیرونی دروازے پر چسپاں تحریر کو دیکھ کر وہ پہلے ہی حیران تھا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں سلیمان سے پوچھا تو وہ مسکرانے لگا۔

''صاحب۔ فیاض صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارے حالات تو آج کل خراب ہیں اور فیاض صاحب ٹھہرے فیاض آدمی۔ وہ یقیناً ہماری مدد کریں گے''...... سلیمان نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ تو ویسے ہی ہماری مدد کر دے گا۔ اس سیٹ اپ کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ ہم نے امداد لینی ہے بھیک تو نہیں مانگنی''...... اس مرتبہ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم سے کس نے کہا ہے کہ فیاض آ رہا ہے''...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''ابھی اماں بی کا فون آیا تھا''...... سلیمان نے کہا اور پھر اس نے فون کی تفصیل بتا دی۔

''اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے ساتھ ساتھ میرا سر بھی پلپلا کرانا چاہتے ہو''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''سر بے شک پلپلا ہو جائے لیکن انسان کو بھوک سے تو نہیں

رنا چاہئے''...... سلیمان نے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فلیٹ کا بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر اگلے ہی لمحے سوپر یاض کی شکل دکھائی دی۔ اس دوران عمران کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

''السلام علیکم۔ پہلے فلیٹ کا دروازہ بند ہوتا تھا اور آج کھلا ہوا ہے''...... سوپر فیاض نے سلام کرنے کے بعد کہا۔

''وعلیکم السلام''...... عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

''پہلے یہ صرف فلیٹ تھا جبکہ اب آفس بن چکا ہے۔ تم نے دروازے پر لکھا ہوا پڑھا نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

عمران کی بات سن کر سوپر فیاض نے پہلے عمران اور پھر سلیمان کو غور سے دیکھا۔ وہ ان کے چہروں کے تاثرات پڑھنا چاہتا تھا لیکن عمران اور سلیمان کے چہروں کے تاثرات پڑھ لینا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

''یہ کیا چکر چلایا ہوا ہے تم نے''...... سوپر فیاض نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''بھئی۔ تم تو ٹھہرے سرکاری افسر۔ عوام کے ادا کردہ بھاری ٹیکسوں سے بھاری تنخواہ بھی وصول کرتے ہو اور عوام پر رعب بھی جھاڑتے ہو۔ بے چاری عوام ٹیکس دے دے کر نیم جاں ہو چکی ہے اور روزی روٹی کے لئے کوئی نہ کوئی چکر چلانے کے چکر میں

رہتی ہے مگر کامیاب نہیں ہوتی۔ میں نے بھی یہی سوچ کر انجمن فلاح و بہبود برائے خواتین بنائی ہے کہ کچھ تو غریب و نادار خواتین کی مدد ہو جائے گی اور کچھ روزی روٹی کا سلسلہ بھی ہو جائے گا لیکن لگتا ہے کہ سارے صاحبِ حیثیت لوگ تم جیسے ہو چکے ہیں“۔ عمران نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”مجھ جیسے۔ کیا مطلب ہے تمہارا“...... سوپر فیاض نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”یعنی نام کے فیاض اور عمل کے کنجوس“...... جواب میں عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ وہ بزرگ خاتون اللہ رکھی، جس نے کچھ دن پہلے ہمیں امداد کی درخواست دی تھی آج بھوک کی وجہ سے فوت ہو گئی ہے“...... سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں نمی بھی آ گئی۔

”یہ دنیا ہے سلیمان۔ یہاں ایسا ہوتا ہی ہے۔ آج اللہ رکھی فوت ہوئی ہے کل اللہ وسائی فوت ہو جائے گی۔ ہم بھی گھر کا سامان بیچ بیچ کر گزارہ کر رہے ہیں اور جب سامان ختم ہو جائے گا تو پھر ہماری باری بھی آ جائے گی۔ تم کیوں غم کرتے ہو اس دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے“...... عمران نے گلوگیر لہجے میں سلیمان سے کہا۔

”تم مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہو“...... سوپر فیاض نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ڈیئر فیاض۔ کیا بلیک میل ان باتوں پر کیا جاتا ہے۔ اگر میں تمہیں بلیک میل کرتا تو یہ کہتا کہ تم نے پرسوں سیٹھ کوئلہ سے نوٹوں کا بھرا ہوا جو بریف کیس لیا ہے اس میں سے آدھے نوٹ مجھے دے دو۔ کیا میں نے ایسا کہا، نہیں کہا نا اور نہ ہی کبھی کہوں گا۔ جس شخص کو اپنی بقاء کے لالے پڑے ہوئے ہوں وہ کسی کو کیا بلیک میل کرے گا اور وہ بھی اتنے بڑے آفیسر کو۔ تم تو بھائی میرے ہاتھوں میں فوراً ہتھکڑی لگا دو گے“...... عمران نے آبدیدہ ہوتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔ عمران کے حالات اس قدر مخدوش ہو چکے تھے وہ یقین نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہتا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور جیب سے ہزار کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال لی۔

”یہ ایک لاکھ روپیہ ہے لیکن یہ تمہارے لئے نہیں ہے بلکہ ان خواتین کے لئے ہے جن کی تم نے مدد کرنی ہے اور ہاں میں نہیں چاہتا کہ تم امداد پر گزارہ کرو۔ تم میرا ایک کام کر دو میں تمہیں اس کا معاوضہ دوں گا“...... سوپر فیاض نے رقم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے رقم لے کر ٹیبل کی دراز میں رکھ لی۔

”کہتے تو تم بھی ٹھیک ہو لیکن جب انسان کو کوئی کام نہ ملے تو پھر اسے امداد پر گزارہ کرنا پڑتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”جب کام نہ ملے تب نا۔ اب تو میں تمہیں کام دے رہا،

ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اچھا بتاؤ۔ کیا کام ہے۔ میرے بس میں ہوا تو میں ضرور کروں گا''...... عمران نے سوپر فیاض سے پوچھا۔

''سیٹھ کوئلہ کو تو تم جانتے ہو۔ ابھی تم نے اس کا نام بھی لیا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ اس نے پرسوں تمہیں جو بریف کیس دیا ہے اس میں نوٹوں کے کتنے بنڈل تھے''...... اس مرتبہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کل تک یہ سیٹھ کوئلہ میرے سامنے منمناتا تھا کسی بکری کے بچے کی طرح لیکن آج یہ مجھے آنکھیں دکھا رہا ہے''...... سوپر فیاض نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیوں''...... عمران نے سوپر فیاض سے کہا تو سوپر فیاض نے سلیمان کی طرف دیکھا۔

''صاحب۔ میں سوپر صاحب کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... سلیمان سمجھ گیا کہ سوپر فیاض اس کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتا اس لئے اس نے عمران سے چائے کا کہا اور پھر کچن کی طرف چلا گیا۔

''عمران تم جانتے ہو کہ سیٹھ کوئلہ انڈر ورلڈ کا کنگ کہلاتا ہے''۔ سوپر فیاض نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ اور یہ تمہاری مہربانی کی وجہ سے ہے''...... عمران نے زیہ لہجے میں کہا۔

''میری مہربانی کی وجہ سے۔ وہ کیسے''...... سوپر فیاض نے حیران تے ہوئے کہا۔

''اگر تم اور تمہارے جیسے دیگر اعلیٰ افسران سیٹھ کوئلہ جیسے لوگوں ے نوٹوں سے بھرے بریف کیس نہ لیں تو ہمارے ملک میں سیٹھ وئلہ جیسے لوگ پیدا ہی نہ ہونے پائیں''...... عمران نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے سر جھکا لیا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو عمران لیکن تم ہماری ملازمت کی مجبوریوں کو ہیں سمجھ سکتے۔ تم یوں سمجھ لو کہ میں اس تالاب کی ایک چھوٹی سی پھلی ہوں جبکہ اس تالاب میں بڑے بڑے مگرمچھ بھی رہتے ہیں۔ ر ہم جیسے لوگ ایسے نہ کریں تو وہ مگرمچھ ہمیں کھا جائیں''۔ سوپر فیاض نے کہا اور خاموش ہو گیا کیونکہ اسی لمحے سلیمان ان کے لئے چائے لے آیا تھا۔ اس نے خاموشی کے ساتھ چائے کے برتن یز پر رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ڈیڈی بھی ان مگرمچھوں میں سے ایک مگرمچھ ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں نے ان کا نام نہیں لیا اور نہ ہی لے سکتا ہوں۔ ان جیسا ایماندار اور فرض شناس افسر تو شاید ہی پاکیشیا میں کوئی اور ہو۔ ان سے ہٹ کر یہاں بڑی بڑی طاقتیں ہیں،

شخصیات ہیں، لابیاں ہیں، گروپس ہیں جو ہم جیسے لوگوں کو چٹکی میں مسل کر رکھ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''او کے۔ تم اپنا مسئلہ بتا رہے تھے''...... عمران نے اس بات کو یہیں ختم کرتے ہوئے کہا۔ یہ موضوع بہت بحث طلب تھا لیکن اس بحث سے حاصل کچھ نہیں ہونا تھا، اس لئے عمران نے اس موضوع پر مزید بات کرنا مناسب نہ سمجھا۔

''کل رات میں ڈسکو کلب میں ایک لڑکی کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔ اس ڈانس کی مووی سیٹھ کوئلہ کے آدمیوں نے بنا لی ہے اور اب اس نے کہا ہے کہ وہ یہ مووی سر عبدالرحمٰن کو بھیج دے گا۔ تم جانتے ہو کہ اگر اس نے ایسا کیا تو تمہارے ڈیڈی مجھے اپنے ہاتھوں سے شوٹ کر دیں گے''...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''پہلے تم لڑکیوں سے صرف گپ شپ کرتے تھے اور لنچ، ڈنر تک محدود تھے۔ اب تم نے ان کے ساتھ ڈانس شروع کر دیا ہے اور کل کو تم اس سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ میرا پہلا چانس تھا عمران اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ میرا آخری چانس ثابت ہو گا''...... فیاض نے سر جھکا کر کہا۔

''فیاض۔ اگر اماں بی کو پتا چل گیا کہ تم نے کس کام کے لئے ان سے سفارش کرائی ہے تو وہ تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گی''۔

عمران نے سوپر فیاض کو گھورتے ہوئے کہا تو وہ پریشان ہونے کے ساتھ ساتھ گھبرا بھی گیا۔

''عمران میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ کہو تو حلف بھی دینے کو تیار ہوں کہ میں آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا۔ بس اس مرتبہ تم میری کسی طرح جان چھڑا دو''...... سوپر فیاض نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے کان بھی پکڑ لئے۔

''تم بہت بڑے افسر ہو۔ سیٹھ کوئلہ کو پکڑ کر اندر کر دو''۔ عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

''عمران۔ تم جانتے ہو کہ سیٹھ کوئلہ کے تعلقات بہت وسیع ہیں اور میرے پاس اس کے کسی ایک جرم کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ اگر میں نے اسے گرفتار کر لیا تو نہ صرف فوراً اسے رہا کرنا پڑے گا بلکہ میری نوکری اور میرا گھرانہ بھی خطرے سے دو چار ہو جائے گا اور آج وہ انڈرگراؤنڈ بھی ہو گیا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے سیٹھ کوئلہ سے جو بریف کیس لیا تھا وہ اب کہاں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم اس کام کا معاوضہ وہ پورا بریف کیس لو گے''...... سوپر فیاض نے کہا۔ ویسے عمران کی بات سن کر وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ اب سیٹھ کوئلہ اسے بلیک میل نہیں کر سکے گا۔

''میں نے کوئی پرائیویٹ ڈیٹکٹو ایجنسی نہیں کھولی ہوئی کہ اس

قسم کے کام کروں اور اس کا معاوضہ لوں''...... عمران نے ایک مرتبہ پھر طنزیہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کا منہ لٹک گیا۔

''پھر میرے مسئلہ کا کیا ہو گا اور تم اتنی بڑی رقم کس لئے مانگ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

''وہ ساری رقم معصوم ومظلوم و لاچار خواتین کی فلاح بہبودی پر خرچ ہوگی۔ وہ خواتین تمہارے حق میں دعا کریں گی اور تمہاری اس نیکی کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارے مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل پیدا کر ہی دے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ بریف کیس میں تمہیں دے دیتا ہوں کیونکہ وہ مجھے راس نہیں آیا۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم اسے جہاں چاہو اور جیسے چاہو استعمال کرو۔ بس تم میری اس سیٹھ کوئلہ سے جان چھڑا دو''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''او کے۔ تم وہ بریف کیس میرے حوالے کرو تو سہی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں تم بہت بڑے بدمعاش ہو۔ دوستوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اٹھو اور چلو میرے ساتھ۔ میں وہ بریف کیس تمہارے حوالے کرتا ہوں''...... سوپر فیاض نے عمران سے کہا اور اس کے ساتھ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''سلیمان''...... عمران نے سلیمان کو آواز دی تو وہ کسی جن کی طرح فوراً ہی حاضر ہو گیا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے ٹھیک کہا تھا کہ فیاض صاحب بہت ہی فیاض انسان ہیں۔ یہ انجمن فلاح و بہبود برائے خواتین کو بہت بڑی ڈونیشن دے رہے ہیں۔ تم وہ ڈونیشن لے آؤ، میں اپنے ہاتھوں سے وہ رقم مستحق خواتین میں تقسیم کروں گا''...... عمران نے سلیمان سے کہا۔

''جی بہت بہتر صاحب۔ میں اماں بی سے خاص طور پر فیاض صاحب کی اس نیکی کا ذکر کروں گا۔ اماں بی فیاض صاحب کی اس نیکی سے بہت خوش ہوں گی''...... سلیمان نے مؤدبانہ اور پرخلوص لہجے میں عمران سے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں اس نیکی کی تشہیر نہیں چاہتا۔ خبردار جو تم نے اس کا ذکر کسی سے بھی کیا تو''...... فیاض نے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اماں بی نے پوچھ لیا کہ اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی ہے تو فیاض بتا نہیں سکے گا۔

''دیکھا صاحب۔ اسے کہتے ہیں نیکی کر دریا میں ڈال۔ فیاض صاحب جیسے نیک لوگوں کی وجہ سے ہی یہ دنیا قائم ہے۔ جو نیک کام بھی کرتے ہیں اور اس کی تشہیر بھی نہیں چاہتے''...... سلیمان نے متاثر کن لہجے میں عمران سے کہا۔ سلیمان کی بات سن کر عمران بھی متاثر نظر آنے لگا۔ سوپر فیاض نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا۔

''تم مجھ پر طنز تو نہیں کر رہے''...... سوپر فیاض نے مشکوک لہجے

میں ان دونوں سے کہا۔

''توبہ توبہ۔ فیاض صاحب آپ اتنی بڑی نیکی کر رہے ہیں اور ہم آپ پر طنز کریں۔ ہماری زبانیں نہ جل جائیں''...... سلیمان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کچھ مطمئن نظر آنے لگا۔

''او کے۔ اب آؤ میرے ساتھ''...... سوپر فیاض نے سلیمان سے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

''ہاں عمران۔ اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی تو میں اماں بی سے تمہاری شکایت کر دوں گا''۔ سوپر فیاض نے دروازے کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے کہا اور پھر عمران کا جواب سنے بغیر باہر چلا گیا۔ سلیمان بھی اس کے پیچھے چلا گیا جبکہ عمران سوپر فیاض کی بات سن کر مسکرانے لگا۔ پھر اس نے اپنا سیل فون جیب سے نکالا اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ ٹائیگر یہ مسئلہ آسانی سے حل کر لے گا۔

اسرائیل کا صدر احتراماً اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے نہایت ن گرم جوشی سے ڈان مارک کے صدر سے ہاتھ ملایا۔ ڈان مارک کا صدر دو روزہ سرکاری دورے پر اسرائیل آیا ہوا تھا۔ اسے س دورے کی خصوصی دعوت اسرائیل کے صدر نے دی تھی۔ آج دونوں صدور کی ون ٹو ون ملاقات تھی۔ یہ ملاقات نہایت ہی خفیہ تھی۔ میڈیا اور اسرائیل کے اعلیٰ سرکاری افسران بھی اس ملاقات کے پروگرام سے لاعلم تھے۔ اس وقت رات کے تین بج چکے تھے اور طے شدہ شیڈول کے مطابق ڈان مارک کے صدر کا یہ وقت سونے کا تھا لیکن یہ ملاقات شیڈول سے ہٹ کر تھی اس لئے اس ملاقات سے سکورٹی چیف کے علاوہ کوئی بھی واقف نہیں تھا۔ سیکورٹی چیف ڈان مارک کے صدر کو اس خصوصی کمرے میں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ لہٰذا اب ان دونوں صدور کے درمیان جو گفتگو ہونی تھی

وہ انہی کے درمیان میں رہتی تھی۔

''تشریف رکھیئے محترم پریذیڈنٹ صاحب''...... مصافحہ کرنے کے بعد اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر سے کہا۔

''تھینک یو''...... ڈان مارک کے صدر نے اسرائیلی صدر کا شکریہ ادا کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کے ایک آرٹسٹ نے مسلمانوں کے خلاف جس طرح نفرت کا اظہار کیا ہے وہ ہمارے لئے باعث مسرت ہے''۔ اسرائیلی صدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈان مارک کے صدر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔

''اور آپ نے اس مسئلے پر مسلمانوں کے احتجاج کو جس طرح نظر انداز کیا ہے وہ تو ہمارے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ ہم آپ کی جرأت اور بہادری کو سلام کرتے ہیں''...... اسرائیلی صدر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

''محترم پریذیڈنٹ۔ ہم مسلمانوں کے احتجاج کو خاطر میں کیوں لائیں۔ ہم نہ تو ان سے کمزور ہیں اور نہ ہی ان کے محتاج ہیں۔ ہم ان سے کوئی چیز امپورٹ نہیں کرتے بلکہ ہم کئی اشیاء انہیں ایکسپورٹ کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ تو ہمارے دست نگر ہیں، ہم نہیں ہیں''...... ڈان مارک کے صدر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''محترم صدر صاحب۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ آپ کے دل میں اور آپ کی عوام کے دل میں مسلمانوں کے خلاف بہت زیادہ

نفرت ہے''...... اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اور ساری دنیا کی طرح ہم بھی یہ بات جانتے ہیں کہ آپ کی قوم بھی مسلمانوں کے خلاف دل میں نفرت رکھتی ہے۔ شاید ہم سے بھی زیادہ نفرت''...... ڈان مارک کے صدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''بے شک۔ ہمیں تو مسلمان قوم ایک آنکھ نہیں بھاتی، ہم تو چاہتے ہیں کہ ایک لمحے میں اس دنیا سے مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے''...... اسرائیلی صدر نے مسلمانوں کے خلاف اپنی شدید ترین نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''محترم صدر صاحب۔ کیا خیال ہے ہم کوئی ایسا مشترکہ لائحہ عمل نہ بنائیں جس سے مسلمانوں کو ایسا نقصان پہنچے کہ وہ صدیوں پیچھے چلے جائیں''...... اس مرتبہ ڈان مارک کے صدر نے اسرائیلی صدر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے یہ خفیہ اور ون ٹو ون ملاقات اسی لئے رکھی ہے''۔ اسرائیلی صدر نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ آپ نے کچھ اسی قسم کی بات کرنی ہے''...... ڈان مارک کے صدر نے ایک مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم تو سوچتے ہی یہی رہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کس کس طریقے

سے نقصان پہنچائیں اور آپ نے دیکھا ہے کہ ہم اپنی پالیسیوں میں کس حد تک کامیاب ہیں۔ ہمارے ٹینک فلسطین میں نہتے مسلمانوں پر چڑھ دوڑتے ہیں اور مسلمان ٹینکوں کا مقابلہ پتھروں سے کرتے ہیں لیکن ہم نے دنیا کو یہ باور کرایا ہوا ہے کہ ٹینکوں کو پتھر مارنے والے دہشت گرد اور ٹینکوں پر بیٹھ کر بارود برسانے والے نہتے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو ٹینکوں کے نیچے روند دینے والے ہم اسرائیلی مظلوم اور معصوم ہیں''...... اسرائیلی صدر نے کہا اور پھر اپنے منصب کا خیال کئے بغیر قہقہہ لگایا۔ ڈان مارک کا صدر بھی اس قہقہے میں شریک ہو گیا۔

''واقعی آپ نے دنیا پر جادو کیا ہوا ہے''...... قہقہہ لگانے کے بعد ڈان مارک کے صدر نے کہا۔

''ہمارا یہ جادو چلنے کی چند وجوہات ہیں''...... اسرائیلی صدر نے کہا تو ڈان مارک کے صدر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''سب سے بڑی وجہ تو مسلمانوں کی آپس کی نااتفاقی ہے''۔ اسرائیلی صدر نے کہا تو ڈان مارک کے صدر نے اثبات میں سر ہلایا۔

''دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک دو نیوٹرل قوموں کو چھوڑ کر دنیا کی باقی تمام قومیں مسلم قوم کے خلاف ہیں اس لئے مسلمانوں کے خلاف جو بھی کارروائی ہوتی ہے وہ درپردہ اس کی حمایت کرتے ہیں اور مسلم کش کارروائی پر آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے

۔ اس میڈیا کے دور میں مسلمان میڈیا میں بھی بہت پیچھے ں۔لہٰذا میڈیا وار میں بھی ہم انہیں شکست دے دیتے ہیں''...... رائیلی صدر نے کہا۔

''آپ نے یہ تمام باتیں بالکل درست کہی ہیں''...... ڈان رک کے صدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب میں آتا ہوں اپنے اصل مقصد کی طرف جس مقصد کے نت میں نے آپ کو اسرائیل کے دورے کی دعوت دی تھی اور اس فیہ ملاقات کا اہتمام کیا''...... اسرائیلی صدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اب ہمیں اصل مقصد پر بات کرنی چاہئے''۔ ڈان مارک کے صدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا سائنس آپ کا سبجیکٹ رہا ہے''......اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر سے پوچھا۔

''مجھے افسوس ہے کہ سائنس میرا سبجیکٹ نہیں رہا''...... ڈان مارک کے صدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں نے بھی سائنس کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی البتہ میں سائنسی کتابیں اور سائنسی رسائل و جرائد پڑھتا رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے میں سائنسی معلومات رکھتا ہوں''۔ اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر سے کہا۔

''محترم صدر صاحب۔ آپ درست فرماتے ہیں۔ مطالعہ انسان

کے علم میں اضافہ کرتا ہے۔ بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے میں مطالعے کے لئے وقت نہیں نکال پاتا تھا لیکن اب آپ سے میرا وعدہ ہے کہ ہر رات سونے سے پہلے آدھ گھنٹہ میں سائنس کے مطالعے کو دوں گا“...... ڈان مارک کے صدر نے کہا۔

”تھینک یو معزز صدر صاحب۔ اب زمانہ میدانی جنگوں کا نہیں رہا۔ ہم سائنس میں ترقی کر کے اور جدید ٹیکنالوجی استعمال کر کے مسلمانوں کو شکست دے سکتے ہیں اور اس سلسلے میں میرے پاس ایک منصوبہ ہے“...... اسرائیلی صدر نے کہا اور خاموش ہو کر سوچنے لگا۔

”انسانی جسم میں خلیئے کا توانائی گھر ہوتا ہے جسے ”مائٹوکونڈریا“ کہتے ہیں“...... اسرائیلی صدر نے کہنا شروع کیا۔” اگر مائٹوکونڈریا صحیح کام کرے تو خلیئے اور خامرے بھی صحیح کام کرتے ہیں اور انسان طویل عمر پاتا ہے جبکہ ڈھلتی عمر کے ساتھ مائٹوکونڈریا جسے ہم پاور ہاؤس یعنی توانائی کا گھر کہتے ہیں کمزور ہوتا جاتا ہے اور انسانی الزائمر، رعشہ اور ذیابیطس وغیرہ جیسی بیماریوں کا شکار ہونے لگتا ہے۔ سائنس نے مصنوعی خلیئے تیار کر کے مائٹوکونڈریا میں این اے ایم پی ٹی نامی خامرے کی سطح کو بلند کر کے سیل ڈیتھ کے لئے مزاحمت پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے بیماریوں کا خطرہ انتہائی کم ہو جاتا ہے اور انسان صحت مند رہتا ہے اور طویل عمر پاتا ہے۔ اب این اے ایم پی ٹی کے علاوہ سرٹ تھری اور سرٹ فور نامی خامرے

بھی اس گروہ میں شامل ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ خلوی حیات کو بڑھاتے ہیں۔ خامروں کا یہ گروپ سرچوئن کہلاتا ہے۔ ہمارے ایک سائنس دان سر جیرلین نے ایک ایسا وائرس پیدا کیا ہے جو مائٹوکونڈریا یعنی پاور ہاؤس کو اس طرح تباہ کر دیتا ہے کہ پھر توانائی کا یہ گھر کسی بھی طرح ٹھیک نہیں ہو سکتا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس وائرس کی تشخیص بھی نہیں ہو سکتی“۔ اسرائیلی صدر نے طویل گفتگو کی اور پھر خاموش ہو گیا۔

”سر جیرلین نے بہت عظیم کام کیا ہے۔ آپ ان کے اس کام کو مسلمانوں کے خلاف کس طرح استعمال کریں گے“...... اسرائیلی صدر کے خاموش ہونے پر ڈان مارک کے صدر نے سائنس دان سر جیرلین کی تعریف کرتے ہوئے پوچھا۔

”اس سلسلے میں ہمیں آپ کی مدد درکار ہے“...... اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر سے کہا۔

”محترم صدر صاحب۔ آپ ہمیں بتائیں ہم کس طرح آپ کی مدد کر سکتے ہیں“...... ڈان مارک کے صدر نے پوچھا۔

”آپ کا ملک بہت سی ادویات تیار کرتا ہے جو مسلمان ملک کو سپلائی کی جاتی ہیں۔ ادویات کے علاوہ بھی کئی برانڈ ہیں جو مسلمان ممالک کو جاتی ہیں۔ ان برانڈ میں بچوں کے لئے خشک دودھ اور خشک غذا بھی شامل ہے۔ آپ نے یہ وائرس ان ادویات اور بچوں کے خشک دودھ اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء میں شامل کر دینا ہے۔

اگر آپ نے ہمارے کہنے پر عمل کر لیا تو آپ دیکھیں گے کہ چند مہینوں میں ہی مسلمانوں کی آدھی سے زیادہ آبادی بیمار ہو کر ختم ہو جائے گی''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت ہی خطرناک منصوبہ ہے محترم صدر۔ عالمی برادری ہمارے خلاف ہو جائے گی''...... ڈان مارک کے صدر نے کہا۔

''عالمی برادری کو کیسے پتا چلے گا۔ میں نے بتایا نا کہ وائرس اینٹی سیل انتہائی خفیہ وائرس ہے۔ اس کی تشخیص نہیں ہوسکتی دنیا کی کوئی بھی سائنس لیبارٹری یہ ثابت نہیں کر سکے گی کہ یہ دوائی خشک دودھ یا غذا مضر صحت ہے۔ جب یہ ثابت ہی نہیں ہو سکے گا تو پھر آپ کو الزام کون دے سکے گا۔ لہٰذا آپ فکر نہ کریں اور مسلمانوں کے خلاف اس کام میں ہماری مدد کریں''...... اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر سے کہا تو وہ سوچ میں ڈوب گیا۔

''آپ سوچ میں مت پڑیں۔ میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں ہمارا یہ منصوبہ لیک نہیں ہو گا''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''کیا اتنی بڑی مقدار میں وائرس تیار کر لئے گئے ہیں''۔ ڈان مارک کے صدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان وائرس کی تیاری آسان کام نہیں ہے۔ اس پر وقت لگے گا۔ اس کے لئے ایک خصوصی لیبارٹری قائم کی جائے گی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لیبارٹری جزائر ڈان مارک میں قائم کی

ئے''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔
''اس لیبارٹری کو بھی تو دنیا بھر سے خفیہ رکھنا پڑے گا''۔ ڈان
ل کے صدر نے کہا۔
''جی ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ یہ کام نہایت آسانی سے
لیں گے۔ صرف آپ نے ہمت کرنی ہے''...... اسرائیلی صدر
، ڈان مارک کے صدر کی ہمت بڑھانے کی خاطر کہا۔ اسرائیلی
ر کے لفظوں نے اثر بھی کیا۔
''ہونہہ۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام ہو سکتا ہے لیکن اس سے پہلے
چاہوں گا کہ سر جیرلین ہمارے سائنس دانوں سے ایک میٹنگ
لیں اور انہیں وائرس سے متعلق اطمینان دلا دیں''......ڈان
ک کے صدر نے کہا۔
''اوکے۔ جیسے ہی آپ اپنے ملک واپس پہنچتے ہیں میں
یرلین کو انتہائی خفیہ دورے پر ڈان مارک بھجوا دیتا ہوں''۔
ائیلی صدر نے کہا تو ڈان مارک کے صدر نے اثبات کے انداز
اپنا سر ہلا دیا۔
''محترم صدر صاحب۔ لیبارٹری کے قائم کرنے کا تمام خرچہ
ے ذمے رہا لیکن اسے خفیہ رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا آپ
ذمہ داری ہو گی۔ ہاں، اس سلسلے میں اگر آپ ہمارا تعاون
یں گے تو ہم ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہیں''...... اسرائیلی
ر نے ڈان مارک کے صدر سے کہا۔

"لیبارٹری کو خفیہ رکھنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارے کیپٹل سٹی جوپن ہیگن سے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر انتہائی خطرناک اور گھنے جزیرے ہیں۔ ان میں سے ایک جزیرہ تو ایسا ہے جسے ہم نے سیکرٹ ورلڈ کا نام دیا ہوا ہے کیونکہ یہ انتہائی خفیہ جزیرہ ہے اور اس جزیرے تک کسی انجان انسان کا پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ حکومت کے چند اہلکار جو اس کے متعلق جانتے ہیں وہی جا سکتے ہیں لیکن وہ بھی اس جزیرے پر جانے کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ یہ جزیرہ انتہائی خطرناک ہے۔ ہم اس جزیرے میں یہ لیبارٹری قائم کر دیں گے۔ انسان تو انسان، جن بھوت بھی اس جزیرے تک نہیں پہنچ پائیں گے"...... ڈان مارک کے صدر نے کہا تو اسرائیلی صدر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات چھا گئے۔

"بس۔ پھر تو کوئی خطرہ ہی نہیں ہے۔ عالمی برادری سر پٹختی رہے۔ وہ اس لیبارٹری کا کھوج ہی نہیں لگا سکے گی۔ ہاں ایک بات ہے"...... اسرائیلی صدر نے مطمئن انداز میں کہا لیکن آخری الفاظ کہتے ہوئے وہ چونک پڑا اور اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا ذکر کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ڈان مارک کا صدر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو کر اپنا ارادہ کینسل کر سکتا تھا اس لئے اسرائیلی صدر نے اس موقع پر علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔

"محترم صدر۔ آپ کچھ فرما رہے تھے"...... ڈان مارک کے صدر نے اسرائیلی صدر سے کہا۔

"ہاں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس لیبارٹری کی لوکیشن کا مجھے بھی علم نہ ہو تاکہ وہ مکمل طور پر ہی سیکرٹ رہے۔ نہ صرف وہ لیبارٹری بلکہ وہ جزیرہ بھی سیکرٹ ورلڈ ہی رہے"...... اسرائیلی صدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نو۔ ایسی بات تو نہیں ہے کہ آپ پر ہی اعتماد نہ کیا جائے۔ جب لیبارٹری کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا تو آپ کو اس کے بارے میں معلومات بھی مہیا کر دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ اس کے سیکورٹی پلان کے بارے میں بھی آپ کو بتا دیا جائے گا"...... ڈان مارک کے صدر نے کہا۔

"یہ اب آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ مجھے بتانا چاہیں تو بتا دیجئے گا اور اگر آپ مجھ سے بھی خفیہ رکھنا چاہئیں تو خفیہ رکھیئے گا۔ مجھے کوئی ناراضگی نہیں ہو گی"...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

"محترم صدر صاحب۔ ہم آپ کو بتائے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے"...... ڈان مارک کے صدر نے کہا۔

"او کے۔ جب آپ کے سائنس دان سر جیرلین سے میٹنگ کر کے مطمئن ہو جائیں گے تو پھر ہم مزید بات چیت کریں گے اور مزید بات چیت کے لئے ہم ہاٹ لائن استعمال کریں گے"۔ اسرائیلی صدر نے ڈان مارک کے صدر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے میز کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ ان کی آج کی میٹنگ اختتام کو پہنچ چکی تھی۔

بٹن پریس ہونے کے تقریباً نصف منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور سیکورٹی چیف اندر داخل ہوا۔ اس نے دونوں صدور کو سیلوٹ کیا اور پھر ڈان مارک کا صدر اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اسرائیلی صدر سے ہاتھ ملایا اور پھر سیکورٹی چیف کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ بیٹھیں، میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے چھوٹی سی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں دو کپ موجود تھے۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

"تم اب بہت مزیدار چائے بنانے لگ گئے ہو۔ اب تم بھوکے نہیں رہ سکتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھوکے رہنے سے آپ کی کیا مراد ہے عمران صاحب"۔ بلیک

زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''جس طرح سے سیکرٹ سروس آج کل فارغ ہے۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اب مجرم اور سرکاری ایجنسیاں پاکیشیا آنے سے ڈرتی ہیں اور مزید کچھ عرصہ سیکرٹ سروس فارغ رہی تو گورنمنٹ کو اس ادارے کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ یہ ادارہ گورنمنٹ کو قومی خزانے پر بوجھ محسوس ہو گا جس کی وجہ سے گورنمنٹ آف پاکیشیا اس ادارے کو ختم کر دے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام کارکن روزگار تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے جبکہ تم فوراً ہی چائے کا کھوکھا لگا کر اپنی روزی روٹی کا بندو بست کر لو گے''...... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔

''کہتے تو آپ ٹھیک ہیں عمران صاحب۔ میں تو چائے کا کھوکھا لگا لوں گا، آپ کیا کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم مجھے اپنے کھوکھے پر چائے سرو کرنے والا اور برتن دھونے والا بنا دینا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ نہ کرے۔ عمران صاحب یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ میرے باس ہیں اور میری آخری سانس تک میرے باس ہی رہیں گے''...... بلیک زیرو نے بے ساختہ اور پر خلوص لہجے میں عمران سے کہا۔

''میں تمہارا باس کہاں سے ہو گیا بھئی''...... عمران نے حیرت کا

اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میرے ہی کیا آپ پوری سیکرٹ سروس کے باس ہیں''۔ بلیک زیرو نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر تم یہ بات تنویر اور جولیا سے کہلوا دو تو پھر میں مانوں گا''...... عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر انہیں بتا دیا جائے کہ آپ ہی حقیقت میں ایکسٹو ہیں تو ان کی جرأت ہے کہ وہ آپ کو باس نہ مانیں''...... اس مرتبہ بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی مسکراہٹ میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

''طاہر بیٹے۔ کیا تمہارے پاس عمران موجود ہے''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''آپ کون صاحب ہیں''...... عمران نے بدستور ایکسٹو کے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ چونکہ لاؤڈر آن تھا اس لئے بلیک زیرو بھی سر سلطان کی آواز سن رہا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران سر سلطان کو تنگ کرنا چاہتا ہے۔

''طاہر بیٹے۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ میری آواز نہیں پہچان رہے، میں سلطان بول رہا ہوں''...... سر سلطان نے کہا۔

"میں یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ سلطان ہو کر بولتے ہیں یا فرماتے ہیں"...... عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"تم بہت ہی شیطان ہو۔ پتا نہیں کیسی کیسی باتیں سوچ لیتے ہو"...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید زمانے نے اپنا رنگ بدلا ہے کہ اب سلطان عام آدمی سے غصیلے لہجے کی بجائے مسکراتے ہوئے بات کرنے لگے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ میں تو عام سا انسان ہوں اور تم مجھے ہمیشہ سلطانوں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہو"...... سرسلطان نے کہا۔

"اگر آپ عام انسان ہیں تو پھر سلطان کیوں کہلواتے ہیں"۔ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تم سے بات کرتے ہوئے تو انسان یہ بھی بھول جاتا ہے کہ اس نے کس مقصد کے لئے فون کیا تھا"...... سرسلطان نے ناراض لہجے میں کہا۔

"انسان بھول جاتا ہے نا۔ سلطان کو نہیں بھولنا چاہئے۔ ویسے آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا"...... عمران نے کہا۔

"اگر میں تمہارے سوال کا جواب یاد کرنے بیٹھ جاؤں گا تو ایک بار پھر بھول جاؤں گا کہ میں نے تمہیں فون کیوں کیا ہے اس لئے تم اپنے سوال کو رہنے دو اور فوراً فون پر فلسطینی رہنما خالد بن ابو موسیٰ سے رابطہ کرو۔ وہ تم سے کوئی بہت ہی ضروری بات کرنا

چاہتے ہیں"...... سرسلطان نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

"جی۔ اب آپ نے سلطانوں والا لہجہ اپنایا ہے تو آپ سلطان لگ بھی رہے ہیں۔ عالیجاہ۔ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی"۔ اس مرتبہ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے لائن کٹ گئی۔

"عمران صاحب۔ آپ بھی سرسلطان کو زچ کر دیتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران نے بلیک زیرو کی بات کا کوئی جواب نہ دیا البتہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ ٹیلی فون کا رسیور رکھ کر عمران نے ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے ٹیلی فون نمبروں والی ڈائری نکالی۔ اسے خالد بن ابو موسیٰ کا نمبر تلاش کرنے میں دو منٹ لگے۔ اس نے ایک نظر نمبروں پر ڈالی اور پھر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ یہ خصوصی سیل فون تھا۔ عمران نے سرداور کے ذریعے پاکیشیا کے سیٹلائٹ سیارے میں خصوصی سپیس حاصل کی تھی اور کنکشن مشینری دانش منزل میں ہی سیٹ کر لی تھی۔ اب سیکرٹ سروس کے تمام ارکان بشمول فارن ایجنٹس کے پاس یہ خصوصی سیل فون تھے جو دنیا کے ہر کونے میں استعمال ہو سکتے تھے لیکن ان کی کال اور لوکیشن کوئی بھی مشین ٹریس نہیں کر سکتی تھی۔ لہٰذا یہ محفوظ ترین سیل فون تھے۔ ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ عمران نے ان سیٹوں میں میموری

کارڈ کی جگہ ایسی چپ فٹ کردی کہ سیل فون سیٹ کا کی پیڈ صرف مالک کی انگلیوں کے نشان پر ہی کام کرتا تھا اور یہی چپ مالک کی دماغی لہروں کو بھی کیچ کرتی تھی جیسے ہی مالک بے ہوش ہوتا تھا سیل فون خودبخود آف ہو جاتا تھا اور پھر دنیا کی کوئی بھی مشینری اسے آن نہیں کرسکتی تھی۔ عمران نے ایسا سسٹم بنا دیا تھا کہ اب یہ سیل فون مکمل طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔ (تفصیلات عمران سیریز کے دلچسپ ناول ڈیتھ آف ایکسٹو میں بھی دی گئی ہیں) عمران نے خالد بن ابو موسیٰ کے نمبرز پریس کئے۔ چندلمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس۔ خالد بن ابو موسیٰ اسپیکنگ''...... دوسری بیل کے بعد رسیور اٹھائے جانے کی بعد آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ خالد بن ابو موسیٰ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ برکاۃ۔ علی عمران صاحب۔ مجھے آپ کے فون کا شدت سے انتظار تھا''...... خالد بن ابو موسیٰ نے کہا۔

''جی فرمایئے۔ آج کیسے یاد کیا''...... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''علی عمران صاحب۔ آپ کے اس فون نمبر کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی یہ لینڈ لائن نمبر ہے یا سیل فون نمبر ہے''...... خالد بن ابو موسیٰ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے عمران سے فون نمبر

کے بارے میں پوچھا۔

''خالد بن ابو موسیٰ صاحب۔ یہ میرا سیل فون نمبر ہے''۔ عمران نے اسے بتایا۔

''او کے۔ میرا ایک آدمی اشعر زمانی آپ کے پاس پہنچ رہا ہے وہ آپ کے اس سیل فون پر آپ سے رابطہ کرے گا۔ پلیز آپ اس سے مل لیجئے گا''...... خالد بن ابو موسیٰ نے عمران سے کہا۔

''بہت بہتر جناب۔ اشعر زمانی کس وقت میرے پاس پہنچے گا''...... عمران نے خالد بن ابو موسیٰ سے پوچھا۔

''آج شام ایکریمیا سے جو فلائٹ پاکیشیا پہنچ رہی ہے اشعر زمانی اس سے آ رہا ہے''...... خالد بن ابو موسیٰ نے کہا۔

''او کے۔ میں آپ کے آدمی کا انتظار کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے خالد بن ابو موسیٰ نے کہا تو عمران نے بھی اسے الوداعی کلمات کہے اور کال کٹ گئی۔

''عمران صاحب۔ خالد بن ابو موسیٰ نے معمولی سا اشارہ بھی نہیں دیا کہ ان کا آدمی آپ سے کیوں ملنا چاہتا ہے''...... جب عمران رسیور کریڈل پر رکھ چکا تو بلیک زیرو نے اس سے کہا۔

''ہاں۔ یہ لوگ بہت زیادہ محتاط رہتے ہیں اور یہ احتیاط ان کے لئے ضروری بھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کو بھی محسوس ہوا ہے کہ زمانی

صاحب کوئی مشن لے کر آ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مبارک ہو۔ تمہارے لئے ایک اور بزنس کا سکوپ نکل آیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایک اور بزنس کا سکوپ۔ میں سمجھا نہیں عمران صاحب''۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چائے کے بزنس کے ساتھ ساتھ پیشین گوئیاں کرنے کا بزنس۔ بلکہ یہ بزنس چائے بزنس سے کہیں بڑھ کر ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تو بس ایسے ہی کہہ دیا تھا عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے شرمسار لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں بھئی۔ اگر تم یہ کام شروع کر دو تو خوب دولت کماؤ گے''...... عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے عمران کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جواب دیتا بھی تو بھلا کیا۔

''ایک تو میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ہر بندہ میری باتوں کو مذاق سمجھتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں آپ کے لئے پھر چائے بنا کر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا اور چائے بنانے کے لئے چلا گیا۔

''کیا زمانہ آ گیا ہے اچھا مشورہ دو تو لوگ جان چھڑانے لگ جاتے ہیں''...... عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو چائے بنا کر لایا تو عمران سنجیدہ ہو چکا تھا۔ اس نے خاموشی کے

ساتھ چائے پی۔

''خیر ہے عمران صاحب۔ آپ خاموش ہو گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کسی شاعر نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ تیرے بندوں کی نہ یہ دنیا ہے اور نہ وہ دنیا۔ کہ یہاں مرنے کی پابندی ہے اور وہاں جینے کی پابندی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں بولوں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں بہت بولتا ہوں۔ میں خاموش رہوں تو لوگ تشویش میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مجھے کچھ ہو گیا ہے۔ اب میں کروں تو کیا کروں''...... عمران نے بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے تو آپ کے بولنے پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ میں تو آپ کی باتوں کو انجوائے کرتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی لئے چائے بنانے کے بہانے واک آؤٹ کر جاتے ہو''...... عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی باتوں کا میرے پاس جواب نہیں تھا اس لئے میں نے فرار ہونے میں ہی عافیت جانی''...... بلیک زیرو نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب میں بھی فرار ہونے کو ہی عافیت سمجھتا ہوں''۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے خالی کپ میز پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی احتراماً کھڑا ہو گیا اور عمران کو کنٹرول روم کے دروازے تک سی آف کرنے کے لئے آیا۔

''ویسے تو آج کل ماحول ٹھنڈا ہی ہے اس کے باوجود کوئی خاص بات ہو جائے تو مجھے کال کر لینا''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر نکل آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار کنگ روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اس کی نظر فٹ پاتھ پر پڑی۔ ایک مغرور چہرے والا ایک ادھیڑ عمر عورت سے کسی بات پر الجھ رہا تھا۔ عورت کے چہرے پر بے بسی اور بے چارگی کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روک لی اور پھر کار کو ریورس کر کے ان دونوں کے قریب لے آیا۔ وہ کار سے نیچے اتر کر ان کے قریب پہنچ گیا۔ مرد اونچی اونچی آواز میں بول رہا تھا جبکہ عورت سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ ان کے قریب کئی لوگ جمع تھے لیکن کوئی بھی مرد کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں کر رہا تھا کیونکہ مرد مضبوط اور گینڈے جیسی جسامت کا تھا اور وہ چہرے سے ہی خطرناک لگ رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے قمیض کے اوپر ہی پیٹی باندھی ہوئی تھی

جس کے ہولسٹر میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

''کیا مسئلہ ہے بھائی صاحب۔ آپ کیوں اس خاتون سے الجھ رہے ہیں''...... عمران نے نرم لہجے میں اس مرد سے کہا۔ عمران کو اپنی حمایت میں بولتا دیکھ کر اس ادھیڑ عمر عورت نے ممنون نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔

''تم سے مطلب۔ جاؤ اپنا راستہ ناپو''...... اس آدمی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں عمران سے کہا۔

''مجھے مطلب ہے نا۔ تم بتاؤ تمہارا مسئلہ کیا ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''اس بڑھیا نے میری رقم دینی ہے اور آج یہ بہت تلاش کے بعد مجھے نظر آئی ہے''...... اس آدمی نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''اماں جی۔ آپ بتائیں کیا بات ہے''...... اس مرتبہ عمران نے خاتون سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے بتا تو دیا ہے کہ اس نے میری رقم دینی ہے۔ اب میں تجھے اشٹامپ پیپر پر لکھ کر دوں''...... خاتون نے بولنے کے لئے ابھی منہ کھولا ہی تھا کہ اس آدمی نے نہایت ہی بدتمیزی کے ساتھ کہا۔ ابھی اس کا جملہ بمشکل ہی پورا ہوا تھا کہ وہاں لوگوں نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔ گینڈے جیسی جسامت رکھنے والا آدمی عمران کے ایک ہی تھپڑ سے اڑتا ہوا فٹ پاتھ پر دور جا گرا تھا اور ابھی وہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ عمران اس کے سر پر پہنچ گیا۔ عمران

نے اپنا ایک پیر اس کی گردن پر رکھ دیا اور ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ اس ہلکے سے دباؤ سے ہی اس آدمی کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہوگئیں اور اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔

''یہ ہے تمہاری اوقات اور بن رہے ہو تم فرعون۔ میں ایک ہلکا سا جھٹکا دوں تو تمہاری گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے اور تم تڑپ کر یہیں مر جاؤ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا پیر اس کی گردن سے ہٹا لیا۔ وہ آدمی ہانپتا ہوا اٹھا اور خوفزدہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

''جی اماں جی۔ آپ بتا رہی تھیں کہ یہ آدمی آپ سے کیوں بدتمیزی کر رہا تھا''...... عمران نے نرم لہجے میں خاتون سے کہا اور پھر اسی لمحے اس کا ہاتھ پھرتی سے حرکت میں آیا۔ گینڈے جیسی جسامت والا ہولسٹر سے ریوالور نکال چکا تھا۔ عمران نے نہ صرف اس سے ریوالور چھین لیا بلکہ اسے ایک تھپڑ بھی رسید کر دیا۔ عمران کا یہ تھپڑ کھا کر وہ فٹ بال کی طرح اچھلا اور فٹ پاتھ پر گر گیا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔

''اماں جی۔ آپ بتائیں یہ آپ سے کیوں بدتمیزی کر رہا تھا''...... عمران نے ایک بار پھر خاتون سے پوچھا۔

''بیٹا۔ اس کا نام خلیل ہے اور یہ ایک بھٹے کا مالک ہے۔ آج سے پانچ سال پہلے اس نے ہمیں پچیس ہزار دیئے تھے ایڈوانس تنخواہ کا کہہ کر اور ساتھ ہی اس نے کاغذ پر ہمارے انگوٹھے بھی لگوا

لئے۔ اس کے بعد میں نے، میرے بیٹے اور بیٹی نے پانچ سال اس کے بھٹے پر کام کیا۔ اس نے ہمیں کوئی تنخواہ نہیں دی۔ ہم کئی بار اس کا کام چھوڑ کر گئے تو اس کے آدمی ہمیں زبردستی پکڑ کر لے گئے۔ جہاں اس نے ہمیں زنجیروں سے باندھے بھی رکھا۔ پھر تین چار مہینے پہلے میرا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اسے ٹی بی ہو گئی ہے لیکن اس نے نہ تو علاج کرایا اور نہ ہی تنخواہ دی۔ تنخواہ کے مطالبے پر اس نے ہمیں بتایا کہ ہم اس کے ایک لاکھ کے مقروض ہو چکے ہیں۔ پہلے یہ اپنا ایک لاکھ وصول کرے گا پھر ہمیں تنخواہ دے گا اس نے پولیس کو بھی بلایا۔ پولیس کے سپاہیوں نے ہمیں خوب ڈرایا دھمکایا کہ ہم اس کے پاس سے بھاگ کر کہیں نہ جائیں کیونکہ ہم نے اس کا ایک لاکھ روپیہ دینا ہے یہ ہمیں قید میں رکھتا تھا۔ ایک رات مجھے موقع مل گیا تو میں اپنے بیمار بیٹے اور بیٹی کو لے کر بھاگ گئی اور ایک نئی بستی میں جا کر رہنے لگی۔ بیٹی کی میں نے شادی کر دی ہے اور بیٹے کی دوائی سرکاری ہسپتال سے لے رہی ہوں''۔ خاتون نے پوری تفصیل کے ساتھ عمران کو اپنے حالات سے آگاہ کیا۔

''ہونہہ۔ تو تم انسان کو غلام بناتے ہو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں گینڈے جیسی جسامت والے خلیل سے کہا۔ خلیل اس دوران عمران کو کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن اب عمران کا سرد لہجہ سن کر اس کے جسم میں ایک سرد لہر سی دوڑ گئی اور وہ دل ہی دل میں عمران سے خوفزدہ ہو گیا۔ عمران نے خاتون کی بات سن کر جیب

سے اپنا سیل فون نکالا اور سوپر فیاض کے نمبرز پریس کیے۔

''میں اس وقت ڈریم مارکیٹ کے سامنے فٹ پاتھ پر کھڑا ہوں۔ تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔ تم ان پانچ منٹوں کے اندر اندر یہاں پہنچ جاؤ''...... عمران نے سوپر فیاض سے بھی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس کا جواب سنے بغیر اس نے کال اینڈ کا بٹن پریس کر کے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''تت۔ تم نے کسے بلایا ہے۔ میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا۔ میں جا رہا ہوں۔ اس بڑھیا سے میں بعد میں نمٹ لوں گا''۔ خلیل نے پریشان لہجے میں کہا اور پھر اس نے آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھایا۔

''مسٹر خلیل۔ یہ ریوالور تمہارا ہی ہے نا''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں خلیل سے کہا۔

''ہاں۔ یہ ریوالور میرا ہی ہے، یہ لائسنس یافتہ ہے۔ تم نے مجھ سے چھینا ہے میں تمہارے خلاف پرچہ کٹاؤں گا''...... خلیل نے رکتے ہوئے کہا اس نے عمران کو دھمکی تو دے دی تھی لیکن اس کا لہجہ کھوکھلا تھا۔

''اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو تمہارے ہی ریوالور کی گولی تمہارے ماتھے میں سوراخ کر دے گی''...... عمران نے بدستور غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو خلیل کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا پھر ٹھیک پانچ منٹ بعد کسی گاڑی کے ٹائروں کے چیخنے کی آواز

نائی دی۔ وہاں موجود لوگوں نے چونک کر سامنے دیکھا اور خوفزدہ ہ گئے کیونکہ سوپر فیاض اپنی سرکاری گاڑی اور سرکاری وردی میں ہاں پہنچ چکا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے سٹاف کے چار افراد اور ی تھے۔ اتنے بڑے افسر کو دیکھ کر اکثر لوگ تو وہاں سے کھسک لئے جبکہ خلیل کے چہرے پر سیاہی چھا گئی۔

''تم نے مجھے اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا ہے''...... سوپر فیاض نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''یہاں انسانوں کو زبردستی غلام بنانے جیسا گھناؤنا جرم ہو رہا ہے اور تمہیں معلوم ہی نہیں ہے''...... عمران نے سوپر فیاض سے بھی رد لہجے میں کہا۔ سوپر فیاض نے اپنے ماتحتوں اور عوام کے سامنے ران کے اس انداز گفتگو پر اپنی انسلٹ تو محسوس کی لیکن چونکہ وہ ں عمران کا مزاج آشنا تھا اس لئے اس وقت اس نے عمران کو مہ دکھانے کی جرأت نہ کی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس وقت اس نے ران سے اختلاف کیا یا اس کو غصہ دکھایا تو عمران اس کے لئے رناک ثابت ہو سکتا ہے۔

''کون یہ جرم کر رہا ہے''...... سوپر فیاض نے فٹ پاتھ پر موجود ں پر نظر ڈالتے ہوئے بارعب لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ اس وقت ان پر رعب نہیں ڈال سکتا تھا اس لئے اس نے عوام پر رعب ں کر اپنی تسکین کر لی۔ عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی ے اپنے سوال کا جواب بھی مل گیا کیونکہ خلیل کے انداز نے اس

کے سوال کا جواب دے دیا تھا۔ اس نے قدم آگے بڑھا کر خلیل کو کالر سے پکڑ لیا اور اسے ایک جھٹکا بھی دیا۔

''اچھا تو، تو ہے وہ ظالم فرعون جو انسانوں کو غلام بناتا ہے''۔ سوپر فیاض نے خلیل سے کہا۔

'' سوپر فیاض اگر یہ درندہ سزا سے بچ گیا تو تمہاری یہ وردی نہیں بچ سکے گی اور یہ تمہارے لئے کم سے کم سزا ہو گی''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کو بھی اپنے جسم میں سرد لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''آیئے اماں جی۔ میں آپ کے بیٹے کی عیادت کرلوں''۔ اس مرتبہ عمران نے خاتون سے کہا تو دنیا بھر کی نرمی اس کے لہجے میں عود آئی تھی پھر اس نے خاتون کا ہاتھ پکڑا اور اسے کار تک لے آیا۔

''بیٹھیں اماں جی''...... عمران نے کار کا فرنٹ دروازہ کھولتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں اس کار میں بیٹھوں۔ کک۔ کیسے''...... خاتون نے پریشان لہجے میں کہا۔

''جس طرح دوسرے لوگ بیٹھتے ہیں آپ بھی اسی طرح بیٹھیں''...... عمران نے خاتون سے کہا۔

''بیٹا۔ میں تو کبھی بھی کار میں نہیں بیٹھی''...... خاتون نے بدستور پریشان لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں ہے۔ اب آپ کار میں بیٹھ جائیں۔ یہ آپ کے بیٹے کی ہی کار ہے''...... عمران نے خاتون سے کہا۔ پھر اس نے خاتون کو کار میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ سوپر فیاض خلیل کو جیپ میں بٹھا کر لے گیا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ سوپر فیاض خود متعلقہ تھانے جا کر خلیل کو ایس ایچ او کے حوالے کرے گا اور اپنے سامنے اس کے خلاف ایسا پرچہ درج کرائے گا جس میں خلیل کو زیادہ سے زیادہ سزا ہو گی اور چونکہ متعلقہ تھانے کا ایس ایچ او انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ سے ملزم وصول کرے گا اس لئے ملزم کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

عمران خاتون کے ساتھ اس کچی آبادی میں گیا جہاں وہ خاتون اپنے بیمار بیٹے کے ساتھ ایک جھونپڑی میں رہ رہی تھی۔ عمران نے اس کے بیٹے کو ساتھ لیا اور ایک معروف ہسپتال سے اس کا چیک اپ کرایا اور اس کے علاج پر خرچ ہونے والی رقم ایڈوانس جمع کرا کے کارڈ اس نے خاتون کے حوالے کر دیا جبکہ دس ہزار کی نقد رقم بھی اس نے خاتون کو دی کہ وہ گھر کے اخراجات پورے کرے اور ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جب تک اس کا بیٹا مکمل صحت یاب ہو کر کام کاج کے لائق نہیں ہو جاتا وہ ہر مہینے کا خرچہ پہنچاتا رہے گا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ واپس اپنے فلیٹ پہنچا۔

''اگر آپ چائے کی فرمائش کرنے لگے ہیں تو ذرا ٹھہریئے اور

جان لیجئے کہ کثرت سے چائے نوشی آپ کے معدے کو تباہ کر سکتی ہے اور اگر آپ نے ضد کی تو آپ کی ضد کی اطلاع اماں بی تک جا سکتی ہے اس کے بعد کے حالات کی ذمہ داری صرف آپ پر ہی عائد ہو گی''...... سلیمان نے باقاعدہ کمرشل میں بولنے والے ماڈلز کے انداز میں کہا تو عمران نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''تمہیں کسی کمرشل کی آفر تو نہیں آ گئی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''فلموں، ڈراموں اور کمرشلز کی آفر مجھے آتی رہتی ہیں لیکن یہ میرا اسٹیٹس نہیں ہے۔ میں آل ورلڈ ککس ایسوسی ایشن کا تاحیات صدر ہوں۔ یہ چھوٹے چھوٹے کام مجھے زیب نہیں دیتے''۔ سلیمان نے فقرے کے آخر میں حقارت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جی۔ آپ درست فرما رہے ہیں جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی یہی بات تو مجھے بہت پسند ہے کہ آپ حقائق کو بہت جلد تسلیم کر لیتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ میری بات سے آپ کو خوشی محسوس ہو رہی ہو گی''...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''میری تعریفیں تو دنیا بھر میں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ میرے لئے کوئی خاص بات نہیں ہے''...... سلیمان نے بے نیازی سے کہا۔

''جی بالکل۔ دنیا تو آپ کی تعریف کے پل باندھ دیتی ہے''۔ عمران نے سلیمان سے کہا۔

''صاحب۔ دنیا میری تعریف کے دریا بہا دیتی ہے اور میں فیاضی کے سمندر بہا دیتا ہوں اور اسی فیاضی کے سمندر میں سے میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''بالکل جناب۔ آپ فیاضی کے سمندر بہا سکتے ہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں سلیمان سے کہا۔

''شکریہ۔ شکریہ۔ بس میں ابھی چائے لایا اور چائے بھی وہ جو کینیا سے آئی ہوئی ہے''...... سلیمان نے کہا اور پھر کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے مسکراتے ہوئے ایک کتاب اٹھا لی اور اس کا مطالعہ کرنے لگا۔ اسے اشعر زمانی کا انتظار تھا۔ عمران جانتا تھا کہ خالد بن ابو موسیٰ نے کوئی نہایت اہم پیغام بھجوایا ہے۔ ضرور کوئی ایسی بات ہو گی جو وہ فون پر بھی نہیں بتانا چاہتا تھا۔ مطالعے کے دوران ہی سلیمان اس کے لئے چائے لے آیا تھا اور چونکہ اب عمران سنجیدگی کے ساتھ کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اس لئے سلیمان خاموشی سے چائے کا کپ میز پر رکھ کر واپس چلا گیا۔ مطالعے کے دوران وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔ عمران اس وقت چونکا جب اس کے سیل فون پر کال آنے لگی۔ اس نے سیل فون سیٹ اٹھا کر نمبر دیکھے۔ نمبر دار الحکومت کے لینڈ لائن کے تھے۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن)

اسپیکنگ''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''علی عمران صاحب۔ میں اشعر بول رہا ہوں۔ ریٹبو ہوٹل سے''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''اشعر زمانی صاحب۔ آپ پاکیشیا کس وقت پہنچے ہیں''۔ عمران نے اشعر زمانی سے پوچھا۔

''صرف پانچ منٹ پہلے۔ میں ریٹبو ہوٹل کے کمرہ نمبر تین سو اکیس میں ہوں۔ آپ تشریف لے آئیں۔ مجھے جلد ہی واپس بھی جانا ہے''...... اشعر زمانی نے کہا۔

''او کے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور اس نے سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ائیر پورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ ریٹبو ہوٹل ائیر پورٹ کے قریب تھا۔ دس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ریٹبو ہوٹل پہنچ گیا۔ کمرہ نمبر تین سو اکیس کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دستک دی اور دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا لیکن کچھ دیر گزرنے کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو اس نے دوبارہ دستک دی۔ اب بھی دروازہ نہ کھلا تو اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ ہینڈل گھمانے پر دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا اور وہ اچھل پڑا۔

کمرے میں جہازی سائز کے بیڈ پر ایک نوجوان اس حالت میں پڑا ہوا تھا کہ اس کے سینے میں ایک خنجر پیوست تھا اور اس کے سینے سے خون نکل کر بیڈ پر پھیل رہا تھا۔ عمران نے نوجوان کے چہرے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ دم توڑ چکا ہے لیکن اسے مرے ہوئے ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے۔ عمران کے خیال کے مطابق یہ اشعر زمانی تھا۔ مردہ نوجوان کے خد و خال فلسطینیوں سے ملتے جلتے تھے۔ عمران اشعر زمانی کی لاش کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اسے کمرے کا دروازہ کھلنے کا احساس ہوا۔ اس نے تیزی سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ دروازے میں سے ایک پولیس انسپکٹر، دوسرا اے ایس آئی اور تیسرا ایک سپاہی تھا۔ سپاہی کے ہاتھ میں ہتھکڑی موجود تھی۔

''ہمیں پہنچنے میں ذرا تاخیر ہو گئی اور تو نے اپنا کام کر دکھایا''...... پولیس انسپکٹر نے پولیس والوں کے مخصوص انداز میں کہا اور عمران کو گھورنے لگا۔

''پولیس کبھی کہیں وقت پر پہنچی بھی ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں انسپکٹر سے کہا۔

''سر جی۔ یہ تو شکل سے ہی قاتل نظر آتا ہے''...... سپاہی نے انسپکٹر سے کہا۔

''ہاں۔ میں اسے جانتا ہوں۔ یہ کرائے کا قاتل ہے۔ اس سال ہمارے علاقے میں جتنے بھی قتل ہوئے ہیں سب اسی نے کئے ہیں۔ میں اس کے خلاف ایسا پرچہ کاٹوں گا کہ اس کی ضمانت ہی

نہیں ہو سکے گی''...... پولیس انسپکٹر نے اپنی مونچھوں کو مروڑتے ہوئے کہا تو سپاہی نے خوشامدانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

''سر جی۔ اس کے ساتھ رعایت کر دیں جی۔ یہ اس قتل کا اعتراف کرتا ہے۔ چل اوئے اعتراف کر''...... اس مرتبہ اے ایس آئی نے پہلے انسپکٹر سے اور پھر عمران سے کہا۔ عمران سے بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

''جانتے ہو کہ میں ہوں کون''...... عمران نے پولیس انسپکٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اوئے۔ سر جی پر رعب جھاڑنے کی کوشش نہ کر ورنہ تھانے کی بجائے یہیں چھترول شروع کر دوں گا۔ یہ دیکھ چھتر میرے پاس ہے اور اس پر لکھا ہے۔ ہور سناؤ سجنا کی حال چال ہے''۔ اے ایس آئی نے کہا۔

''انسپکٹر۔ میں علی عمران ڈپٹی ڈائریکٹر انٹیلی جنس ہوں۔ دس از مائی سروس کارڈ''...... عمران نے سخت لہجے میں انسپکٹر سے کہا اور پھر ایک کارڈ نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے گھما دیا۔ انسپکٹر کو کارڈ دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عمران کا انداز اور الفاظ ہی ایسے تھے کہ انسپکٹر نے فوراً ہی عمران کو سیلوٹ کیا۔ اب ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

''سر جی۔ دیکھیں جی بڑے صاحب کتنے معصوم اور بھولے نظر آ رہے ہیں۔ ان کے چہرے پر تو معصومیت ہی معصومیت ہے''۔ چند

لمحے پہلے تک سپاہی کو عمران کا چہرہ قاتل کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور اب اسے عمران کے چہرے پر معصومیت نظر آ رہی تھی۔ اس کی اس خوشامد پر عمران نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ سہم گیا۔

''انسپکٹر۔ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے کہ یہاں قتل ہو گیا ہے''...... عمران نے انسپکٹر سے پوچھا۔

''سر۔ کسی نے ٹیلی فون کر کے اطلاع دی تھی''...... انسپکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''قتل ہونے والا نوجوان غیر ملکی ہے اس لئے اس قتل کی تفتیش انٹیلی جنس کرے گی۔ میں انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بلا رہا ہوں۔ وہ اس کیس کی کارروائی کرے گا''...... عمران نے انسپکٹر سے کہا۔

''او کے سر۔ تو ہم جائیں سر''...... انسپکٹر نے عمران کو ایک اور سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''سوپر فیاض آ جائے تو پھر تم چلے جانا''...... عمران نے انسپکٹر سے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون نکال لیا۔

''فیاض۔ ریٹو ہوٹل کے کمرے میں ایک غیر ملکی نوجوان قتل ہو گیا ہے۔ پولیس انسپکٹر یہاں موجود ہے اور تم بھی فوراً ریٹو ہوٹل کمرہ نمبر تین سو ایک میں پہنچ جاؤ''...... جیسے ہی دوسری طرف سے فون رسیو کیا گیا عمران نے بغیر کسی تمہید کے کہا اور کال کاٹ دی۔

''ہوٹل کا کوئی آدمی ابھی تک یہاں نہیں آیا۔ کیا ہوٹل انتظامیہ کو

اس قتل کی اطلاع نہیں ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں پولیس انسپکٹر سے کہا تو انسپکٹر نے ایک اور سیلوٹ پیش کیا۔

''سر۔ میں انہیں سختی سے منع کر آیا تھا کہ جب تک میں نہ بلاؤں ان میں سے کوئی نہ آئے''...... پولیس انسپکٹر نے سیلوٹ مارنے کے بعد نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''اب سوپر فیاض آنے والا ہے۔ وہ جو مناسب سمجھے گا کارروائی کرے گا۔ اس کے آنے تک تم نے یہیں رکنا ہے''...... عمران نے پولیس انسپکٹر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ صاحب کے آنے تک میں یہیں رہوں گا''۔ پولیس انسپکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ انسپکٹر کی بات سن کر عمران کمرے سے باہر نکل آیا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ہال میں آ گیا۔ ہال میں اس وقت کافی رش تھا۔ دو تین میزیں خالی نظر آ رہی تھیں۔ عمران کونے والی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا ایک ویٹر اس کے قریب آ گیا۔

''یس سر''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا تو عمران نے اسے ہاٹ کافی کا آرڈر دیا۔ چونکہ یہاں معمول کے مطابق کام ہو رہا تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کو اس قتل کی خبر یہاں نہیں پھیلی۔ عمران نے پورے ہال کا جائزہ لیا لیکن اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔ اتنے میں ویٹر نے اسے ہاٹ کافی لا دی۔

''سنو''...... ہاٹ کافی کے برتن رکھ کر جیسے ہی ویٹر مڑنے لگا

عمران نے اسے آواز دی۔

''یس سر۔ کوئی غلطی ہو گئی سر''...... ویٹر نے پریشان لیکن مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''نہیں۔ کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ اس وقت تھرڈ فلور پر کس ویٹر کی ڈیوٹی ہے''...... عمران نے ویٹر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اس وقت تھرڈ فلور پر دلشاد کی ڈیوٹی ہے''...... ویٹر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''میں دلشاد سے ملنا چاہتا ہوں۔ اسے بلا لاؤ''...... عمران نے ویٹر سے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک چھوٹا نوٹ بھی اس کی طرف بڑھایا۔ ویٹرز کو ٹپ دینے کا چونکہ عام رواج تھا اس لئے کسی نے بھی اس بات کو خاص طور پر محسوس نہیں کرنا تھا۔

''سر۔ اس وقت تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ پندرہ منٹ بعد اس کی ڈیوٹی آف ہو رہی ہے۔ پندرہ بیس منٹ بعد وہ آپ کو ہوٹل سے باہر مل سکتا ہے۔ ہوٹل میں کوئی بھی ویٹر اپنے کسی بھی مہمان سے نہیں مل سکتا۔ یہ ہوٹل کی پالیسی ہے سر''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں ہوٹل سے باہر ہی اس سے مل لوں گا لیکن میں دلشاد کو جانتا نہیں ہوں۔ میں اسے پہچانوں گا کیسے''...... عمران نے ویٹر کو اپنی پریشانی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ دلشاد اپنی ڈیوٹی آف کرنے کے بعد ہال سے ہوتا ہوا اسٹور میں جائے گا۔ جہاں وہ وردی اتار کر عام کپڑے پہنے گا اور پھر اپنے گھر چلا جائے گا۔ آپ اس میز پر بیٹھے رہیں جیسے ہی دلشاد ہال میں آئے گا میں اشارے سے آپ کو بتا دوں گا''...... ویٹر نے کہا۔

'' ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا''...... عمران نے کہا تو ویٹر ایک طرف بڑھ گیا۔

عمران ہاٹ کافی سپ کرنے لگا۔ اس دوران سوپر فیاض بھی ہوٹل پہنچ گیا چونکہ عمران کونے میں موجود ٹیبل پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے فیاض کی نظر اس پر نہیں پڑی جبکہ عمران نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا چونکہ اس وقت عمران اس سے ملنا نہیں چاہتا تھا اس لئے عمران نے اسے جانے دیا۔ فیاض کے ہال میں داخل ہونے پر کئی لوگوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ عمران نے سیل فون نکال کر فیاض کے نمبرز پریس کئے۔ وہ فیاض کو اشعر زمانی کے متعلق بتانا چاہتا تھا۔

''تم کہاں ہو اور یہ لاش کس کی ہے''...... کال رسیو کرتے ہی فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں اس وقت ایک کام میں مصروف ہوں۔ یہ لاش ایک فلسطینی نوجوان کی ہے جس کا نام اشعر زمانی تھا جو کہ تھوڑی دیر

پہلے پاکیشیا پہنچا تھا۔ اب مزید کارروائی اور لاش کی اس کے وطن واپسی تمہارے محکمے کی ذمہ داری ہے''...... عمران نے فیاض سے کہا اور اس کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔ کال کاٹ کر اس نے سیل فون سیٹ جیب میں رکھا ہی تھا کہ اس نے ویٹر کو دیکھا۔ ویٹر اس کی میز سے برتن اٹھا رہا تھا اور پھر اس ویٹر نے ایک اور ویٹر کی طرف اشارہ کیا۔

''سر۔ وہ دلشاد ہے''...... ویٹر نے عمران سے کہا تو عمران نے اس ویٹر کو دیکھا جو سیڑھیوں کے قریب بنی گیلری میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ گیلری کاؤنٹر کے قریب تھی اور غالباً اس طرف اسٹور روم تھا۔

''شکریہ''...... عمران نے ویٹر کا شکریہ ادا کیا اور اسے ایک بڑا نوٹ تھما دیا۔

''ہاٹ کافی کا بل کاٹ کر باقی تم رکھ لینا''...... عمران نے ویٹر سے کہا تو وہ خوش ہو گیا۔

''تھینک یو سر۔ ویٹر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا اور برتن اٹھا کر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دلشاد، عمران کو نظر آ گیا جو گیلری سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران بھی اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔ ہال سے باہر آ کر دلشاد ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ عمران اس کے قریب پہنچ گیا۔

''دلشاد''...... عمران نے اسے آواز دی تو وہ رک گیا اور اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

''یس سر''...... دلشاد نے سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے ساتھ آؤ۔ میں نے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں''...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ پھر وہ پارکنگ کی طرف مڑا۔ جہاں اس کی کار موجود تھی۔ دلشاد اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عمران نے دلشاد کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار مین روڈ پر آ گئی۔

''آج تمہاری ڈیوٹی تھرڈ فلور پر تھی''...... عمران نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے دلشاد سے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی ڈیوٹی آف کر کے ہی آ رہا ہوں''۔ دلشاد نے عمران کے سوال کا جواب دیا۔

''تھرڈ فلور کے کمرے میں ایک گیسٹ کا قتل ہو گیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یس سر۔ نوجوان لڑکا تھا غیر ملکی۔ اس کے قتل کا بہت افسوس ہوا ہے سر''...... دلشاد نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''کس نے کیا ہے یہ قتل''...... عمران نے دلشاد سے پوچھا تو ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات دکھائی دیئے پھر وہ نارمل ہو گیا۔

''سر۔ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا اور سر میں نے پولیس کو اپنا بیان لکھوا دیا ہے''...... دلشاد نے کہا۔

''جو بیان تم نے پولیس کو دیا ہے وہ درست نہیں ہے''۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''نہیں سر۔ مجھے بھلا کیا ضرورت ہے غلط بیانی کرنے کی''۔ دلشاد نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''تم جانتے ہو دلشاد کہ اس غیر ملکی نوجوان کو کس نے قتل کیا ہے لیکن تم اس کے خوف کی وجہ سے بتا نہیں رہے''...... عمران نے دلشاد سے کہا تو اس نے خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ عمران کو دیکھا۔

''لیکن تم فکر مت کرو۔ وہ لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے''...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کون ہیں''...... دلشاد نے پوچھا۔

''میں خفیہ پولیس کا افسر ہوں۔ چونکہ ایک غیر ملکی کا قتل ہوا ہے اس لئے میں خفیہ انوسٹی گیشن کر رہا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم پر کوئی حرف نہیں آئے گا البتہ تم نے میرے ساتھ تعاون نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے تفتیشی مرکز پر لے جاؤں گا اور اتنا تو تمہیں پتا ہی ہو گا کہ ہم عام پولیس سے زیادہ سنگدل ہوتے ہیں''...... عمران نے دلشاد سے کہا تو وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا۔

''سر۔ جس گروپ کے آدمی نے غیر ملکی نوجوان کو قتل کیا ہے وہ گروپ نہایت ہی سفاک اور ظالم ہے لیکن چونکہ قاتل نے مجھے نہیں دیکھا۔ اس لئے میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ لیکن سر۔ آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں''...... دلشاد نے کہا۔

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا نام کہیں بھی نہیں آئے گا''۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ دلشاد اس سے یہی وعدہ لینا چاہتا ہے۔

''تھینک یو سر۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اس لئے میں ڈرتا ہوں''...... دلشاد نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سر۔ پرنس کلب کے مالک اور منیجر پرنس ڈیوڈ نے قاتلوں کا ایک گروپ بھی بنایا ہوا ہے۔ یہ قتل اسی گروپ کے ایک بندے نے کیا ہے۔ میں اس آدمی کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اس کا نام عبدالرشید ہے لیکن سب اسے شیدا کہتے ہیں''...... دلشاد نے عمران سے کہا تو عمران نے کار آہستہ کر کے فٹ پاتھ کے کنارے روک دی اس کے لئے اتنی معلومات ہی بہت تھیں۔ کار روک کر اس نے اپنی جیب سے بٹوہ نکالا اور دو بڑے بڑے نوٹ دلشاد کی طرف بڑھائے۔

''تم نے بتایا ہے کہ تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان کے لئے کھلونے اور پھل خرید لینا''...... عمران نے دلشاد سے کہا۔

''سر۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہوٹل سے مجھے اچھی تنخواہ کے علاوہ بھاری ٹپ بھی مل جاتی ہے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے''...... دلشاد

نے نوٹ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا تو عمران نے وہ نوٹ اس کی جیب میں ڈال دیئے۔

''یہ تمہارے لئے نہیں بلکہ بچوں کے لئے اور اب تم اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''اوکے سر۔ تھینک یو سر''...... دلشاد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ نیچے اتر کر اس نے کار کا دروازہ بند کیا تو عمران نے کار آگے بڑھائی۔ اب اس کی کار کا رخ پرنس کلب کی طرف تھا۔

میجر شمعون اپنے شاندار دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی ایجنسی جی پی نائن نے مختصر سے عرصے میں بہت زیادہ کامیابیاں حاصل کی تھیں اس لئے اسرائیل کا صدر اس پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ وہ نوجوان بہت ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ تیز ترین سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے وہ گورنمنٹ آف اسرائیل کی آنکھ کا تارا بن چکا تھا البتہ جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

میجر شمعون کی میز پر مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ میجر شمعون ایک فائل کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھا کہ بلیک کلر کے ٹیلی فون سیٹ کی بیل بجنے لگی۔

''میجر شمعون چیف آف جی پی نائن اسپیکنگ''...... اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں کیپٹن راشیل بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے میجر شمعون کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

''ہاں راشیل۔ کس لئے فون کیا ہے''...... میجر شمعون نے نرم لہجے میں کیپٹن راشیل سے پوچھا۔

''سر۔ میں اس وقت ٹیلی فون ایکس چینج میں ہوں اور اتفاق سے میں نے ایک اہم فون کال سنی ہے''...... کیپٹن راشیل کی آواز سنائی دی تو میجر شمعون نے اس کے لہجے میں چھپے ہوئے جوش کو محسوس کر لیا۔

''کون سی ایسی کال سن لی ہے کہ اتنے پر جوش ہو رہے ہو''۔ میجر شمعون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں دفتر آ رہا ہوں اور وہیں آ کر بتاتا ہوں''...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

''او کے۔ آ جاؤ''...... میجر شمعون نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد اس نے فائل دوبارہ کھولی اور اسے پڑھنے لگا۔

''سر۔ میں اندر آ سکتا ہوں''...... اسے کیپٹن راشیل کی آواز سنائی دی تو اس نے فائل پر سے نظریں ہٹائیں۔

''تم تو دفتر کے اندر آ چکے ہو۔ پھر اجازت کس لئے مانگ رہے ہو''...... میجر شمعون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... کیپٹن راشیل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور

میز کے قریب آ کر وہ ادب سے کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... میجر شمعون نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ تم نے اتفاق سے کون سی اہم فون کال سن لی ہے"...... میجر شمعون نے پوچھا۔

"سر۔ یہاں ایک فلسطینی رہنما ہے خالد بن ابو موسیٰ۔ اسے پاکیشیا کے علی عمران نے فون کیا ہے"...... کیپٹن راشیل نے کہا تو عمران کا نام سن کر میجر شمعون حیرت سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا ہے علی عمران نے اسے کال کی ہے"...... میجر شمعون نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس نے علی عمران سے کہا ہے کہ اس کا ایک آدمی اشعر زمانی پاکیشیا پہنچ رہا ہے اور سر۔ لازمی بات ہے کہ اشعر زمانی کسی اہم مشن پر ہی پاکیشیا جا رہا ہے"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم اس اشعر زمانی کو جانتے ہو"...... میجر شمعون نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس سر۔ مجھے پہلے تو شک تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ اشعر زمانی فلسطینی عسکریت پسندوں کا ساتھی ہے"...... کیپٹن راشیل نے میجر شمعون سے کہا۔

"اشعر زمانی کا حلیہ بتاؤ"...... میجر شمعون نے کہا تو کیپٹن راشل نے اشعر زمانی کا حلیہ بتا دیا۔

"خالد بن ابو موسیٰ کو جانتے ہو"...... میجر شمعون نے کیپٹن راشیل سے پوچھا۔

"نو سر۔ اسے میں نہیں جانتا"؟...... کیپٹن راشیل نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیپٹن راشیل کی بات سننے کے بعد میجر شمعون نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"پرنس کلب فرام پاکیشیا"......رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ میجر شمعون نے ٹیلی فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے کیپٹن راشیل کو بھی آواز سنائی دی۔

"پرنس ڈیوڈ سے بات کراؤ۔ میں ایکریمیا سے شمعون بول رہا ہوں"...... میجر شمعون نے کہا۔

"سر۔ چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یس۔ پرنس ڈیوڈ اسپیکنگ"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور بارعب آواز سنائی دی۔

"پرنس ڈیوڈ۔ شمعون بول رہا ہوں ایکریمیا سے"...... میجر شمعون نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"اوہ۔ شمعون صاحب آپ۔ فرمایئے سر"...... دوسری طرف سے پرنس ڈیوڈ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہاں ایکریمیا سے ہمارا ایک دشمن جس کا نام اشعر زمانی ہے،

پاکیشیا کے وقت کے مطابق آج شام کی فلائٹ سے پاکیشیا پہنچ رہا ہے اس سے پہلے کہ ہمارا یہ دشمن پاکیشیا میں کسی سے ملے اس کا یقینی خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ اس کا حلیہ بھی نوٹ کر لو اور ہاں اس کا خاتمہ کر کے اس کا سامان مجھے بھجوا دینا''...... میجر شمعون نے کہا اور کیپٹن راشیل کا بتایا ہوا حلیہ بھی پرنس ڈیوڈ کو بتا دیا۔

''سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ پرنس ڈیوڈ کے لئے یہ بہت معمولی کام ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''او کے۔ کام مکمل ہونے پر مجھے کال کر لینا، اور وہاں کسی کو یہ پتا نہیں چلنا چاہئے کہ یہ کام تم نے کیا ہے''...... میجر شمعون نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پرنس ڈیوڈ بظاہر تو عیسائی تھا اور ایکریمیا سے تعلق رکھتا تھا لیکن دراصل وہ یہودی تھا۔ پہلے وہ جی پی فائیو میں تھا جبکہ اب وہ جی پی نائن کا ایجنٹ تھا۔

''سر۔ مجھے اجازت ہے''...... کیپٹن راشیل نے میجر شمعون سے جانے کی اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم جا سکتے ہو لیکن تم نے یہ معلومات حاصل کرنی ہیں کہ ایکریمین فلائٹ ہمارے وقت کے مطابق کس وقت پاکیشیا پہنچے گی۔ فون کر کے مجھے ٹائم بتا دینا اور خود اس وقت آ جانا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''او کے سر''...... کیپٹن راشیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ کیپٹن راشیل کے جانے کے بعد میجر

شمعون دفتر کے مختلف کاموں میں الجھا رہا۔ اس دوران کیپٹن راشیل نے اس کی ہدایت کے مطابق اسے فون بھی کیا اور پھر بہت سا وقت گزرنے کے بعد کیپٹن راشیل، میجر شمعون کے آفس میں آیا تو میجر شمعون آفس کے کاموں میں مصروف تھا۔

''سر۔ آپ ابھی تک مصروف ہیں''...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

''کسی سیکرٹ ایجنسی کا چیف بننا اتنا آسان کام نہیں ہے کیپٹن صاحب''...... میجر شمعون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''رائٹ سر۔ سر پرنس ڈیوڈ کا فون نہیں آیا ابھی تک''...... کیپٹن راشیل نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور اسی وقت سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میجر شمعون نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ شمعون اسپیکنگ''...... میجر شمعون نے ٹیلی فون کا رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ پرنس ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے پرنس ڈیوڈ کی آواز سنائی دی تو میجر شمعون نے ٹیلی فون کا لاؤڈر آن کر دیا تاکہ کیپٹن راشیل بھی ان کی گفتگو سن سکے۔

''ہاں۔ کیا رپورٹ ہے''...... میجر شمعون نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

''سر۔ جس کام میں پرنس ڈیوڈ ہاتھ ڈال دے۔ وہ کام ہو کر ہی رہتا ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''کام ہونے میں کوئی دقت تو پیش نہیں آئی''...... میجر شمعون

نے پرنس ڈیوڈ سے پوچھا۔

''نو سر۔ آپ کا ٹارگٹ جیسے ہی جہاز سے باہر آیا، بآسانی پہچان لیا گیا اور پھر جیسے ہی وہ ایک ہوٹل میں پہنچا۔ میرے آدمی نے کمرے میں داخل ہو کر اس کے سینے میں خنجر اتار دیا''...... پرنس ڈیوڈ نے میجر شمعون کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کے سامان کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے''...... میجر شمعون نے پرنس ڈیوڈ سے پوچھا۔

''سر۔ اس کے پاس کوئی سامان تھا ہی نہیں۔ پاسپورٹ، آئی ڈی کارڈ اور کچھ رقم تھی''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''او کے۔ تمہاری کارکردگی اچھی رہی ہے۔ میں تمہیں تعریفی سرٹیفکیٹ دلاؤں گا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''سر۔ آپ کے تعریفی الفاظ ہی میرے لئے سند کی حیثیت رکھتے ہیں''...... پرنس ڈیوڈ نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک بات یاد رکھنا پرنس ڈیوڈ کہ میں کرنل ڈیوڈ نہیں ہوں کہ تعریف سے خوش ہو جاؤں گا۔ میں باتوں سے نہیں صرف کام سے خوش ہوتا ہوں''...... میجر شمعون نے اس مرتبہ ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''غلطی ہو گئی۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا سر''...... پرنس ڈیوڈ نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ویش یو گڈ لک''...... اس مرتبہ میجر شمعون نے نرم

لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ میجر شمعون چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ سرخ رنگ کے ٹیلی فون پر وہ اسرائیل کے صدر سے بات کیا کرتا تھا۔

''یس پی اے ٹو پریذیڈنٹ آف اسرائیل''...... رابطہ ملتے ہی صدر کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''میجر شمعون چیف آف جی پی نائن اسپیکنگ''...... میجر شمعون نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے پی اے ٹو صدر اسرائیل کی قدرے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ نہایت ہی اہم معاملہ ہے''...... میجر شمعون نے کہا۔

''پریذیڈنٹ صاحب اس وقت ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ جیسے ہی وہ فارغ ہوتے ہیں میں آپ کی بات ان سے کراتا ہوں''...... پی اے ٹو صدر اسرائیل نے کہا تو میجر شمعون نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد اس نے ایک فائل اٹھائی اور کھول کر پڑھنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''پی اے ٹو پریذیڈنٹ آف اسرائیل۔ پریذیڈنٹ صاحب سے

بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر چند سیکنڈ کی خاموشی چھا گئی۔

''پریذیڈنٹ آف اسرائیل''...... چند لمحوں بعد صدر اسرائیل کی بھاری آواز سنائی دی۔

''میجر شمعون عرض کر رہا ہوں سر''...... میجر شمعون نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جی شمعون صاحب۔ فرمائیے''...... دوسری طرف سے پریذیڈنٹ اسرائیل کی نرم آواز سنائی دی۔

''سر۔ ایک اہم بات آپ کے نوٹس میں لانی ہے۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو میں آپ کے آفس میں حاضر ہو جاتا ہوں''۔ میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا بہت ہی اہم معاملہ ہے''...... صدر اسرائیل نے پوچھا۔

''یس سر۔ بہت ہی سیریس مسئلہ ہے''...... میجر شمعون نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آپ آ جائیں''...... صدر اسرائیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ صدارتی آفس اس کے ہیڈ کوارٹر سے صرف دس منٹ کی ڈرائیو پر تھا اس لئے ٹھیک بارہ منٹ بعد وہ اسرائیل کے صدر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

''جی میجر شمعون صاحب۔ اب بتائیں۔ کیا مسئلہ ہے''۔ صدر

اسرائیل نے میجر شمعون سے پوچھا۔

''سر۔ ایک فلسطینی رہنما خالد بن ابو موسیٰ نے اپنا ایک آدمی پاکیشیا کے علی عمران کے پاس بھیجا تھا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''کیا''...... صدر اسرائیل نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔ حیرت کی زیادتی سے اس کا چہرہ بھی بگڑ گیا تھا۔

''یس سر۔ خالد بن ابو موسیٰ نے علی عمران کو کوئی نہایت اہم پیغام بھجوایا تھا لیکن مجھے بروقت اطلاع مل گئی اور میں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے خالد بن ابو موسیٰ کے آدمی اشعر زمانی کو پاکیشیا پہنچتے ہی ہلاک کرا دیا۔ وہ علی عمران سے ملاقات ہی نہیں کر سکا''...... میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں صدر اسرائیل سے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ آپ کی کارکردگی لائق تحسین ہے''...... صدر اسرائیل نے میجر شمعون کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ کے الفاظ میرے لئے اعزاز کا درجہ رکھتے ہیں''...... میجر شمعون نے کہا۔

''خالد بن ابو موسیٰ نے علی عمران کو کیا پیغام بھجوایا تھا''...... صدر اسرائیل نے پوچھا۔

''سر۔ اشعر زمانی کے پاس سے کوئی سامان برآمد نہیں ہوا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زبانی پیغام لے کر گیا تھا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''اور خالد بن ابو موسیٰ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے''۔ صدر

اسرائیل نے میجر شمعون سے پوچھا۔

''سر۔ میں نے اس کی تلاش کے احکامات جاری کر دیئے ہیں وہ جلد گرفتار ہو جائے گا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''میجر شمعون صاحب۔ اس کا گرفتار ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ اس نے کیا پیغام بھجوایا ہے۔کہیں ایسا نہ کہ ہم بے خبر رہیں اور وہ شیطان ہمارے خلاف کوئی بڑی کارروائی کر جائے''...... صدر اسرائیل نے پریشان لہجے میں کہا۔

''سر۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر اب علی عمران نے اسرائیل کی سر زمین پر قدم رکھا تو وہ دوسرا سانس نہیں لے سکے گا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''میجر شمعون صاحب۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دل کو تسلی دینے والی باتیں ہیں''...... صدر اسرائیل نے بدستور پریشان لہجے میں کہا۔

''سر۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ لوگ اس وقت حرکت میں آتے ہیں جب ان کے خلاف کوئی کام کیا جائے۔ کیا اسرائیل میں ان کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہے''...... میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں میں پوچھا۔

میجر شمعون کے سوال پر صدر اسرائیل سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے چند دن پہلے ہی ڈان مارک کے صدر سے مل کر مسلمانوں کے خلاف ایک منصوبہ بنایا تھا۔ یہ منصوبہ انتہائی خفیہ تھا لیکن میجر شمعون کی بات سن کر صدر سوچ رہا تھا کہ کہیں اس منصوبے کی خبر

فلسطینیوں تک نہ پہنچ گئی ہو اور وہ خبر علی عمران تک پہنچانا چاہتے ہوں۔

''سر۔ لگتا ہے کہ پاکیشیا کے خلاف کسی پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے لیکن آپ مجھ پر اعتماد نہیں کر رہے''...... میجر شمعون نے کہا۔

''اگر ہم آپ پر اعتماد نہ کرتے تو آپ اتنی اہم ایجنسی کے چیف کیسے ہوتے''...... صدر اسرائیل نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ میں غلطی پر تھا۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی''۔ میجر شمعون نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''براہ راست پاکیشیا کے خلاف کسی پراجیکٹ پر کام نہیں ہو رہا''...... صدر اسرائیل نے کہا اور پھر اس نے مجیر شمعون کو ڈان مارک کے صدر سے اپنی ملاقات کی تفصیل اور پرجیکٹ کے بارے میں بتا دیا۔

''سر آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق تو یہ انتہائی خفیہ پراجیکٹ ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں اس امکان کو رد نہیں کرنا چاہئے کہ اس کی اطلاع علی عمران کو ہو سکتی ہے''...... میجر شمعون نے کہا۔

''ہاں۔ یہی بات میرے ذہن میں بھی آئی ہے اور میں اسی وجہ سے پریشان ہوا ہوں لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ میری یہ پریشانی بے کار ہے۔ اگر اس پراجیکٹ کی اطلاع علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہو بھی جاتی ہے تو وہ کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ یہ

پراجیکٹ ڈان مارک کے انتہائی خفیہ جزیرے پر مکمل ہو رہا ہے جسے ڈان مارک والے سیکرٹ ورلڈ کہتے ہیں اور یہ اتنا خفیہ جزیرہ ہے کہ مجھے بھی اس کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ اگر علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس پراجیکٹ کی بھنک پڑتی بھی ہے تو وہ اسرائیل میں آ کر سر پٹختے رہیں گے۔ انہیں اصل جگہ کا پتا ہی نہیں چل سکے گا لہٰذا اس مرتبہ ہمارا منصوبہ سو فیصد کامیاب رہے گا''...... صدر اسرائیل نے اس مرتبہ مطمئن انداز میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے سر۔ مزید تسلی کے لئے ہم خالد بن ابو موسیٰ کو گرفتار کر کے اس سے تفصیلات حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ علی عمران کو کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی اور پیغام بھجوانا چاہتا ہو اور ہم اس پراجیکٹ کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہوں''...... میجر شمعون نے صدر اسرائیل سے کہا۔

''ہاں۔ خالد بن ابو موسیٰ کی گرفتاری بہت ضروری ہے''۔ صدر اسرائیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ ہم خالد بن ابو موسیٰ کو بھی گرفتار کرتے ہیں اور پاکیشیا میں علی عمران کی نگرانی بھی کراتے ہیں۔ اگر اس نے اسرائیل کا رخ کیا تو پھر ہم اس کے خلاف اقدامات کریں گے''...... میجر شمعون نے کہا۔

''خالد بن ابو موسیٰ کی گرفتاری تو ضروری ہے لیکن اس شیطان کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنی نگرانی سے باخبر ہو جائے

گا اور پھر معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لئے حرکت میں آ جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ وہ حرکت میں آئے''...... صدر اسرائیل نے کہا۔ میجر شمعون چونکہ جانتا تھا کہ صدر اسرائیل علی عمران سے بہت ناثر ہے اس لئے اس نے صدر کی اس بات سے اختلاف نہ کیا۔ ں نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر صدر سے اجازت لے کر وہ اپنے آفس کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمران نے پرنس کلب کے ہال میں داخل ہو کر ہال کا جائزہ لیا۔ ہال منشیات کی بو اور سگریٹ کے دھویں سے بھرا ہوا تھا۔ ہال میں مختلف جگہوں پر مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے اور ان کی نظریں سرچ لائٹوں کی طرح اِدھر اُدھر گردش کر رہی تھیں۔ ہال کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے کاؤنٹر کا جائزہ لیا۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ کاؤنٹر کے قریب بھی دو مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ہال اور کاؤنٹر کا جائزہ لینے کے بعد عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ عمران کو کاؤنٹر کی طرف بڑھتے دیکھ کر دونوں مسلح افراد نے اسے گھور کر دیکھا لیکن وہ بولے کچھ نہیں جبکہ کاؤنٹر گرل عمران کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کاروباری انداز میں مسکرانے لگی۔

''ہیلو مس''...... عمران نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے

کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''میرا نام ثوبیہ ہے سر''...... لڑکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''تمہاری طرح تمہارا نام بھی خوبصورت ہے مس ثوبیہ''۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''ملنے تو میں پرنس ڈیوڈ سے آیا ہوں لیکن تمہیں دیکھ کر سوچ رہا ہوں کہ پرنس سے مل کر کیا کروں گا۔ تم سے ہی مل لوں''...... عمران نے کاؤنٹر گرل ثوبیہ سے کہا تو وہ اپنی تعریف پر خوش ہو گئی۔

''ایک بار پھر آپ کا شکریہ سر۔ سر کیا آپ کی ملاقات سر ڈیوڈ سے طے ہے''...... ثوبیہ نے کہا۔

''نہیں ملاقات تو طے نہیں ہے لیکن وہ مجھ سے ملنے سے انکار نہیں کریں گے کیونکہ معاملہ دو کروڑ ڈالرز کی ڈیلنگ کا ہے''۔ عمران نے کاؤنٹر گرل سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''سر۔ آپ کا نام''...... کاؤنٹر گرل نے عمران سے نام پوچھا اور انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

''میرا نام انتھونی ہے اور میں ایکریمیا سے آیا ہوں''...... عمران نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''سر۔ آپ تو پاکیشیائی لگ رہے ہیں اور پاکیشیائی زبان بھی

روانی سے بول رہے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں پاکیشیائی نہیں ہوں۔ میں سو فیصد پاکیشیائی ہوں لیکن کاروبار کے سلسلے میں مہینے کے تین ہفتے ایکریمیا میں گزارتا ہوں اور ایک ہفتہ پاکیشیا میں''...... عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ کاؤنٹر گرل نے صرف اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر انٹر کام کا بٹن پریس کر کے بات کرنے لگی۔

''شیدے ادھر آؤ۔ سر کو باس کے پاس لے جاؤ''...... انٹر کام پر بات کرنے کے بعد کاؤنٹر گرل نے قریب کھڑے ہوئے مسلح افراد میں سے ایک کو قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ ویٹر نے عبدالرشید عرف شیدے کا ہی نام لیا تھا۔

''او کے مس۔ آؤ سر جی''...... مسلح آدمی نے پہلے کاؤنٹر گرل سے اور پھر عمران سے کہا۔

کاؤنٹر کے قریب ہی گیلری بنی ہوئی تھی۔ شیدا اس گیلری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی چلنے لگا۔ گیلری کے اختتام پر کمرے کے دروازے پر ایک اور مسلح آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عبدالرشید اور عمران کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر وہ بینچ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''صاحب کو باس نے بلایا ہے ٹائیگر''...... عبدالرشید نے اس

مسلح آدمی سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

عبدالرشید وہیں سے واپس چلا گیا۔

''تمہارے پاس کوئی ہتھیار تو نہیں ہے''...... ٹائیگر نامی مسلح آدمی نے اکھڑے ہوئے لہجے میں عمران سے کہا۔

''نہیں۔ میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور عمران کمرے میں داخل ہو گیا۔

کمرے کے ایک کونے میں ایک جہازی سائز ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل کی ایک سائیڈ پر ریوالونگ چیئر پر ایک کرخت چہرے اور بھینسے جیسی جسامت کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا سر انڈے کی طرح صاف و شفاف تھا۔ ٹیبل کی دوسری سائیڈ پر تین کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

عمران کمرے میں داخل ہوا تو ریوالونگ چیئر پر بیٹھا گنجا عمران کو غور سے دیکھنے لگا۔ عمران ٹیبل کے قریب پہنچا تو اس گنجے نے عمران کو گھورتے ہوئے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''میرا نام انتھونی ہے اور میں ایکریمیا سے آیا ہوں''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام پرنس ڈیوڈ ہے''...... گنجے نے اکھڑے ہوئے لہجے میں عمران سے کہا۔

''میں تمہارے ساتھ ایک ڈیلنگ کرنے آیا ہوں پرنس ڈیوڈ''۔ عمران نے اس سے کہا۔

"تم نے کہا ہے کہ تم ایکریمیا سے آئے ہو لیکن لگ تو تم پاکیشیائی رہے ہو"...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

"جس طرح تم ایکریمین ہو کر پاکیشیا میں رہ رہے ہو اسی طرح میں پاکیشیائی ہو کر ایکریمیا میں رہ رہا ہوں۔ اس میں حیرانی والی بات تو نہیں ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کس قسم کی ڈیل کرنے آئے ہو۔ میں تو کوئی ڈیل وغیرہ نہیں کرتا"...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

"اوکے۔ پھر میں بلیک لائن سے کہہ دیتا ہوں کہ اس نے مجھے غلط آدمی کی ٹپ دی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہیں بلیک لائن سے میری ٹپ دی ہے۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا"...... پرنس ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

بلیک لائن ایکریمیا کی زیر زمین دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا۔ اور عمران کو یقین تھا کو پرنس ڈیوڈ اس کے نام سے واقف ہو گا اور پرنس ڈیوڈ واقعی اس کے نام سے واقف تھا۔

"اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو میں تمہیں اس کا سیل فون نمبر دے دیتا ہوں۔ تم خود اس سے بات کر لو"...... عمران نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو پرنس ڈیوڈ کو عمران کی بات کا یقین آ گیا۔

"میں جانتا ہوں کوئی غلط آدمی اس کا نام نہیں لے سکتا اس کا غلط ریفرنس دینے والا زندہ بچ ہی نہیں سکتا۔ تم کام بتاؤ کیا ہے"۔ پرنس ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر آ گیا۔ پرنس ڈیوڈ نے بٹن پریس کر کے اسے ہی بلایا تھا۔

"ہمارے کلب کی سب سے مہنگی اور تیز شراب کے دو جام بنا کر لے آؤ"...... پرنس ڈیوڈ نے ٹائیگر سے کہا۔

"او کے باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں۔ ثوبیہ بتا رہی تھی کہ تم نے دو کروڑ ڈالرز کی ڈیلنگ کی بات کی ہے اور دو کروڑ ڈالرز کا سن کر ہی میں نے تمہیں اندر بلایا ہے۔ بولو ایسا کیا کام ہے جس کا معاوضہ دو کروڑ ڈالرز دینا چاہتے ہو"...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

"پاکیشیا کی ایک اہم شخصیت کی ڈیڈ باڈی اس وقت ایک کوٹھی میں موجود ہے۔ اس ڈیڈ باڈی کو اس طرح ایکریمیا پہنچانا ہے کہ تمہارے بااعتماد ساتھیوں کو بھی اس کا پتا نہ چلے۔ بولو تم یہ کام کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ایکریمیا میں کس جگہ پہنچانا ہے"...... پرنس ڈیوڈ نے پوچھا۔

"بلیک لائن بلڈنگ میں"...... عمران نے کہا تو پرنس ڈیوڈ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"اوہ۔ تو یہ کام بلیک لائن کا ہی ہے"...... پرنس ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہری سی بات ہے کہ اتنے کام کا اتنا زیادہ معاوضہ تو بلیک

لائن ہی دے سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ او کے۔میں اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔تم وہ ڈیڈ باڈی اس کے حوالے کر دینا۔ پھر ایکریمیا تک بحفاظت طریقے سے پہنچانا میرا کام ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے سوچتے ہوئے کہا۔

''پرنس ڈیوڈ ۔تم نے میری بات غور سے نہیں سنی۔ میں نے کہا تھا کہ یہ کام اتنا سیکرٹ ہونا چاہئے کہ تمہارے با اعتماد ساتھیوں کو بھی پتا نہیں لگنا چاہئے''...... عمران نے پرنس ڈیوڈ سے کہا۔

''ایک دو افراد کو تو ہر حال میں پتا لگتا ہے لیکن تم فکر نہ کرو وہ آدمی کٹ تو سکتے ہیں لیکن میرے ساتھ غداری نہیں کر سکتے''۔ پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے مگر ایک دو آدمیوں کو پتا لگتا ہی ہے لیکن ڈیڈ باڈی تم اکیلے ہی مجھ سے وصول کرو۔ میں ڈیڈ باڈی کسی کے سامنے تمہارے حوالے نہیں کرنا چاہتا''...... عمران نے پرنس ڈیوڈ سے کہا۔

''میں نے آج تک اپنے ہاتھوں سے کوئی کام نہیں کیا لیکن یہ بلیک لائن کا کام ہے اور اس کا معاوضہ بھی دو کروڑ ڈالرز ہے اس لئے یہ کام میں اپنے ہاتھوں سے کرنے کو بھی تیار ہوں''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''پھر اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹائیگر ایک خوبصورت اور نوجوان

کی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔لڑکی نے ایک چھوٹی سی ٹرے اٹھائی وئی تھی جس میں شراب کے دو جام رکھے ہوئے تھے۔لڑکی نے رے ٹیبل پر رکھ دی۔ پرنس ڈیوڈ کے اشارے پر لڑکی اور ٹائیگر اپس مڑ گئے۔

بعض اوقات اپنے ہاتھوں سے کام کرنا پڑ جاتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں تم شراب پیو۔ میں نے خصوصی طور پر تمہارے لئے منگوائی ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا پھر اس نے ٹرے میں سے ایک گلاس اٹھایا اور منہ سے لگا لیا۔

''میں اس وقت تک کسی بھی چیز کو ہاتھ نہیں لگا سکتا جب تک وہ ڈیڈ باڈی میری تحویل میں ہے۔تم وہ ڈیڈ باڈی وصول کر لو پھر میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر شراب پیؤں گا بشرطیکہ تمہارے پاس وقت ہوا تو''...... عمران نے شراب پینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی اور ہاں بلیک لائن کے آدمیوں کے لئے میرے پاس وقت ہی وقت ہوتا ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے ایک ہی سانس میں شراب کا گلاس خالی کر دیا۔ خالی گلاس کو اس نے ٹرے میں رکھا اور دوسرا گلاس بھی اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

''اٹھو۔ اب چلیں''...... دوسرا گلاس ٹرے میں رکھنے کے بعد پرنس ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔عمران بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو

گیا۔ پھر وہ ہال سے ہوتے ہوئے پرنس کلب کے پارکنگ ایریا میں آ گئے جہاں عمران کی کار موجود تھی۔ وہ دونوں کار میں بیٹھے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی کار رانا ہاؤس کے گیٹ پر رکی۔ عمران نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا اور جوزف کی شکل دکھائی دی۔

''او۔ ہو۔ ہو۔ باس آج بہت دنوں کے بعد نظر آئے ہو''۔ جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران کار کو اندر لے آیا۔ اس کے پیچھے جوزف نے گیٹ بند کیا اور پھر عمران کے قریب آ گیا جو اب کار سے نیچے اتر آیا تھا اور پرنس ڈیوڈ کو کار سے باہر آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر بھینسے جیسی جسامت والا پرنس ڈیوڈ بھی کار سے باہر آ گیا تھا۔

''باس۔ یہ بھینس ہے یا بھینسا اور کتنے میں خریدا ہے''۔ جوزف نے پرنس ڈیوڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ میرا مذاق اڑا رہا ہے۔ پرنس ڈیوڈ کا اور تم مسکرا رہے ہو''...... پرنس ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن اس کے ہاتھ کو جیب سے باہر آنے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پرنس ڈیوڈ کی کنپٹی پر ایک دھماکا ہوا اور وہ اچھل کر زمین پر گرا۔

''جوزف۔ اسے ڈارک روم لے آؤ''...... عمران نے جوزف

سے کہا اور پھر وہ خود ڈارک روم کی طرف بڑھ گیا۔ زمین پر گرنے کے بعد پرنس ڈیوڈ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ جوزف نے اس کی کنپٹی پر ایک ٹھوکر رسید کر دی جس سے وہ ایک مرتبہ پھر زمین سے ٹکرایا اور بے ہوش ہو گیا۔ جوزف نے اس بھینسے جیسی جسامت والے پرنس ڈیوڈ کو اس طرح اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا جیسے کسی بچے نے اپنی گڑیا کو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھا ہو۔ جوزف، پرنس ڈیوڈ کو اٹھا کر ڈارک روم میں لے آیا تو عمران ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

''اسے کرسی پر ڈال کر جکڑ دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ''۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

''او کے باس''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے عمران کی ہدایت پر عمل کیا، پرنس ڈیوڈ کو کرسی پر جکڑ دینے کے بعد جوزف نے میز پر رکھا ہوا پانی کا جگ اٹھایا اور پانی پرنس ڈیوڈ کے سر پر ڈالنے لگا۔ چند لمحوں بعد پرنس ڈیوڈ کو ہوش آنے لگا۔ اسے مکمل ہوش میں آتے آتے مزید چند منٹ لگ گئے مکمل ہوش میں آتے ہی اس نے گھور کر عمران کو دیکھا۔

''تم نے مجھے دھوکا دیا ہے اس دھوکے کا انجام بہت ہی برا ہو گا''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''تمہیں میرے انجام کی نہیں۔ بلکہ اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری اس حرکت کا مقصد کیا ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''تم اسرائیلی ایجنٹ ہو''...... عمران نے ڈیوڈ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی آنکھوں میں ایک دم ہی حیرت کے تاثرات ابھرے اور پھر معدوم ہو گئے اور عمران کو بھی بس یہی کنفرم کرنا تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ فلسطینی نوجوان اشعر زمانی کے خلاف کارروائی کرنے والا اسرائیلی ایجنٹ ہی ہو سکتا ہے اور اس کے اندازے کو پرنس ڈیوڈ کی حیرت نے یقین میں بدل دیا تھا۔

''اسرائیلی ایجنٹ۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں تو پاکیشیائی شہری ہوں۔ پاکیشیا میں آنے سے پہلے میں ایکریمیا میں تھا اور ایکریمیا کا شہری تھا۔ اسرائیل سے میرا کیا تعلق''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''تم نے فلسطینی نوجوان اشعر زمانی کو کس کے کہنے پر عبدالرشید عرف شیدا کے ہاتھوں قتل کرایا ہے''...... عمران نے پرنس ڈیوڈ کو گھورتے ہوئے کہا تو جکڑے ہونے کے باوجود اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا۔ اگر وہ کرسی سے جکڑا ہوا نہ ہوتا تو یقیناً کئی فٹ اوپر اچھل پڑتا۔

''اشعر زمانی، عبدالرشید عرف شیدا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا''...... پرنس ڈیوڈ نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

''شیدا تو اب بھی تمہارے کلب کے کاؤنٹر کے قریب ڈیوٹی پر موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم کون ہو۔ کیا تمہارا تعلق کسی ایجنسی سے ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ تم اس وقت انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں ہو''...... عمران نے پرنس ڈیوڈ سے کہا۔

''ہاں۔ عبدالرشید میرا ہی آدمی ہے۔ اشعر زمانی کے قتل کا ٹاسک مجھے ایکریمیا کے مشہور گینگسٹر جونی نے فون پر دیا تھا اور اس کام کا معاوضہ اس نے مجھے ایک لاکھ ڈالر دیا ہے''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''جوزف''...... عمران نے پرنس ڈیوڈ کی بات سننے کے بعد جوزف کو آواز دی جو عمران سے دو قدم پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

''یس باس''...... جوزف نے عمران کے سامنے آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی فوجی انداز میں سیلوٹ بھی کیا۔

''میں پرنس ڈیوڈ کے جسم کی ٹوٹ پھوٹ نہیں چاہتا اس لئے اسے ریڈ انجکشن لگا دو''...... عمران نے کہا۔

''او کے باس''...... جوزف نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے الماری کھول کر ایک انجکشن اور سرنج اٹھائی اور انجکشن تیار کر کے پرنس ڈیوڈ کی طرف بڑھا۔ پرنس ڈیوڈ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی لیکن یہ مسکراہٹ صرف چند منٹوں کے لئے تھی کیونکہ انجکشن لگنے کے ڈیڑھ دو منٹ بعد ہی اسے ایسے محسوس ہوا

چیسے اس کے جسم پر ہزاروں، لاکھوں چونٹیاں رینگ رہی ہوں۔ پھر مزید ایک آدھ منٹ بعد ہی اسے ایسے محسوس ہونے لگا جیسے ان چیونٹیوں نے اسے کاٹنا شروع کر دیا ہو۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے منہ سے سسکی نکل گئی۔ پھر اسے لگا کہ بے شمار چیونٹیاں اس کے دل سے چمٹ گئی ہوں اور اس کے دل کو کاٹ رہی ہوں۔ بے اختیار اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ پھر اسے ایسا محسوس ہونے لگا کہ اس کے جسم کے ہر حصے پر زہریلے بچھو ڈنگ مار رہے ہوں۔ آخر کار اس کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ اس کی چیخوں سے ڈارک روم گونجنے لگا۔

''بند کرو یہ عذاب۔ مجھ سے یہ عذاب برداشت نہیں ہو رہا''۔ پرنس ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''اشعر زمانی کے قتل کا حکم تمہیں کس نے دیا تھا''...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''میجر شمعون نے''...... پرنس ڈیوڈ نے بدستور چیختے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''تو تم اسرائیلی ایجنسی جی پی نائن کے ایجنٹ ہو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پہلے میں جی پی فائیو میں تھا پھر میرا ٹرانسفر جی پی نائن میں کر دیا گیا''...... پرنس ڈیوڈ نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ اشعر زمانی کیا پیغام لے کر آیا تھا''۔

ران نے اس سے ایک اور سوال پوچھا۔

''نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ یہ عذاب ختم کرو''...... پرنس ڈیوڈ نے یختے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ پرنس ڈیوڈ کو اس عذاب سے ہمیشہ کے لئے نجات لا دو''...... عمران نے جوزف سے کہا۔

جوزف کو حکم دینے کے بعد عمران دروازے کی طرف بڑھا۔ بھی اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اسے پرنس یوڈ کی آخری چیخ سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ جوزف نے اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی ہے۔ عمران نے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہی حسوس نہ کی۔ وہ ڈارک روم سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ ڈرائنگ روم میں ابھی وہ صوفے پر بیٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر یکھے۔ کنٹری کوڈ اسرائیل کے نمبر ظاہر کر رہے تھے۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) پیکنگ''...... عمران نے کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔

''السلام علیکم۔ علی عمران صاحب۔ میں خالد بن ابو موسیٰ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ خالد صاحب، میں نے جو کال پ کو کی تھی وہ کال کیچ ہو گئی جس کی وجہ سے پاکیشیا میں موجود ائیلی ایجنٹ پرنس ڈیوڈ نے اشعر زمانی صاحب کو قتل کرا دیا اور

اب وہ پرنس ڈیوڈ میرے ہاتھوں جہنم رسید ہو چکا ہے''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہی خالد بن ابو موسیٰ کو تمام حالات بتا دیئے۔

''اشعر زمانی کی موت کا دکھ ہوا عمران صاحب لیکن ہمارا تو مقصد ہی شہادت ہے''...... خالد بن ابو موسیٰ نے کہا۔

''آپ کی کالیں کیچ ہو رہی ہیں اس لئے ہم کھل کر بات نہیں کر سکتے''......عمران نے کہا۔

''وہ کال اتفاق سے کیچ ہوئی ہو گی اور ایسا اتفاق اس کال کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے میں نے فون پر بات کرنے کی بجائے اشعر زمانی کو آپ کے پاس بھیجا تھا لیکن اسرائیلی ایجنٹ بہت تیز نکلے وہ آپ سے پہلے اشعر زمانی تک پہنچ گئے''...... خالد بن ابو موسیٰ نے کہا۔

''خالد صاحب۔ معاملہ کس قدر اہم ہے، اگر بہت ہی زیادہ اہم ہے تو میں خود اسرائیل پہنچ جاتا ہوں''......عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ عمران صاحب۔ معاملہ اس قدر اہم ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آ جائیں''...... خالد بن ابو موسیٰ نے کہا۔

''او کے۔ خالد صاحب میں اور میرے ساتھی آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ میں اسرئیل پہنچ کر آپ سے رابطہ کر لوں گا''۔ عمران نے خالد بن ابو موسیٰ سے کہا۔

''ہمیں آپ کی آمد کا شدت سے انتظار رہے گا عمران صاحب''...... خالد بن ابو موسیٰ نے کہا۔

''او کے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بھی الوداعی الفاظ سن کر اس نے کال منقطع کی اور سیل فون سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

عمران کو کنٹرول روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو حسب معمول احتراماً کھڑا ہو گیا۔ پھر رسمی دعا سلام کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا اور بلیک زیرو اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے لئے چائے بنا کر لے آؤں''۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

''اگر اماں بی کو پتا چل گیا کہ مجھے چائے کی لت لگانے والے تم ہو تو تمہاری کھوپڑی نہیں بچے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے بھی چائے کی عادت آپ کی وجہ سے پڑی ہے''...... جواب میں بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تم نے مجھ پر الزام دھر ہی دیا ہے تو پھر بنا کر لے آؤ بھائی''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا

اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ موجود تھے۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

''عمران صاحب۔ اشعر زمانی سے آپ کی ملاقات ہو گئی''۔ بلیک زیرو نے چائے سپ کرتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھ سے پہلے موت کا فرشتہ اس تک پہنچ گیا اور وہ بے چارہ شہید ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر اشعر زمانی شہید ہوا ہے تو اسے بے چارہ نہ کہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہوں۔ کہہ تو تم بھی ٹھیک رہے ہو''...... عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ کیا خالد بن ابوموسیٰ نے دوبارہ آپ سے رابطہ نہیں کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خالد بن ابوموسیٰ کا دوبارہ فون آیا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو تفصیل بتا دی۔

''اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ ٹیم لے کر اسرائیل جائیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہودیوں نے ہمارے خلاف کوئی خطرناک سازش تیار کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ پہلے مشن کے

بارے میں معلومات حاصل کر لیں کیونکہ آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ٹیم کسی مشن پر جائے اور مشن کے بارے میں معلومات ہی نہ ہوں کہ مشن ہے کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جو بات آج سے پہلے نہیں ہوئی اس کا مطلب ہے کہ اسے اب بھی نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کھودا پہاڑ اور نکلے چوہا اور وہ بھی مرا ہوا''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تمہاری کیا رائے ہے''...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ پہلے آپ اکیلے اسرائیل جائیں۔ وہاں مشن کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ اگر اس مشن کے لئے ٹیم کی ضرورت ہو تو پھر آپ ٹیم کو بلوا لیجئے گا''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''گویا تم ٹیم کو میرے ساتھ بھیجنے سے انکار کر رہے ہو''۔ عمران بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا

''میری ایسی کیا مجال عمران صاحب۔ آپ ہم سب کے چیف ہیں اور آپ کے ہر حکم کو ماننا ہمارا فرض ہے۔ میں آپ کی حکم عدولی کا تصور بھی نہیں کر سکتا''...... بلیک زیرو نے فوراً ہی لرزتے ہوئے کہا۔ عمران کے سنجیدہ لہجے نے اس کے جسم میں سرد لہر دوڑا دی تھی۔

''تم ایکسٹو ہو کوئی بھی حکم دے سکتے ہو''...... اس مرتبہ عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو اتنا جانتا ہوں عمران صاحب کہ میں آپ کا ڈمی
ں''...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ظاہر۔ میری چھٹی حس اعلان کر رہی ہے کہ کوئی انتہائی
رناک مسئلہ ہے اور اتنا تو تم جانتے ہو کہ میری چھٹی حس کبھی غلط
ا کہتی''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ کی چھٹی حس بار بار ایسا کہہ رہی ہے تو پھر ایسا ہی ہو
۔ آپ ٹیم کو ساتھ لے جائیں۔ کس کس کو ساتھ لے جائیں
''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میرے خیال میں نعمانی اور چوہان کو تمہارے لئے یہیں چھوڑ
اہوں۔ باقی سب کو ساتھ لے جاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس دفعہ نعمانی اور چوہان کے ساتھ جولیا کو
ں چھوڑ جائیں اور مجھے اسرائیل ساتھ لے چلیں۔ میری دلی
ش ہے کہ میں بھی یہودیوں کے خلاف جہاد کروں''...... بلیک
و نے عمران سے کہا۔

''دانش منزل کے کنٹرول روم میں بیٹھ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس
یٹ اپ کو کنٹرول کرنا بھی جہاد ہی ہے اور یہ تمہاری خوش قسمتی
کہ تم چوبیس گھنٹے اس جہاد میں مصروف رہتے ہو''...... عمران نے

''آپ کی بات بھی درست ہے عمران صاحب لیکن فیلڈ ورک کا اپنا ہی مزہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جب جب ایسی سچویشن بنی تم نے فیلڈ ورک بھی کیا اور آئندہ بھی جب جب موقع آیا تم فیلڈ ورک کرو گے۔ میں کیا کوئی بھی تمہیں روک نہیں پائے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے فلیٹ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جولیا اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تمام ممبرز کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ عمران کو میں نے ہدایت دے دی ہیں وہ بھی تمہارے فلیٹ پہنچ رہا ہے۔ باقی باتیں وہی تم سے کرے گا''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ ممبرز کو آپ کی بات پر یقین نہیں آئے گا کہ آپ مشن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ یہ شکایت تو انہیں پہلے بھی ہوتی ہے کہ میں انہیں مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کو اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ عمران کو کنٹرول روم کے دروازے تک چھوڑنے آیا۔ چند لمحوں بعد عمران کی سرخ سپورٹس کار تیزی سے جولیا کے فلیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد عمران، جولیا کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا اور اس نے ڈور بیل کے بٹن پر انگلی رکھی اور پھر گویا بٹن سے انگلی ہٹانا بھول گیا۔

''کون سی مصیبت دروازے پر آ گئی ہے''......دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور جولیا کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ چونکہ بیل بجانے کا یہ مخصوص انداز عمران ہی کا تھا اس لئے جولیا نے ڈور مائیک پر اس کا نام پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔

''اوہ۔ مصیبت کہاں ہے۔ مجھے تو نظر نہیں آ رہی''...... عمران نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم مصیبت نہیں ہو تو اور کیا ہو''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور عمران کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

''میرا نام تو مصیبت ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مصیبت مؤنث ہے جبکہ میں مذکر ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ جولیا کے پیچھے پیچھے سٹنگ روم میں آ گیا۔

''مصیبت نہ سہی۔ تمہارا نام بلا تو ہو سکتا ہے''...... اس مرتبہ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہرگز نہیں۔ بلا بھی مؤنث کا نام ہے''......عمران نے انکار کے

انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اگر میں آفت کہوں گی تو تم کہو گے کہ یہ بھی مؤنث ہے''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مان لو کہ اس قسم کی تمام چیزیں مؤنث ہی ہوتی ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مان لیتے ہیں لیکن تم آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں سے بھی بڑھ کر خوفناک، ہیبت ناک اور خطرناک قسم کی کوئی چیز ہو''۔ جولیا نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''کبھی تو میرے بارے میں کوئی اچھے الفاظ کہہ دیا کرو''۔ عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم خود کو اچھے الفاظ کا اہل تو ثابت کرو نا''...... جولیا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا کی بات سن کر عمران اپنا سر کھجانے لگا اور اسی لمحے ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ ڈور بیل کی آواز سن کر جولیا بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ واپس آئی تو چوہان اس کے ساتھ تھا۔ چوہان نے عمران کو دیکھتے ہی سلام کیا اور پھر عمران کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے''۔ چوہان نے عمران سے پوچھا۔

''کیس اب خود بخود تو شروع نہیں ہوتا۔ اب تو حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ زبردستی کیس بنانا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... چوہان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بھئی تم لوگوں کی دہشت اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ اب بڑے مجرم، مجرم تنظیمیں آسانی سے پاکیشیا کا رخ نہیں کرتیں۔ تمہاری تو خیر ہے تم تو سرکاری ملازم ہو۔ کیس ہو نہ ہو تمہیں تو بھاری تنخواہ ملتی رہتی ہے جبکہ میں ٹھہرا پرائیویٹ آدمی کیس ہو گا تو معاوضہ ملے گا ورنہ بھوکے بیٹھے رہو۔ کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ لہٰذا میں کوشش کرتا ہی رہتا ہوں کہ کوئی کیس بنا ہی لوں کیونکہ میں یہ کوشش تنہا کرتا ہوں اس لئے کیس بنتا ہی نہیں البتہ جولیا میری مدد کرے تو میں ہر سال ایک نیا کیس بنا سکتا ہوں''...... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ عمران کے آخری الفاظ سن کر چوہان کے چہرے پر تو مسکراہٹ آ گئی کیونکہ وہ عمران کی آخری بات کا مطلب سمجھ گیا تھا لیکن جولیا کو عمران کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

''اس سلسلے میں، میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔ کیا میں مجرموں اور مجرم تنظیموں کو دعوت نامے لکھ کر بھیجوں کہ وہ پاکیشیا کا رخ کریں تاکہ عمران کو چیک ملتا رہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو باقاعدہ جوائن کیوں نہیں کر لیتے''...... چوہان نے بات کا رخ بدلنے کی خاطر کہا۔ جولیا کو عمران کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی اور چوہان چاہتا تھا

کہ اسے یہ بات سمجھ میں آئے بھی نا۔

''اس میں اتنی صلاحیت ہی کہاں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جوائن کرے''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اسی لمحے بیل ایک مرتبہ پھر بجی اور چونکہ اس مرتبہ جولیا دروازے کو لاک کر کے نہیں آئی تھی اس لئے وہ دروازے کی طرف نہ گئی۔ چند لمحوں بعد تنویر کمرے میں داخل ہوا۔ عمران کو کمرے میں دیکھ کر اس کا موڈ خراب ہو گیا۔ اس نے خراب موڈ کے ساتھ سلام کیا اور پھر عمران سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممبران آ گئے۔ جب تمام ممبران آ چکے تو جولیا چائے بنانے کے لئے کچن میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو ٹرالی پر چائے کے ساتھ ساتھ سموسے بھی موجود تھے۔

''عمران صاحب۔ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے''...... صفدر نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''بھئی صفدر میاں۔ مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہے کیونکہ مجھ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جیسی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران، ڈپٹی چیف اور چیف باصلاحیت لوگ ہو۔ لہٰذا ایک دوسرے سے پوچھو میں کیا کہہ سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ سے کسی نے کچھ کہا ہے''...... صفدر نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کے الفاظ بتا رہے

تھے کہ عمران ان سے ناراض ہے اور صفدر سمیت وہ سب جانتے تھے کہ عمران اتنی جلدی ناراض ہونے والا نہیں ہے۔

''کسی نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ اگر عمران میں صلاحیت ہوتی تو یہ سیکرٹ سروس جوائن کر لیتا۔ یہ ہم سے مذاق میں اتنی بڑی بڑی باتیں کہہ جاتا ہے اگر میں نے ایک بات کہہ دی تو اس کا منہ بن گیا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے تو پہلے بتانا تھا کہ تم نے مذاق میں یہ بات کہی ہے۔ میں اسے سنجیدہ سمجھ بیٹھا''...... عمران نے کہا۔

''بس بس۔ اب اوور ایکٹ مت کرو اور ہمیں کیس کے بارے میں بتاؤ''...... جولیا نے ناراض لہجے میں کہا۔

''اگر تم اسی طرح ناراض رہیں تو پھر میں کیا بات کر سکتا ہوں''...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''اب تم ہمارا وقت برباد نہ کرو اور سنجیدہ ہو کر بات کرو''۔ تنویر نے عمران سے کہا۔

''میں اچھے بھلے عمران سے سنجیدہ کیوں ہو جاؤں۔ تم ہو جاؤ مس سنجیدہ''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر تم چیف کے منہ چڑھے نہ ہوتے تو پھر میں دیکھتا کہ تم کیسے نخرے دکھاتے ہو''...... تنویر نے بھی منہ بنا کر کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا، سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ سب کے ہی ہاتھ بے اختیار اپنی جیبوں کی طرف بڑھے۔ سب

نے اپنے اپنے سیل فون سیٹ نکال کر دیکھے۔ بیل عمران کے سیل فون سیٹ پر آ رہی تھی۔

"یس۔ علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پرنس۔ آپ مجھ سے ملنے کا پروگرام بنا رہے ہیں"...... دوسری طرف سے خالد بن ابو موسیٰ کی آواز سنائی دی۔ اس نے نہ تو عمران کا نام لیا تھا اور نہ ہی اپنا تعارف کرایا تھا۔

"جی ہاں۔ یہی پروگرام بنانے کے لئے اس وقت ہم سب جمع ہیں"...... عمران نے بھی نام لئے بغیر کہا۔

"پرنس۔ آپ میری طرف آنے کا پروگرام کینسل کر دیں۔ میں خود آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں"...... خالد بن ابو موسیٰ کی آواز سنائی دی۔

"او کے۔ کس وقت تک پہنچیں گے آپ"...... عمران نے خالد بن ابو موسیٰ سے پوچھا۔

"میں چارٹرڈ طیارے سے پہنچ رہا ہوں اس لئے میں جلد آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"...... خالد بن ابو موسیٰ کی آواز سنائی دی اور پھر کال کٹ گئی۔ عمران نے رسیو نمبرز چیک کئے تو خالد بن ابو موسیٰ کی اس کال پر گریٹ لینڈ کا کنٹری کوڈ تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خالد بن ابو موسیٰ نے گریٹ لینڈ پہنچ کر یہ کال کی تھی اور اب وہ گریٹ لینڈ سے طیارہ چارٹرڈ کرا کے آ رہا تھا۔

"کس کی کال تھی"...... جولیا نے پوچھا چونکہ عمران نے سیل سیٹ کا سپیکر آن نہیں کیا تھا اس لئے وہ سن نہیں سکے تھے۔

"خالد بن ابو موسیٰ کی کال تھی"...... عمران نے کہا اور پھر ساتھ ہی انہیں تفصیل بھی بتا دی۔

"اوہ۔ اس دفعہ چیف ہمیں ایک اندھے مشن پر بھیج رہا ہے"۔ خاور نے حیرت سے کہا۔ باقی ساتھی بھی حیران تھے۔

"ہاں۔ پہلے یہ مشن اندھا تھا لیکن اب خالد بن ابو موسیٰ آ رہا ہے تو اس مشن کو آنکھیں لگ جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"مشن کو آنکھیں۔ واہ کیا زبردست نام ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ہی مسکرانے لگے۔

"میں تمہارے چیف کو تازہ ترین رپورٹ پیش کر دوں"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون سیٹ کی طرف بڑھا۔

"یہ تم ہمیشہ تمہارا چیف تمہارا چیف کیوں کہتے ہو۔ کیا ایکسٹو تمہارا چیف نہیں ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اسے چیف کیوں مانوں۔ مجھ سے ڈر کر ہی تو وہ خفیہ رہتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

"چیف تم سے ڈرے گا۔ یہ منہ اور مسور کی دال"...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو"...... اسی لمحے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ سب ہی مستعد ہو گئے۔

"چیف۔ علی عمران چنگیزی خاندان، بندہ نادان"...... عمران نے ابھی اپنا تعارف شروع ہی کیا تھا کہ ایکسٹو نے اسے جھاڑ دیا۔

"شٹ اپ عمران۔ مجھ سے ہمیشہ مختصر اور بامقصد بات کیا کرو"...... ایکسٹو کی انتہائی سرد آواز سنائی دی۔ ایکسٹو کی سرد آواز سن کر تمام ممبران کو اپنے جسموں میں سرد لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"یس چیف۔ علی عمران بغیر نام و نشان بول رہا ہوں"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ سب ممبران نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور دل ہی دل میں عمران کی ہمت کی داد دینے لگے جو ایکسٹو کی ڈانٹ سننے کے باوجود بھی اس انداز میں بات کر رہا تھا۔

"عمران۔ میں نے تمہیں چند مشنز پر لیڈر بنا کر بھیج دیا تو تم سمجھ رہے ہو کہ تم میری مجبوری بن چکے ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میں ملک و قوم کے لئے تمہاری خدمات سے واقف ہوں اس لئے تمہاری فضول باتیں برداشت کر جاتا ہوں لیکن تم محتاط رہا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ میں کسی لمحے تمہاری ان خدمات کو فراموش کر دوں۔ پھر تمہاری لاش ہی کسی فٹ پاتھ پر نظر آئے گی"...... ایکسٹو نے کہا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آواز میں کئی درندوں کی آوازیں شامل ہو گئی ہوں۔

"سس۔ سوری چیف"...... اس مرتبہ عمران نے بھی ہکلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ بھی ماتھے پر پھیرا جیسے ماتھے

پر آیا ہوا پسینہ صاف کر رہا ہو۔

"ہاں۔ اب بولو کس لئے فون کیا ہے تم نے"...... اس مرتبہ ایکسٹو کی نسبتاً نرم آواز سنائی دی۔

"چیف۔ ہم خالد بن ابو موسیٰ سے ملنے کے لئے جا رہے تھے جہاں اس نے ہمیں بتانا تھا کہ مشن کیا ہے اور پھر ہم نے اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کرنا تھا جبکہ اب خالد بن ابو موسیٰ کا فون آیا ہے کہ وہ خود چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا پہنچ رہا ہے لہٰذا اب اس سے ملنے کے بعد ہی مشن کا لائحہ عمل بنایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ تم خالد بن ابو موسیٰ سے مل کر مجھے فوراً رپورٹ کرو"...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال کاٹ گئی۔

"خالد بن ابو موسیٰ نے چیف کی بجائے تم سے کیوں رابطہ کیا ہے"...... جولیا نے عمران سے کہا۔

"اپنی اپنی ویلیو ہے نا"...... عمران نے اپنے کالر کا کونہ جھاڑتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ چیف کا نمبر ایسا تو نہیں ہے کہ سب کو معلوم ہو۔ چیف سے کوئی بھی ڈائریکٹ رابطہ نہیں کر سکتا جسے بھی چیف سے بات کرنی ہوتی ہے وہ یا تو پہلے سر سلطان سے رابطہ کرتا ہے یا عمران صاحب سے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو مجھے معلوم ہے نجانے اس وقت میرے ذہن

سے کیوں نکل گئی''...... جولیا نے شرمسار لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ خالد بن ابو موسیٰ کو یہاں آنے میں کچھ وقت تو لگے گا۔ اب یہ وقت ہم کہاں گزاریں''...... نعمانی نے کہا۔

''ہمیں یہاں جمع کرنے والا عمران ہے لہٰذا عمران ہمیں سٹی ہوٹل میں لنچ کرائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''کبھی تم لوگ ایکسٹو کے کہنے پر جمع ہوئے ہو میرے حکم پر نہیں''...... عمران نے تنویر سے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں لنچ کرانے سے انکار کر رہے ہو''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''دیکھ لو صفدر سعید میاں۔ جولیا نے تو ابھی سے یہ انداز اپنا لیا ہے''...... عمران نے صفدر سے شکایتی لہجے میں کہا۔

''زیادہ باتیں مت بناؤ تم لنچ کرا رہے ہو یا نہیں۔ ہاں یا نا میں جواب دو''...... جولیا نے عمران سے کہا۔

''اگر میں نے انکار کر دیا تو پھر تم تنویر سے کہو گی اور تنویر تمہارے حکم پر فوراً ہی لنچ کرا دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ جولیا ہماری ڈپٹی چیف ہے اور اس کا حکم ماننا ہمارا فرض ہے''...... تنویر نے فوراً ہی کہا۔

''مجھے معلوم ہے تم تنویر کو جوش دلا کر لنچ کا خرچہ اس پر ڈالنا چاہتے ہو لیکن تنویر بے وقوف نہیں ہے کہ جوش میں آجائے گا۔ آج کے لنچ کا خرچہ بہرحال تمہیں کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا تو عمران

نے طویل سانس لیا۔

''آج تو جولیا سمجھ داری کی باتیں کر رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آج سے کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا آج سے پہلے جولیا بے وقوفی کی باتیں کرتی رہی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''آج اس نے جو کچھ کہنا ہے کہنے دو۔ آج یہ ہمیں لنچ کرا رہا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صفدر سعید میاں۔ وہ کیا کہتے ہیں حکم حاکماں مرگ مفاجات''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ کہتے تو یہی ہیں''...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سچ ہی کہتے ہیں کہ کھاتے وقت پانچوں انگلیاں برابر ہی ہو جاتی ہیں''...... عمران نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب مسکرانے لگے۔ پھر وہ اٹھے اور سٹی ہوٹل پہنچ گئے۔ چونکہ فی الحال کوئی مصروفیت نہیں تھی اس لئے سٹی ہوٹل میں انہوں نے خاصا وقت گزار دیا۔ وہ ابھی سٹی ہوٹل میں ہی تھے کہ عمران کو خالد بن ابو موسیٰ کی کال آ گئی۔

''تم سب جولیا کے فلیٹ پر چلو۔ میں خالد بن ابو موسیٰ سے مل کر آتا ہوں''...... عمران نے ان سے کہا اور پھر وہ رخصت ہو گیا۔

اس کے جانے کے بعد وہ بھی اٹھے اور جولیا کے فلیٹ پر آ گئے۔

عمران کی واپسی تقریباً دو گھنٹے بعد ہوئی۔ عمران واپس آیا تو اس کا چہرہ دیکھ کر سب ہی چونک پڑے کیونکہ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

''عمران لگتا ہے کوئی سیریس معاملا ہے''...... عمران کو سنجیدہ دیکھ کر جولیا نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں ایکسٹو کو رپورٹ بھی کر آیا ہوں اور اس سے ہدایات بھی لے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا بتایا ہے خالد بن ابو موسیٰ نے''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''آٹھویں صدی کے اختتام پر ڈان مارک کے ساتھ ساتھ دو تین اور یورپی ممالک کے لوگوں نے نئی دنیا تلاش کرنے کے لئے ملاح کا پیشہ اپنا لیا۔ یہ لوگ وائکنگ کہلاتے تھے۔ تیز رفتار اور بڑے جہاز رکھنے کی وجہ سے وائکنگ یورپ کے بہترین ملاح مانے جاتے تھے۔ یہ لوگ بحری ڈکیتی کیا کرتے تھے یعنی قزاق تجارتی بحری جہازوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور انسانوں کو بے دردی سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ چھوٹے بڑے جزیروں پر قبضہ بھی کر لیتے تھے۔ پھر انہوں نے ان جزیروں پر تجارتی مراکز قائم کر لئے اور قزاقی کا پیشہ ترک کر دیا''...... عمران نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔ ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''کیا خالد بن ابو موسیٰ تمہیں لیکچر دینے آیا تھا''...... جولیا نے

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔ شاید خالد بن ابو موسیٰ ان کی اس تاریخ سے واقف بھی نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''پھر ڈان مارک کا ذکر یہاں کیسے آ گیا عمران صاحب''۔ صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

''تم جانتے ہو کہ ڈان مارک ایک گستاخ ملک ہے۔ اس کے ایک آرٹسٹ نے شان رسالتؐ میں گستاخی کی تھی اور حکومت ڈان مارک نے اس آرٹسٹ کی پشت پناہی کی''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب اور وہ آرٹسٹ شارٹ سرکٹ کی وجہ سے جل کر کوئلہ ہو گیا اور ڈان مارک کی حکومت نے اس خبر کو چھپانے کی کوشش بھی بہت کی''...... صفدر نے کہا۔

''اب ڈان مارک کے صدر نے اسرائیلی صدر کے اکسانے پر مسلمانوں کے خلاف ایک خطرناک سازش تیار کی ہے اور اس سازش کی اطلاع دینے کے لئے پہلے اشعر زمانی پاکیشیا آیا اور شہید ہو گیا اور اب خالد بن ابو موسیٰ آیا''...... عمران نے کہا۔

''ڈان مارک کی حکومت نے مسلمانوں کے خلاف اتنا بڑا قدم اٹھایا اور دنیا بھر کے مسلمان اس کے خلاف کوئی مؤثر اقدام کرنے میں ناکام رہے۔ اب اس نے شیر ہو کر مزید اقدامات تو کرنے ہیں''...... تنویر نے نفرت اور طنز کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''تنویر۔ یہ سیاسی باتیں ہیں اور ہم نے سیاسی باتوں سے ہٹ کر اقدام کرنے ہوتے ہیں'' ..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ڈان مارک کی حکومت نے مسلمانوں کے خلاف اب کیا سازش تیار کی ہے'' ..... چوہان نے پوچھا۔

''ڈان مارک کی میڈیسن کمپنیاں دنیا کے اکثر ممالک کو میڈیسن سپلائی کرتی ہیں۔ ڈان مارک کے کسی جزیرے میں ایک لیبارٹری تیار کی جا رہی ہے جس میں ایسے جرثومے تیار کئے جائیں گے جو انسان کی قوت مدافعت کو ختم کر دیں گے اور ان جرثوموں کو چیک بھی نہیں کیا جا سکے گا پھر یہ جرثومے ان میڈیسن میں شامل کر دیئے جائیں گے جو میڈیسن مسلم ممالک کو سپلائی کی جائیں گی۔ خاص طور پر بچوں کی میڈیسن اور خوراک اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ چند ہی مہینوں میں مسلم ممالک کے لاکھوں کروڑوں بچے شدید بیمار ہو کر مر جائیں گے'' ..... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر سب ہی جھرجھری لے کر رہ گئے۔ یہ تو انتہائی خوفناک منصوبہ ہے۔

''عمران۔ ایسے منصوبے بنانے والے اپنے آپ کو انسان کیسے سمجھ لیتے ہیں'' ..... جولیا نے دکھی لہجے میں کہا۔ ان سب کو ڈان مارک کی حکومت کے اس منصوبے پر دکھ ہو رہا تھا۔ یہ منصوبہ انسانیت کی سطح سے گرا ہوا تھا۔ جولیا کی بات سن کر عمران کے چہرے پر گہرے طنز کے تاثرات آ گئے۔

''یہ انسان نہیں ہوتے جولیا۔ یہ درندے بھی نہیں ہوتے کیونکہ

درندہ بھی اس وقت کسی جانور کا شکار کرتا ہے جب وہ بھوکا ہو لیکن یہ لوگ تو تعصب اور نفرت کی بنا پر ہزاروں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں یا پھر اپنی تسکین کے لئے۔ جولیا یہ لوگ تو انسان دشمنی میں شیطان سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں''۔ عمران نے بھی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ لیبارٹری ڈان مارک کے کس شہر میں تیار کی جا رہی ہے عمران صاحب'' ..... خاور نے پوچھا۔

''ڈان مارک کی حکومت ایک اہم لیبارٹری بنا رہی ہے اس نے اسے خفیہ رکھنے کے بھی تو کچھ اقدامات کئے ہوں گے'' ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے تو اس منصوبے کو بھی خفیہ رکھا ہو گا لیکن اس کے باوجود تم تک اطلاع پہنچ گئی'' ..... جولیا نے کہا۔

''اس کے لئے میں فلسطینیوں کا شکر گزار ہوں۔ انہوں نے نہ جانے کس طرح اسرائیلی صدر اور ڈان مارک کے صدر کے انتہائی خفیہ منصوبے کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ نہ صرف یہ معلومات حاصل کیں بلکہ ایک جان کی قربانی دے کر یہ معلومات مجھ تک بھی پہنچائیں'' ..... عمران نے فلسطینیوں کے لئے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اس دفعہ ہمارا مشن ڈان مارک میں ہے''۔ صدیقی نے سوالیہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''ہاں۔ مجھے لگتا ہے کہ اس دفعہ ہمیں ڈان مارک کے جزیروں کی خاک چھاننی پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ ٹیم کے سارے ممبران ساتھ جا رہے ہیں نا''۔ جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''میں نے تو تمہارے چیف سے گزارش کی ہے کہ سب کو بھیجا جائے لیکن اب تمہارا چیف بوڑھا ہو گیا ہے اور اسے تنہائی میں ڈر لگتا ہے۔ لہٰذا اس نے چوہان اور نعمانی کو اپنے قریب رہنے کا حکم دیا ہے''...... عمران نے کہا تو چوہان اور نعمانی کے منہ لٹک گئے۔

''یہ تو ہمارے ساتھ زیادتی ہے عمران صاحب''...... چوہان نے احتجاجی لہجے میں عمران سے کہا۔

''یہ چیف کا حکم ہے۔ میں تو حکم عدولی نہیں کر سکتا۔ کیا تم حکم عدول کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہیں لیکن آپ ہماری سفارش تو کر سکتے ہیں نا''...... اس مرتبہ نعمانی نے کہا۔

''میں نے کہا تھا لیکن تمہارے چیف نے مجھے جھاڑ دیا یہ کہہ کر کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے''...... عمران نے کہا تو نعمانی اور چوہان نے عمران سے مایوس ہو کر جولیا کی طرف دیکھا۔

''یہ عمران ہی ہے جو چیف کے سامنے تھوڑا بہت بول تو لیتا ہے۔ میں چیف کے سامنے کہاں بول سکتی ہوں''...... جولیا نے چوہان اور نعمانی کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا تو وہ مزید

مایوس نظر آنے لگے۔

''جولیا۔ تم چیف سے کہو تو سہی کہ چوہان اور نعمانی رنجیدہ ہو رہے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''چیف نے مجھے اور ان دونوں کو جھاڑ دینا ہے کہ ہم سیکرٹ ایجنٹ ہو کر جذباتی کیوں ہو رہے ہیں۔ تم میں اگر ہمت ہے تو تم خود چیف سے بات کر لو''...... جولیا نے تنویر سے کہا تو وہ سہم سا گیا۔

''سیکرٹ ایجنٹ ہونا بھی ہمارا جرم ہو گیا ہے ہم جذباتی بھی نہیں ہو سکتے۔ گویا ہم انسان ہی نہیں ہیں''...... چوہان نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''چوہان۔ تم جانتے ہو کہ چیف کنٹرول روم میں بیٹھ کر بھی ہماری باتیں سن لیتا ہے''...... جولیا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''مجبور ہیں اف اللہ۔ کچھ کہہ بھی نہیں سکتے''...... نعمانی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ جولیا نے عمران کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔

''عمران مسکرا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایکسٹو سے کہے تو ایکسٹو مان سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تم نے میری مسکراہٹ کا اچھا مطلب نکالا ہے۔ میں تو نعمانی کے مصرعے پر مسکرا رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ ایک بار بات کر کے تو دیکھیں''۔ اس

مرتبہ خاور نے عمران سے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ایکسٹو اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہے"...... عمران نے خاور سے کہا۔

"عمران صاحب۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر ایک دو ممبر ٹیم کے ساتھ نہ ہوں تو باقی ممبران کو عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ہم خود کو ادھورا ادھورا سا سمجھتے ہیں۔ ہماری یہ بات تو آپ چیف تک پہنچا سکتے ہیں"...... خاور نے عمران سے کہا۔

"ہاں۔ اب تم نے ایک نئے انداز میں بات کی ہے۔ اب میں یہ بات چیف تک پہنچا دوں گا اس کے بعد حتمی فیصلہ تو چیف نے ہی کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو چوہان اور نعمانی اسی بات پر خوش ہو گئے۔

"عمران۔ ایک وعدہ کرو"...... جولیا نے کہا۔

"چاند کے اس پار چلنے کا یا ستارے توڑ کر لانے کا"۔ عمران نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"پٹڑی سے مت اترو بلکہ یہ وعدہ کرو کہ تم چیف کو چوہان اور نعمانی کے متعلق قائل کرنے کی کوشش کرو گے اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم نے دل سے کوشش کی تو چیف قائل ہو جائے گا"۔ جولیانے کہا۔

"یہ تمہاری خام خیالی ہے جولیا۔ ایکسٹو تو ایک چکنے گھڑے کا نام ہے اور کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ ایکسٹو کے سامنے بحث

کرے۔ پاکیشیا کے صدر تک کو ایکسٹو کا سامنا کرتے ہوئے پسینہ آ جاتا ہے تو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کس کھیت کی مولی ہے کہ وہ ایکسٹو کو قائل کرنے کی کوشش کرے۔ بہرحال میں خاور کی بات ایکسٹو تک پہنچا ضرور دوں گا۔ اب چاہے تو وہ مجھے جھاڑ دے چاہے تو میری بات مان لے"...... عمران نے کہا۔

"تھینک یو عمران صاحب۔ آپ اپنی کوشش کر کے تو دیکھیں"۔ نعمانی نے عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تم لوگ تیاری کرو۔ ہم نے کل صبح گریٹ لینڈ کے لئے روانہ ہونا ہے۔ گریٹ لینڈ سے ہم ڈان مارک جائیں گے"۔ عمران نے ان سے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سب کو خدا حافظ کہا اور پھر جولیا کے فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جو کہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی اور خوبصورت ٹیبل موجود تھی جس پر تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون، ایک قلمدان، ایک کمپیوٹر، ایک گلوب، ایک ٹیبل سائز کیلنڈر اور اوپر تلے فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ٹیبل کی ایک جانب ریوالونگ چیئر اور دوسری طرف تین صوفے رکھے ہوئے تھے۔ فرش پر نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب قالین بچھا ہوا تھا۔ قالین کا رنگ سرخ تھا۔ یہ ریڈ ایجنسی کے چیف ریڈ ماسٹر کا آفس تھا جو کہ ریڈ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں واقع تھا۔ ریڈ ایجنسی ڈان مارک کی سرکاری سیکرٹ ایجنسی تھی جو کہ وسیع اختیارات کی حامل تھی۔ ڈان مارک کے صدر کے بعد ریڈ ماسٹر کو سب سے زیادہ بااختیار سمجھا جاتا تھا۔ ریڈ ایجنسی میں ایسے افراد کو شامل کیا جاتا تھا جو نہایت ہی سفاک اور ظالم سمجھے جاتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ پورے ڈان مارک میں ریڈ ایجنسی کی دہشت پھیلی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے گینگز اور اعلیٰ سرکاری آفیسرز ریڈ ایجنسی کے عام ایجنٹ کو دیکھ کر ہی کان دبا کر بھاگ جاتے تھے۔

ریڈ ماسٹر بھی پورے ملک میں دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اسے بات بے بات غصہ آ جاتا تھا اور اس غصے کی حالت میں وہ سامنے والے کو گولی مارنے سے دریغ نہیں کرتا تھا۔ پورے ڈان مارک میں اگر وہ کسی سے نرم لہجے میں بات کرتا تھا تو وہ صرف ڈان مارک کا صدر تھا۔ باقی کسی نے بھی اسے کبھی نرم لہجے میں بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنے ماتحتوں سے بات کرتے ہوئے بات کا آغاز اور اختتام گالیوں سے کرتا تھا۔

اس وقت بھی وہ اپنے دفتر میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی کرسی آگے پیچھے ہچکولے لے رہی تھی اور وہ شراب پینے میں مصروف تھا کہ سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی اس نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ اس کے چونکنے کی وجہ سرخ رنگ کا فون تھا۔ جس کی بیل کبھی کبھار ہی بجتی تھی کیونکہ اس فون پر صرف ڈان مارک کا صدر اس سے بات کرتا تھا۔ اس نے شراب کا گلاس ٹیبل پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ ریڈ ماسٹر۔ چیف آف ریڈ ایجنسی اسپیکنگ“...... ریڈ ماسٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ ابھی صدر کا پی اے اس سے مخاطب ہو گا اس لئے اس نے کرخت لہجے میں

بات کی تھی۔

''سر۔ پریذیڈنٹ صاحب آپ سے فوری میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ پریذیڈنٹ آفس تشریف لے آئیں''...... دوسری طرف سے پی اے ٹو پریذیڈنٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم اس میٹنگ کے بارے میں مجھے پہلے انفارم نہیں کر سکتے تھے''...... ریڈ ماسٹر نے صدر کے پی اے کو بھی گالی دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ مجھے ابھی ہی صدر صاحب نے حکم دیا ہے''...... صدر کے پی اے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ پریذیڈنٹ آفس اس کے ہیڈ کوارٹر سے زیادہ دور نہیں تھا اس لئے وہ پانچ منٹ میں ہی پریذیڈنٹ آفس پہنچ گیا۔ پی اے نے اسے فوراً ہی میٹنگ روم میں پہنچا دیا۔ صدر کے میٹنگ روم میں پہنچ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے بیٹھے ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے کہ میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور ڈان مارک کا صدر اندر آ گیا۔ صدر کے ساتھ ایک باوردی کرنل بھی تھا جس نے ایک فائل اٹھائی ہوئی تھی۔ صدر کو دیکھ کر ریڈ ماسٹر احتراماً کھڑا ہو گیا۔ صدر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ چکا تو ریڈ ماسٹر بھی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ کرنل نے فائل صدر کے سامنے ٹیبل پر رکھی پھر اس نے سیلوٹ کیا اور سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند ہی لمحوں

بعد وہ کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

''آپ سیکرٹ ورلڈ کے بارے میں جانتے ہیں''...... صدر نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا۔

''یس سر۔ میں اس جزیرے پر کئی مرتبہ جا چکا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ان دنوں گورنمنٹ آف ڈان مارک وہاں ایک لیبارٹری بنا رہی ہے جو کل تک تیار ہو جائے گی اور پھر وہاں ایک اہم پراجیکٹ پر کام شروع ہو جائے گا''۔ صدر نے کہا۔

''نو سر۔ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا''...... ریڈ ماسٹر نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس لیبارٹری کے متعلق اہم باتیں اس کاغذ پر درج ہیں وہ آپ پڑھ لیں''...... صدر نے کہا پھر اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی اور اس میں سے ایک کاغذ نکال کر ریڈ ماسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

''وری فائن۔ یہ تو بہت ہی زبردست منصوبہ ہے سر۔ ہمیں اسرائیل کی مدد لینے اور اسے ساتھ ملانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود یہ کام کر سکتے ہیں''...... کاغذ پڑھنے کے بعد ریڈ ماسٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو ڈان مارک کے صدر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''پہلے ہم نے ایسے کاموں پر توجہ ہی نہیں دی۔ اب ہم خود ایسے منصوبے بنائیں گے اور ان پر کام کریں گے''...... ڈان مارک کے صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہونا چاہئے سر''...... ریڈ ماسٹر نے جوشیلے لہجے میں صدر سے کہا۔

''آپ نے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سنا ہے''...... صدر نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا۔

''وہ تو انتہائی پسماندہ ملک ہے سر۔ اس کی سیکرٹ سروس بھی پسماندہ ہی ہو گی۔ ویسے چونکہ ہم نے کبھی ایشیائی ممالک کا رخ نہیں کیا اس لئے ان ممالک کے بارے میں زیادہ جانتے بھی نہیں ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''ریڈ ماسٹر۔ آپ ایک سیکرٹ ایجنسی کے چیف ہیں۔ آپ کو دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیوں کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئیں''...... اس مرتبہ صدر نے خشک لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے سر لیکن میں نے عرض کیا نا کہ چونکہ ایشیائی ممالک کی طرف کبھی ہم نے توجہ ہی نہیں دی اس لئے ہم ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ اب آپ فرما رہے ہیں تو میں آج ہی ایشیائی ممالک کی سیکرٹ سروسز کے متعلق فائلیں تیار کراتا ہوں''...... ریڈ ماسٹر کو صدر کا خشک لہجہ اچھا نہیں لگا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا کیونکہ صدر بہرحال

ڈان مارک کا صدر تھا اور اس سے زیادہ با اختیار تھا۔

''میری آج اسرائیل کے محترم صدر سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنسی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات انہوں نے میرے ای میل ایڈریس پر بھیجی ہیں جن کا میں نے پرنٹ آؤٹ لے لیا ہے اور اب وہ معلومات بھی اس فائل میں موجود ہیں۔ آپ یہ فائل بھی پڑھ لیں''...... صدر نے کہا اور پھر اس نے فائل اٹھا کر ریڈ ماسٹر کے سامنے رکھ دی۔ ریڈ ماسٹر نے فائل اٹھا کر کھولی اور اس میں موجود کاغذ پڑھنے لگا۔ چند منٹوں بعد اس نے فائل بند کی تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

''سر۔ اسرائیلی صدر، علی عمران سے کچھ زیادہ ہی متاثر لگ رہے ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمیں اسرائیلی صدر صاحب کی بات کو عام انداز میں نہیں لینا چاہئے ریڈ ماسٹر۔ وہ ایک طویل عرصے سے مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ انہیں ہم سے زیادہ تجربہ اور معلومات ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ان کی ایجنسیوں کا کئی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل کو بہت نقصان پہنچایا ہے''...... صدر نے ایک بار پھر خشک لہجے میں کہا۔

''او کے سر۔ میں اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کرتا ہوں اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں''...... ریڈ ماسٹر نے مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

''ہمارا یہ پراجیکٹ انتہائی خفیہ ہے اس لئے توقع تو نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کے بارے میں کوئی خبر ملے گی لیکن اس کے باوجود آپ نے محتاط رہنا ہے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈان مارک کا رخ کرے تو ریڈ ایجنسی کے ہاتھوں اس کا صفایا ہو جانا چاہئے''...... صدر نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''ایسا ہی ہوگا سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو موت ہی ڈان مارک لے کر آئے گی''...... ریڈ ماسٹر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... صدر نے کہا تو ریڈ ماسٹر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا اور پھر پریذیڈنٹ آفس سے باہر نکل آیا۔

اپنے دفتر پہنچتے ہی اس نے اپنی ٹیبل کی دراز میں سے ایک ڈائری نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں۔ اس ڈائری میں ٹیلی فون نمبرز لکھے ہوئے تھے اس صفحے پر لکھے ہوئے نمبرز کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ڈائری بند کی اور سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔ نمبرز پریس ہوتے ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر''...... رسیور اٹھائے جانے کے بعد دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف آف ریڈ ایجنسی۔ فرام ڈان مارک اسپیکنگ''...... ریڈ

ماسٹر نے بارعب آواز میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کرنل ڈیوڈ سے میری بات کراؤ''...... ریڈ ماسٹر نے بدستور بارعب لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کیجئے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''کرنل ڈیوڈ۔ دی چیف آف جی پی فائیو اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی سخت آواز سنائی دی۔

''ریڈ ماسٹر۔ چیف آف ریڈ ایجنسی فرام ڈان مارک اسپیکنگ''۔ ریڈ ماسٹر نے بھی اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ریڈ ماسٹر صاحب۔ کیسے مزاج ہیں آپ کے''...... کرنل ڈیوڈ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ جیسی بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیت سے بات کرنے کا مجھے بہت ہی شوق تھا۔ آج سوچا کہ آپ سے بات کرنے کا شرف حاصل کر ہی لیا جائے''...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے کرنل ڈیوڈ کے مزاج کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا اس لئے اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے تھے جنہیں سن کر کرنل ڈیوڈ خوش ہو جاتا اور ریڈ ماسٹر کی بات سن کر کرنل ڈیوڈ واقعی خوش

ہو گیا۔

"یہ تو آپ کی مہربانی ہے۔ ریڈ ماسٹر صاحب کہ آپ ایسا کہہ رہے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ کی خوشی سے معمور آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ صاحب۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ کچھ عرصہ پہلے ہمارے پریذیڈنٹ صاحب اسرائیل کے دورے پر گئے تھے"۔ ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے اور یہ ممکن ہی نہیں اسرائیل میں کوئی واقعہ ہوا ہو اور مجھے اس کی خبر نہ ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ کے پریذیڈنٹ صاحب لگتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کچھ متاثر ہیں کیونکہ انہوں نے ہمارے پریذیڈنٹ کے سامنے کچھ اس طرح سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریف کی ہے کہ ہمارے صدر صاحب بھی ان سے متاثر ہو گئے ہیں۔ کیا ہے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کچھ اس کا تعارف تو کرائیں"...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ریڈ ایجنسی کا چارج سنبھالے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور ہماری ریڈ ایجنسی نے کبھی ایشیائی ملکوں کا رخ بھی نہیں کیا۔ اس لئے ہمیں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ کیا یہ کوئی خطرناک ایجنسی ہے"...... ریڈ ماسٹر نے کرنل ڈیوڈ

سے کہا۔

"یہ میرے سامنے آئے تو سہی پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کتنی خطرناک ایجنسی ہے۔ بس چند اتفاقات نے اس ایجنسی کو ہوا بنا دیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے پرائیویٹ طور پر کام کرنے والے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کو نہایت ہی خطرناک سمجھا جاتا ہے لیکن یہ خطرناک ایجنٹ میرے سامنے آنے سے گھبراتا ہے۔ جس دن یہ میرے سامنے آ گیا میں نے اس کی گردن توڑ دینی ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ آپ کے مقابل آنے کی تو کوئی جرأت ہی نہیں کر سکتا"...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کے ملک میں پہنچ گئی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"ارے نہیں کرنل ڈیوڈ صاحب۔ اس کا ڈان مارک میں کیا کام۔ بس ہمارے صدر صاحب کے سامنے آپ کے صدر صاحب نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریف کر دی اور صدر صاحب نے مجھ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کر دیا۔ سو میں نے سوچا کہ آپ سے ڈسکس کر لیا جائے"...... ریڈ ماسٹر نے کرنل ڈیوڈ سے کہا۔

"میرے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس چیونٹیوں کے ایک ٹولے کی سی حیثیت رکھتی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جی ہاں۔ بالکل ایسا ہی ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے

ڈان مارک کا رخ کیا تو میں آپ سے مشورہ ضرور کروں گا۔ آپ جیسے تجربہ کار آفیسر کا مشورہ میرے لئے نہایت اہم ہو گا۔ او کے گڈ بائی''...... ریڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹیلی فون کا رسیور رکھ دیا۔ کرنل ڈیوڈ سے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہو سکی۔ کرنل ڈیوڈ بس اپنی ہی تعریفوں میں لگا رہا تھا۔

رسیور رکھنے کے بعد ریڈ ماسٹر نے ایک بار پھر ڈائری اٹھائی اور ورق پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ پھر ایک صفحے پر پہنچ کر اس کا ہاتھ رک گیا۔ اس صفحے پر لکھے ہوئے نمبرز اس نے غور سے دیکھے پھر اس نے ڈائری بند کی اور سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ جونی اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ جونی گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی کا چیف اور ریڈ ماسٹر کا گہرا دوست تھا۔

''جونی۔ ریڈ ماسٹر بول رہا ہوں''......جونی کی آواز سن کر ریڈ ماسٹر نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ریڈ ماسٹر۔ میرے دوست کیسے ہو تم''...... جونی کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔

''جونی۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا جانتے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے جونی سے کہا۔

''کک۔ کیا۔ کون سی سیکرٹ سروس''...... جونی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تم اس قدر پریشان کیوں ہو گئے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے حیرانی سے پوچھا۔

''تم نے ایک ایسی خطرناک بلا کا نام لیا ہے میرا پریشان ہونا لازمی امر تھا''...... جونی نے کہا تو ریڈ ماسٹر کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لیا ہے اور تم بلا کہہ رہے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جونی کی بات سن کر اسے حقیقی حیرت محسوس ہو رہی تھی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک بلا کا ہی نام ہے ریڈ ماسٹر اور پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران تو دنیا کا شاطر ترین اور انتہائی خطرناک انسان ہے جبکہ شکل وصورت سے وہ انتہائی معصوم اور بھولا بھالا نظر آتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں یہ علی عمران ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے حالانکہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا باقاعدہ ممبر نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو، سیکرٹ سروسز کی دنیا میں ایک پر اسرار اور دہشت ناک شخصیت کے طور پر مشہور ہے''...... جونی نے کہا تو ریڈ ماسٹر کی حیرت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

"حیرت ہے۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران سے اس قدر متاثر ہو۔ حالانکہ تم خود انتہائی ذہین ،خطرناک، سفاک اور سنگدل ایجنٹ ہو اور اتنی صلاحیتوں کے مالک ہو کہ تمہیں گورنمنٹ آف گریٹ لینڈ نے ایک اہم ایجنسی کا چیف بنایا ہوا ہے"...... ریڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی بات سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ جن لوگوں سے میں متاثر ہوں وہ لوگ کس قدر خطرناک ہوں گے"...... جونی نے کہا۔

"لیکن اسرائیلی ایجنسی جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ کہہ رہا تھا کہ یہ بہت معمولی لوگ ہیں"...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"وہ اب اپنی زبان سے تمہیں کیا بتاتا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کئی بار اسرائیل میں جا کر اپنے مشنز کامیابی کے ساتھ مکمل کئے ہیں اور کرنل ڈیوڈ کو تگنی کا ناچ نچایا ہے، بے پناہ وسائل، طاقت اختیارات اور اپنی سرزمین ہونے کے باوجود کرنل ڈیوڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے ہر بار چوہے دان میں بند چوہے کی طرح بے بس نظر آیا ہے"...... دوسری طرف سے جونی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جونی۔ تم تو مجھے حیرت کے سمندر میں ڈبکیاں دے رہے ہو"...... ریڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہیں تم پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن لے کر پاکیشیا تو نہیں جا رہے"......جونی نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ اس پس ماندہ ملک میں ہمارا کیا کام"...... ریڈ ماسٹر نے مغرور لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ڈان مارک نہیں پہنچ گئی"...... جونی نے ریڈ ماسٹر سے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے"...... ریڈ ماسٹر نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"...... جونی کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"ہمارے صدر صاحب اسرائیل کے دورے پر گئے تھے اور اسرائیلی صدر نے ہمارے صدر صاحب کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کر دیا۔ شاید انہی دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں کوئی مشن مکمل کر کے گئی ہو گی اور اتفاقاً اسرائیلی صدر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کر دیا ہو گا۔ ہمارے صدر صاحب نے یہ ذکر مجھ سے کیا اور میں نے تجسس کی وجہ سے پہلے کرنل ڈیوڈ اور پھر تمہیں فون کیا ہے"...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"ریڈ ماسٹر۔ دو صدور کے درمیان غیر متعلقہ امور زیر بحث نہیں آتے۔ یہ بات تم بھی اچھی طرح سمجھتے ہو اور میں بھی۔ تم جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تحقیق کر رہے ہو تو لازماً کوئی اہم معاملہ ہے۔ تم نہیں بتانا چاہتے تو بے شک نہ بتاؤ میں ملازمت کی مجبوریوں کو اور ملکی مفاد کو سمجھتا ہوں اور پھر ہم جس شعبے سے

تعلق رکھتے ہیں اس شعبے کی اہم باتیں کسی سے بھی ڈسکس نہیں کر سکتے۔ میں صرف تم سے اتنا ہی کہوں گا کہ اگر تمہارا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو تو تم اسے ایزی مت لینا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو نقصان میں رہو گے۔ او کے گڈ بائی''...... جونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ ریڈ ماسٹر نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اس کی آنکھوں میں سوچ کی پر چھائیاں نظر آنے لگیں۔ پھر اس نے سبز رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کر کے اپنے اسسٹنٹ ٹھم جان کو ہدایات دینے لگا۔

''عمران صاحب۔ ہماری طرح کیا آپ بھی پہلی بار ڈان مارک آئے ہیں''...... نعمانی نے عمران سے پوچھا۔ اس وقت پوری ٹیم ڈان مارک کے دارالحکومت کے ہوٹل اوسس ان میں موجود تھی۔ عمران جوزف کو بھی اپنے ساتھ لایا تھا اور اس ہوٹل میں ان کے لئے تین کمرے بک تھے۔ ایک جولیا کے لئے اور دو تمام مرد حضرات کے لئے۔ انہیں یہاں پہنچے ابھی پانچ منٹ ہی ہوئے تھے اور وہ سب اس وقت ایک ہی کمرے میں بیٹھ کر ہاٹ کافی پی رہے تھے۔

''ہاں۔ ایک لحاظ سے میں پہلی بار ڈان مارک آیا ہوں''۔ عمران نے ہاٹ کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔

''ایک لحاظ سے اس کا کیا مطلب ہوا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کسی مشن پر پہلی بار ہی ڈان مارک آیا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"دنیا بھر میں زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا بھی ہے جس پر کبھی تمہارا وزن نہ پڑا ہو"...... تنویر نے عمران پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا وزن تو صرف میرا وزن ہے۔ تمہارے وزن کے ساتھ تو تمہارے گناہوں کا بہت بڑا گٹھڑ بھی ہے جس کی وجہ سے تم جس زمین پر بھی قدم رکھتے ہو زمین کا وہ ٹکڑا خدا سے پناہ مانگنے لگتا ہے"...... عمران نے تنویر سے کہا۔

"دیکھا۔ تم لوگ کہتے ہو کہ عمران مذاق پر چڑتا نہیں ہے۔ اب چڑ گیا نا"...... تنویر نے تمام ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"واقعی۔ آج تو تم نے عمران کو رونے پر مجبور کر دیا ہے"۔ جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں کہ کوے تو کوے اب لالیاں بھی چونچیں مارنے لگی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ عمران صاحب نے تمہیں کوا اور مس جولیا کو لالی کہا ہے"...... چوہان نے تنویر سے کہا۔

پہلے عمران کا ارادہ تھا کہ وہ نعمانی اور چوہان کو پاکیشیا میں ہی چھوڑ جائے گا اور اگر اسرائیل جانا ہوتا تو وہ ایسا ہی کرتا اور اب چونکہ انہیں ڈان مارک آنا تھا اور ڈان مارک ٹیم کے لئے ایک نیا ملک تھا اور نئے ملک میں انسان بہت سی نئی باتیں سیکھتا ہے اس

لئے عمران ان دونوں کو بھی ساتھ لے آیا تھا تاکہ ٹیم کے دوسرے ممبران کے ساتھ ساتھ وہ بھی نئے تجربات سے کچھ سیکھ سکیں۔

"کوے کو تو میں جانتی ہوں۔ یہ لالی کیا ہوتی ہے"...... جولیا نے چوہان سے پوچھا۔

"مبارک ہو تنویر، جولیا تمہیں جانتی ہے"...... اس سے پہلے کہ چوہان یا کوئی اور جولیا کی بات کا جواب دیتا۔ عمران جلدی سے بولا۔ عمران کی بات سن کر سب ہنسنے لگے جبکہ تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"یہ تو ہے ہی بدتمیز۔ اس سے کسی اچھی بات کی توقع کی ہی نہیں جا سکتی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا سوال تو درمیان میں ہی رہ گیا"...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا حالانکہ وہ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی۔ عمران کی بات کو اس نے بھی خوب انجوائے کیا تھا لیکن وہ تنویر پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"مس جولیا۔ لالی بھی ایک پرندہ ہے اور کافی معصوم پرندہ ہے"...... صدیقی نے جولیا کے سوال کا جواب دیا۔

"یہ تو اچھی بات نہیں ہے نا کہ عمران ہمیں جانور اور پرندوں سے تشبیہہ دے"...... جولیا نے مصنوعی خفگی کے ساتھ کہا۔

"یہ اچھا ہو گا تو اچھی بات کرے گا نا"...... تنویر نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب انصاف سے بتایا جائے کہ مذاق کرنے پر کس کے منہ پر بارہ بج چکے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مذاق پر کون ناراض ہے۔ کوئی بھی ناراض نہیں ہے''...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

''یعنی تم نے میری بات کا برا نہیں منایا''...... عمران نے تنویر سے کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''...... تنویر نے انکار کے انداز میں سر کو ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ سچ بات پر تو کوئی بھی ناراض نہیں ہوا کرتا''...... عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ عمران کی بات سن کر سب زور سے ہنسنے لگے جبکہ تنویر نے تکیہ اٹھا کر عمران کو دے مارا جسے عمران نے فضا میں ہی کیچ کر لیا۔

''کیا ہوا تنویر''...... عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے پوچھا۔

''تم پکے شیطان ہو۔ باتوں میں بھلا تم سے کون جیت سکتا ہے''...... اس مرتبہ تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسی طرح ہنستے رہا کرو۔ ہنستے ہوئے تم بہت اچھے لگتے ہو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم مجھے چڑانے کی خاطر ایسی باتیں کرتے ہو اور میری خواہش بھی ہے کہ میں تمہاری باتوں پر غصے میں نہ

آؤں لیکن پتا نہیں کیوں میں غصے میں آ جاتا ہوں۔ شاید میرا مزاج ہی ایسا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان باتوں کے لئے تو ساری زندگی پڑی ہے۔ اب ہمیں اپنے اصل موضوع کی طرف آنا چاہئے۔ مشن کے بارے میں آپ نے کیا پلاننگ کی ہے''...... صفدر نے موضوع کو بدلنے کی خاطر کہا۔

''تم جانتے ہو کہ میں مشن کی ایڈوانس پلاننگ نہیں کیا کرتا۔ بلکہ حالات کے مطابق پلاننگ کی بجائے عمل کیا کرتا ہوں اور کسی شاعر نے بھی خوب کہا ہے کہ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری۔ واہ۔ واہ''۔ عمران نے شعر پڑھا اور خود ہی داد بھی دینے لگا کیونکہ کسی اور نے داد نہیں دی تھی۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ نے شعر صحیح پڑھا ہے''...... کافی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے خاور نے عمران سے پوچھا۔

''شعر تو شعر ہوتا ہے۔ صحیح اور غلط کا کیا سوال۔ تم کسی جنگل میں جا کر کسی شیر سے پوچھنا کہ تم غلط شیر ہو یا صحیح۔ پھر وہ جو جواب دے مجھے آ کر بتانا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب مسکرانے لگے۔

''عمران صاحب۔ ڈان مارک بھی جزائر پر مشتمل ہے یہاں بھی گھنے جنگل ہوں گے اور خاور کی ملاقات کسی شیر سے ہو ہی جائے۔

گی۔ ویسے ڈان مارک کے شیر کیسے ہوتے ہیں''..... صدیقی نے عمران سے کہا۔

''شیر چاہے افریقہ کا ہو چاہے ایشیا کا یا یورپ کا، شیر ہی ہوتا ہے''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم اتنی دیر سے بے مقصد باتیں کئے جا رہے ہیں۔ اب ہمیں کچھ با مقصد باتیں بھی کر لینی چاہئیں''۔ صفدر نے کہا۔

''تم نے نکاح کا خطبہ یاد کر لیا ہے''..... عمران نے یکدم ہی نہایت سنجیدہ لہجے میں صفدر سے پوچھا۔

''نہیں''..... صفدر نے روانی میں کہہ دیا۔

''پھر تم با مقصد باتیں کیسے کر سکتے ہو''..... عمران نے منہ بنا کر کہا تو صفدر جھینپ سا گیا۔

''تم صفدر کا مذاق مت اڑاؤ۔ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے کہ ہمیں مشن پر توجہ دینی چاہئے''..... جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

''کبھی تو میری بھی کسی بات کو ٹھیک کہہ کر دیکھو''..... عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا اس کی بات کا کوئی جواب دیتی۔ عمران کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ عمران نے جیب میں سے سیل فون سیٹ نکال کر سکرین پر نمبر دیکھے اور کال رسیو کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس۔ پرنس آف ڈھمپ اسپیکنگ''..... عمران نے پاکیشیائی

زبان میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سپیکر بھی آن کر دیا۔

''پرنس۔ باوجود کوشش کے میں آپ کا کام نہیں کر سکا''۔ دوسری طرف سے بھی پاکیشیائی زبان میں کہا گیا۔

''کوئی بات نہیں۔ اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پرنس۔ پریشانی اور شرمندگی کی بات تو ہے نا''..... دوسری طرف سے شرمندہ آواز سنائی دی۔

''نو پرابلم۔ ٹیک اٹ ایزی۔ یہ کام ہو جائے گا۔ تم بے فکر رہو۔ او کے۔ اللہ حافظ''..... عمران نے کہا اس کے ساتھ ہی کال منقطع کر دی اور سیل فون سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

''کون تھا یہ اور تم نے اس کے ذمے کیا کام لگایا تھا''۔ جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''یہ شاہین چوہدری ہے اور ڈان مارک میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ہے''..... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہو کر یہ ناکامی کی رپورٹ دے رہا ہے''..... تنویر نے حیرت لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس جیتے جاگتے انسانوں پر مشتمل ایجنسی ہے، جن بھوتوں پر مشتمل ٹولہ نہیں ہے کہ یہ کسی کام میں ناکام نہیں ہو سکتی''..... عمران نے خشک لہجے میں تنویر سے کہا۔

''میرے سوال کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ تم نے اس کے ذمے کیا

نام لگایا تھا" جولیا نے کہا۔

"میں نے اس کے ذمے سیکرٹ ورلڈ نامی جزیرے کے متعل معلومات حاصل کرنے کا کام لگایا تھا" ..... عمران نے کہا۔

"جس میں اس نے ناکامی کی رپورٹ دی ہے۔ کیا چیف اس کی ناکامی کے بارے میں بتایا جائے" ..... جولیا نے پوچھا۔

"تمہارا چیف ویسے ہی باخبر چیف ہے۔ امید ہے اسے خود ت خبر مل جائے گی۔ تم وطن واپس جاکر جو رپورٹ چیف کو دو گ شاہین چوہدری کا گول مول ذکر کرنا۔ کسی کی شکایت لگانا اچھی بات تو نہیں ہے نا اور شکایت بھی ایسی جس میں دوسرے کی زندگ خطرے سے دو چار ہو جائے" ..... عمران نے جولیا سے کہا۔

"پھر اب سیکرٹ ورلڈ کو کیسے تلاش کرو گے" ..... تنویر نے عمران سے کہا تو عمران مسکرانے لگا۔

"وہ کیا کہتے ہیں کہ ایک در بند تو سو در کھلے" ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے۔ در کسے کہتے ہیں" ..... جولیا کو عمران کی بات سمجھ نہیں آئی تھی اس لئے اس نے پوچھا۔

"در کہتے ہیں دروازے کو۔ یعنی انسان کے لئے ایک دروازہ بند ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سو دروازے کھول دیتا ہے بشرطیکہ انسان کا ارادہ اور عمل پکا ہو تو" ..... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اسی لمحے انہیں کمرے میں ایک

س سی بو محسوس ہوئی۔ ان سب نے ہی بو محسوس ہوتے ہی سانس روکنے کی کوشش کی لیکن یہ بو اتنی تیز تھی کہ ایک سیکنڈ بھی کم وقت میں ان پر اثر کر گئی۔ ان سب کو ہی کمرہ گھومتا ہوا ں ہوا اور پھر ان کے ذہین تاریک ہو گئے۔

ریڈ ماسٹر اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پاکیشائی سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے نہ صرف گریٹ لینڈ کے جونی سے بات کی تھی بلکہ اس نے ایکریمیا اور زوسیاہ کے سیکرٹ ایجنٹوں اور سیکرٹ ایجنسیز کے سربراہوں سے بھی بات کی تھی اور ان سب نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خطرناک ایجنسی قرار دیا تھا اور علی عمران کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے تھے۔ علی عمران کی تعریفیں سن کر ریڈ ماسٹر کے دل میں خواہش ابھری تھی کہ کاش یہ علی عمران ڈان مارک آ جائے۔ وہ اس علی عمران کو دیکھنا چاہتا تھا کہ جس کی تعریف دنیا کے مختلف سیکرٹ ایجنٹ کر رہے تھے۔ ایسے سیکرٹ ایجنٹ جو کارکردگی میں اپنی مثال آپ تھے۔

''ایک بار علی عمران ڈان مارک آ جائے تو پھر میں ان سب

سیکرٹ ایجنٹوں کو بتاؤں گا کہ وہ جس کی تعریف کے پل باندھ رہے تھے میں نے اسے چٹکیوں میں مسل دیا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ ایک بار پھر وہی فائل پڑھنے لگا جو پریذیڈنٹ آفس سے آئی تھی۔ یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران سے متعلق تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو بہت ہی کم لکھا تھا البتہ علی عمران کے بارے میں بہت زیادہ لکھا ہوا تھا اور ایسا لگتا تھا جیسے یہ فائل علی عمران کے کسی مداح نے تیار کی ہو۔ اس فائل میں علی عمران کی ایک تصویر بھی تھی۔ تصویر سے تو ایسا ہی لگتا تھا جیسے یہ بیوقوف سا نوجوان ہو۔

وہ ایک بار پھر فائل کو پڑھنے کے بعد علی عمران کی تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے آفس کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور اس کا اسسٹنٹ تھم جان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے''...... ریڈ ماسٹر نے اپنی عادت کے مطابق تھم جان کو گالی دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ نے پاکیشیائی دشمن ایجنٹوں کے بارے میں ہدایات دی تھیں''...... تھم جان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ریڈ ماسٹر بھی ایک دم چونک کر کھڑا ہو گیا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کیا ہوا ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا۔ کیا وہ مارے گئے ہیں لیکن میں نے تو انہیں مارنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ میں نے تو

"انہیں زندہ گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا"...... کئی بار فائل پڑھنے اور اتنا زیادہ سوچنے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تاثر کچھ اس انداز میں ریڈ ماسٹر کے ذہن میں سمایا تھا کہ وہ بھی تھم جان کی زبان سے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سن کر بوکھلا گیا اور اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں آئیں باس"...... تھم جان نے کہا اور ریڈ ماسٹر کے ردعمل کو دیکھے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو ریڈ ماسٹر تھم جان کی اس حرکت پر اسے گولی مار دیتا لیکن اس وقت پاکیشیائی ایجنٹوں کا معاملہ تھا جن کے متعلق اس کے تمام جاننے والوں نے حیرت انگیز قصے کہانیاں سنائی تھیں اس لئے وہ اپنے منصب اور اپنے مزاج کی پرواہ کئے بغیر تھم جان کے پیچھے چل پڑا اور چونکہ تھم جان نے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل پڑھی تھی اور ریڈ ماسٹر نے اسے زبانی بھی بہت کچھ بتایا تھا اور ان کے متعلق سخت ہدایات دی تھیں اس لئے تھم جان بھی بوکھلایا ہوا تھا۔ ریڈ ماسٹر اپنے دفتر سے نکل کر تھم جان کے کمرے میں آ گیا جو اس کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ تھم جان کے کمرے میں ایک ٹیبل پر ایک کمپیوٹر رکھا ہوا تھا اور اس وقت کمپیوٹر آن تھا۔

"باس۔ آپ نے ہدایات دی تھیں کہ دارالحکومت کے تمام ہوٹلوں کی مانیٹرنگ کی جائے۔ پاکیشیائی دشمن ایجنٹ کسی ہوٹل میں

ہی ٹھہریں گے تو باس وہ اس وقت ہوٹل اوسس ان میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھیں میں نے ان کے کمرے کے کچھ مناظر ریکارڈ کئے ہیں"...... تھم جان نے کہا اور پھر اس نے کمپیوٹر کے کی بورڈ کے کچھ بٹن پریس کئے تو ایک بڑے کمرے کا منظر سامنے آ گیا۔ کمرے میں کل نو افراد موجود تھے جن کے ہاتھوں میں کافی کے برتن تھے۔ ان افراد میں آٹھ مرد تھے۔ جن میں سے ایک افریقی حبشی اور باقی سات ایشیائی تھے جبکہ ان میں ایک لڑکی بھی تھی جو یورپین تھی۔ فائل میں اس لڑکی کا ذکر بھی موجود تھا۔ اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کہا گیا تھا۔ ریڈ ماسٹر نے عمران کو بھی پہچان لیا تھا۔ فائل میں صرف اس کا فوٹو تھا۔ چونکہ عمران اپنی اصل شکل میں تھا اس لئے ریڈ ماسٹر نے اسے فوراً ہی پہچان لیا تھا۔ ریڈ ماسٹر کے اندازے کے مطابق باقی افراد بھی اپنی اصلی شکلوں میں موجود تھے جبکہ فائل میں دی گئی معلومات کے مطابق یہ لوگ میک اپ کے ماہر تھے۔

"تم نے بتایا ہے کہ یہ لوگ اوسس ان میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو تم نے اب تک ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے"...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"باس۔ میں نے اوسس ان میں موجود ایک ایجنٹ کو ہدایت کر دی ہے وہ اس وقت انہیں بے ہوش کر چکا ہو گا"...... تھم جان نے کہا تو ریڈ ماسٹر کو یکدم ہی غصہ آ گیا اور وہ چیخ پڑا۔

"بیوقوف۔ وہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ہمارے ایک ایجنٹ کے ہاتھ کہاں آئیں گے۔ تمہیں خود وہاں جا چاہئے تھا اپنی فورس لے کر"...... ریڈ ماسٹر نے غصے کی وجہ سے چیختے ہوئے کہا۔

"لیس باس۔ لیس باس۔ میں ابھی اوسس اِن چلا جاتا ہوں۔ یہ لوگ کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہوں ہمارے ہاتھوں بچ نہیں سکیں گے"۔ تھم جان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اسی وقت ٹیبل پر رکھے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ تھم جان نے فوراً ہی رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ تھم جان اسپیکنگ"...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"او کے۔ میں ابھی آ رہا ہوں"...... تھم جان نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ پاکیشائی ایجنٹ اس وقت اوسس اِن کے کمرے میں بے ہوش پڑے ہیں"...... تھم جان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ریڈ ماسٹر بھی خوش ہو گیا۔

"کمال ہے۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے ہاتھ آ گئے۔ ہر طرف ان کے نام کے جو ڈنکے بج رہے ہیں وہ ایسے ہی ہیں"...... ریڈ ماسٹر نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

"باس۔ ریڈ ایجنسی دنیا کی تمام ایجنسیوں سے بہتر ہے۔ ریڈ

ایجنسی کے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہے"...... تھم جان نے مغرور لہجے میں کہا تو ریڈ ماسٹر نے بھی اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو یہ ریڈ ایجنسی کا ہی کمال ہے۔ اب تم ہوٹل اوسس اِن جاؤ اور پاکیشائی ایجنٹوں کو ہیڈ کوارٹر لے آؤ"۔ ریڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں تھم جان سے کہا۔

"او کے باس۔ ابھی کچھ ہی دیر میں یہ ایجنٹ ڈارک روم میں پہنچ جائیں گے"...... تھم جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ڈارک روم میں۔ میں ان کی مووی بنانا چاہتا ہوں۔ ان کی مووی بنا کر میں روسیاہ، ایکریمیا، اسرائیل اور گریٹ لینڈ کی تمام ایجنسیوں کو بھیجوں گا اس پیغام کے ساتھ کہ دیکھو تم لوگ جن لوگوں کو خطرناک کہہ رہے تھے ریڈ ماسٹر کے سامنے وہ کس طرح چیخ چلا رہے ہیں اور زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں"...... ریڈ ماسٹر نے سفاک لہجے میں کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی باس"...... تھم جان نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ریڈ ماسٹر نے اثبات میں سر ہلایا تو تھم جان کمرے سے باہر نکل گیا اس کے باہر چلے جانے کے بعد ریڈ ماسٹر بھی اپنے کمرے میں آ گیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اسرائیل کے صدر کو فون کرے اور اسے بتائے کہ اس نے کس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو بے بس کر دیا ہے لیکن پھر اس نے سوچا کہ فی الحال وہ پاکیشیا سیکرٹ کے ایجنٹوں

کا خاتمہ کرے اور جب سب ختم ہو جائیں تو پھر وہ سب کو بتائے بھی اور مووی بھی بھیجے۔

''انہیں تڑپا تڑپا کے مارنا ہو گا تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ چیخیں، چلائیں اور تڑپیں۔ دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹوں پر ریڈ ماسٹر کی دھاک بیٹھ جائے گی''...... اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ پھر وہ تھم جان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ کافی دیر کے انتظار کے بعد اس کے آفس کا دروازہ کھلا۔

''میں اندر آ سکتا ہوں باس''...... دروازے پر تھم جان کی شکل دکھائی دی جو اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔

''یس''...... ریڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے کہا تو تھم جان مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''ہاں۔ کیا ہوا پاکیشائی ایجنٹوں کا''...... ریڈ ماسٹر نے بدستور تحکمانہ لہجے میں تھم جان سے پوچھا۔

''باس۔ پورا گروپ اس وقت ڈارک روم میں کرسیوں پر جکڑا ہوا بے بسی کی حالت میں موجود ہے''...... تھم جان نے کہا۔

''گڈ۔ انہیں یہاں لانے میں کسی قسم کی کوئی دقت تو نہیں ہوئی''...... ریڈ ماسٹر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

''نو باس۔ یہ تو ہوٹل کے کمرے میں ہی بے بس چوہوں کی طرح بے ہوش پڑے ہوئے تھے''...... تھم جان نے کہا۔

''انہیں دیکھ کر مجھے تو بہت مایوسی ہوئی ہے۔ جس طرح ان کی

تعریفیں ہو رہی تھیں۔ میرا خیال تھا کہ انہیں قابو میں کرنے کے لئے ہمیں بہت جدوجہد کرنی پڑے گی لیکن یہ تو پکے ہوئے پھلوں کی طرح ہماری گود میں آ گرے ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے حقارت بھرے انداز میں کہا۔

''یس باس۔ واقعی ایسا ہے۔ ہم نے کیا سوچا تھا اور یہ کیا نکل آئے۔ اتنی آسانی سے تو چوری چکاری کے مجرم بھی نہیں پکڑے جاتے جتنی آسانی سے یہ سیکرٹ ایجنٹ پکڑے گئے ہیں''...... تھم جان نے بھی مایوس سے لہجے میں کہا۔

''پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں علی عمران سے فائٹ کروں گا اور پھر اسے گولی ماروں گا لیکن اب میرا خیال ہے کہ اس سے فائٹ وقت ضائع کرنے والی بات ہے اس میں کیا دم خم ہو گا''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''یس باس اس چوہے سے فائٹ آپ کی شان کے خلاف ہے''...... تھم جان نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''آؤ۔ ان سے چند باتیں کر کے پھر انہیں گولیاں مار دیں''۔ ریڈ ماسٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آیئے''...... تھم جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں ڈارک روم میں آ گئے۔ ڈارک روم میں کرسیوں پر پاکیشائی ایجنٹ بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ راڈز والی کرسیاں تھیں۔ راڈز کے آن آف کا سسٹم سوئچ بورڈ میں تھا۔

ریڈ ماسٹر ان سب کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس کی نظریں جیسے ہی جولیا پر پڑیں اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

''تھم جان۔ یہ لڑکی تو کھلے ہوئے گلاب کی طرح ہے۔ کیا تم نے ایسا حسین روپ پہلے کبھی دیکھا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے ہوس بھرے لہجے میں کہا اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

''نو باس۔ ایسی خوبصورت لڑکی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی''۔ تھم جان نے بھی ہوس بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ایک ایسا شاہکار ہے تھم جان کہ اس کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے اس کے ساتھیوں کی بھی جان بخشی جا سکتی ہے''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''آپ بالکل درست سوچ رہے ہیں باس''...... تھم جان نے خوشامدانہ لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''او کے۔ اس حسین کھلونے کو میرے ریٹائرنگ روم میں پہنچا دو۔ پہلے میں اس حسین کھلونے سے دل بہلاؤں گا پھر تم بھی دل بہلا لینا اور میری سخاوت کی داد دینا''...... ریڈ ماسٹر نے اپنے مزاج کے خلاف مسکراتے ہوئے کہا تو تھم جان خوش ہو گیا۔ اسے ریڈ ماسٹر سے اس سخاوت کی امید ہی نہیں تھی۔

''تھینک یو باس۔ رئیلی یو آر گریٹ''...... تھم جان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اس کے بعد اس لڑکی کو اسی جگہ واپس لانا ہے اور ان سب کو

ہوش میں لا کر انہیں یہ بتانا ہے کہ ان کی ساتھی لڑکی کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ سنا ہے کہ پاکیشیائی بہت غیرت مند ہوتے ہیں۔ آج اس کا تجربہ بھی ہو جائے گا۔ اگر یہ غیرت مند ہوئے تو ہمیں گولیاں ضائع کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ یہ لوگ اپنی ساتھی کی حالت دیکھتے ہی خود بخود مر جائیں گے''...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر جانے لگا جبکہ تھم جان سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اس نے ایک بٹن دبایا تو جولیا کی کرسی کے راڈز غائب ہو گئے۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر جولیا کو کندھے پر اٹھایا اور ریٹائرنگ روم میں آ گیا جہاں ریڈ ماسٹر پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ ریٹائرنگ روم میں تھری سیٹر صوفہ دو سنگل صوفے اور ایک میز رکھی ہوئی تھی۔ تھم جان نے لڑکی کو تھری سیٹر صوفے پر لٹا دیا اور پھر ریڈ ماسٹر کی طرف دیکھا جس نے شراب کی ایک بڑی بوتل کو منہ سے لگایا ہوا تھا۔

''اسے ہوش میں لاؤ تھم جان''...... ریڈ ماسٹر نے دو تین گھونٹ شراب کے پینے کے بعد کہا۔

''باس۔ یہ گیس سے بے ہوش ہوئے ہیں۔ انہیں انٹی گیس انجکشن لگانا پڑے گا جو کہ ڈارک روم میں ہے''...... تھم جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ریڈ ماسٹر کو یکدم ہی غصہ آ گیا۔

''ایڈیٹ۔ نانسنس۔ تو جاؤ اور انجکشن لے کر آؤ۔ ایسے ہی منہ اٹھائے آ گئے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے چیختے ہوئے کہا۔ تھم جان تیزی

سے ریٹائرنگ روم سے باہر نکل گیا اور دو منٹ سے بھی کم وقت میں اس کی واپسی ہو گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج اور ایک انجکشن تھا۔ اس نے جلدی سے انجکشن تیار کیا اور جولیا کے بازو میں لگا دیا۔

''باس۔ اب یہ ڈیڑھ دو منٹ بعد ہوش میں آ جائے گی''۔ انجکشن لگانے کے بعد اس نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم دفع ہو جاؤ''...... ریڈ ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا تو تھم جان کمرے سے باہر نکل گیا۔ ریڈ ماسٹر نے ٹیبل پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھائی اور گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ تقریباً ایک منٹ بعد ہی جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر مزید چند سیکنڈ بعد جولیا ہوش میں آ گئی۔

''سویٹی۔ تمہارا نام جولیانا فنٹر واٹر ہے اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو''...... جیسے ہی جولیا مکمل ہوش میں آئی، ریڈ ماسٹر نے بڑے میٹھے انداز میں اس سے کہا۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ میں سوئس ہوں اور دنیا کا کون سا ایسا ملک ہے جو اپنی سیکرٹ ایجنسی میں کسی غیر ملکی کو بھرتی کرے نہ صرف بھرتی کرے بلکہ ڈپٹی یا چیف بھی بنا دے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''غصے میں تو تم اور بھی زیادہ حسین لگ رہی ہو''...... ریڈ ماسٹر نے عامیانہ لہجے میں کہا تو جولیا نے اسے گھور کر دیکھا۔

''تم نہیں مانتیں تو نہ مانو اور ویسے بھی مجھے تمہاری پروفیشنل لائف سے کیا لینا دینا۔ تم اس وقت ایک کلی کی طرح ہو اور میں ریڈ ماسٹر، چیف آف ریڈ ایجنسی ایک بھنورا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بوتل میں بچی ہوئی باقی ماندہ شراب بھی حلق میں انڈیلی اور خالی بوتل کو ایک طرف اچھال دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور جولیا کی طرف بڑھا۔ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر جولیا بھی تھری سیٹر صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ارے۔ تم کیوں کھڑی ہو گئی ہو، تم تو بہت نازک سی ہو۔ تھک جاؤ گی۔ بیٹھ جاؤ''...... رید ماسٹر نے کہا۔

''میں تمہارے استقبال کے لئے کھڑی ہوئی ہوں باس''۔ جولیا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''حسین و جمیل لڑکیوں کو ایسے تکلفات میں نہیں پڑنا چاہئے''۔ ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کا ہاتھ پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ جولیا نے اس کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو پکڑا اور اسے ایک زور دار جھٹکا دیا۔ ریڈ ماسٹر لڑکھڑاتا ہوا تھری سیٹر صوفے سے جا ٹکرایا اور پھر صوفے سمیت فرش پر گر گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جولیا اس کے سر پر پہنچ گئی۔ اس کے پیر کی ٹھوکر ریڈ ماسٹر کے سر پر لگی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ریڈ ماسٹر دوبارہ فرش پر گر گیا۔ جولیا نے اس کے سر پر ایک

اور ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن ریڈ ماسٹر نے اپنا سر پیچھے کیا اور ہاتھ بڑھا کر جولیا کا پیر پکڑا اور اسے گھما دیا۔ جولیا بھی لڑکھڑا کر فرش پر جا گری اور پھر دونوں نے ہی اٹھنے میں تاخیر نہ کی۔ دونوں بیک وقت اچھل کر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔

''اس کا مطلب ہے کہ میں نے تم لوگوں کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ سچ ہے''...... ریڈ ماسٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ابھی سے گھبرا گئے۔ ابھی آگے آگے دیکھنا کہ ہوتا کیا ہے''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ابھی جولیا کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ریڈ ماسٹر نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا اس سے غافل نہیں تھی اس لئے اس نے جھکائی دی اور ریڈ ماسٹر اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا آگے جا گرا۔ ابھی وہ گر ہی رہا تھا کہ جولیا اپنی جگہ سے اسپرنگ کی طرح اچھلی اور اس کے دونوں پیر ریڈ ماسٹر کے کندھوں سے جا ٹکرائے۔ ریڈ ماسٹر پہلے ہی نیچے گر رہا تھا جولیا کے پیر لگنے کی وجہ سے اس کا منہ فرش سے ٹکرا گیا۔ اگر فرش پر دبیز قالین نہ بچھا ہوتا تو لازماً اسے زیادہ چوٹ لگتی اب بھی اسے ناک پر چوٹ لگی اور اس نے تیزی سے دو تین کروٹیں بدلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات دائرے کی صورت میں حرکت میں آ گئی۔ جولیا جو ایک بار پھر اچھل کر اس کے اوپر آ رہی تھی، کے پہلو میں اس کی لات لگی اور وہ اڑتی ہوئی گرے ہوئے صوفے سے جا

ٹکرائی جس کی وجہ سے اسے کمر میں درد محسوس ہونے لگا۔

ریڈ ماسٹر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر اس نے صوفے پر چھلانگ لگائی۔ صوفے کے اوپر ہی جولیا گری ہوئی تھی۔ وہ فضا میں اڑتا ہوا صوفے پر آیا تو جولیا مچھلی کی طرح تڑپی اور ریڈ ماسٹر بھی گرے ہوئے صوفے پر گر گیا۔ جولیا نے لیٹے لیٹے ہی اپنے پاؤں کو حرکت دی اور اس کے بوٹ کی بھرپور ٹھوکر ریڈ ماسٹر کی ناک پر لگی۔ اس ٹھوکر کی وجہ سے ریڈ ماسٹر کی ناک سے خون بہنے لگا۔ اپنا خون دیکھ کر ریڈ ماسٹر غصے سے پاگل ہو گیا۔ وہ اچھل کر صوفے کے دوسری طرف گرا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ اس دوران جولیا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ اب وہ پھر دونوں آمنے سامنے تھے۔ ریڈ ماسٹر کی حالت بہت بری ہو رہی تھی کیونکہ اس کی ناک سے خون رس رہا تھا اور اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور اب اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا ایک خنجر بھی نظر آ رہا تھا۔ وہ وحشت ناک نظروں سے جولیا کو دیکھ رہا تھا۔

''میں بچپن میں جس کھلونے سے کھیل نہیں سکتا تھا اسے توڑ دیا کرتا تھا''...... ریڈ ماسٹر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور خنجر جولیا کی گردن کے بہت قریب سے گزرتا چلا گیا۔ جولیا کی نظر اس کے ہاتھوں پر تھی اور جیسے ہی ریڈ ماسٹر کے ہاتھ نے حرکت کی تھی جولیا نے بھی اسی رفتار سے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت دی تھی جس کی وجہ سے خنجر

بہت قریب سے گزر گیا تھا۔ ریڈ ماسٹر خنجر پھینکنے کا ماہر تھا اور آج سے پہلے اس کا نشانہ کبھی بھی خطا نہیں ہوا تھا اس لئے جیسے ہی اس کا نشانہ خطا گیا وہ حیرت سے جولیا کو دیکھنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ حیرت کے اس جھٹکے سے باہر نکلتا جولیا اپنی جگہ سے فٹ بال کی طرح اچھلی اور اس کے دونوں پیر ریڈ ماسٹر کے ماتھے سے جا ٹکرائے۔ ریڈ ماسٹر نے لاشعوری طور پر بچنے کی کوشش تو کی لیکن وہ بچ نہ سکا۔ جولیا کے پاؤں ماتھے پر لگنے کی وجہ سے اس کی گردن کو ایک جھٹکا لگا اور اس کے منہ سے ایک سسکی نکل گئی۔ جولیا کے دونوں پیر ابھی ٹھیک طرح فرش پر نہیں آئے تھے کہ اس کی ایک لات پھر حرکت میں آ گئی اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر ریڈ ماسٹر کے پہلو میں پڑی۔ یہ اتنی زبردست ٹھوکر تھی کہ ریڈ ماسٹر اچھل کر دور جا گرا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے خنجر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ ریڈ ماسٹر بھی تیزی سے سنبھل کر کھڑا ہو گیا لیکن جولیا اس سے پہلے ہی سنبھل چکی تھی۔ اب خنجر جولیا کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔

''تمہارا نشانہ تو بہت کچا ہے۔ اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ نشانہ کہتے کسے ہیں''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک چمک پیدا ہوئی اور ریڈ ماسٹر کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس کا ہاتھ فوراً ہی اپنے کان کی طرف گیا اس کا دایاں کان کٹ کر فرش پر گر چکا تھا اور کان کٹنے کی وجہ سے خون بہنے لگا تھا۔

''یہ خنجر تمہارے دل میں بھی اترے گا ریڈ ماسٹر لیکن اس وقت

جب میرا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا''...... جولیا نے کہا ریڈ ماسٹر نے جولیا کو گھور کر دیکھا اور پھر وہ اپنی جگہ سے اچھلا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا جولیا بھی اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی لیکن ریڈ ماسٹر نے فضا میں ہی اپنی پوزیشن بدل لی اور اس کی دونوں ٹانگیں جولیا کی کمر پر پڑیں اور جولیا اچھل کر دور جا گری۔ جہاں وہ گری تھی وہیں شراب کی خالی بوتل بھی گری ہوئی تھی اور یہ شیشے کی بوتل تھی۔ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں یہ بوتل جولیا کے ہاتھ میں آئی اور پھر توپ کے نکلے ہوئے گولے کی طرح اڑتی ہوئی ریڈ ماسٹر کے ماتھے سے جا ٹکرائی۔ ریڈ ماسٹر کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اور اس کے ماتھے سے خون بہنے لگا جولیا ایک بار پھر اسپرنگ کی طرح اچھلی اور ریڈ ماسٹر کے سینے سے جا ٹکرائی۔ ریڈ ماسٹر اچھلا اور قالین پر گر پڑا جبکہ جولیا نے کروٹ بدلتے ہوئے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسی طرح کروٹ بدلتے ہوئے ریڈ ماسٹر کے قریب پہنچ گئی۔ پھر اس کا بوتل والا ہاتھ حرکت میں آیا اور شراب کی بوتل ریڈ ماسٹر کے ماتھے سے ٹکرائی اور اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ٹوٹا ہوا آدھا حصہ جولیا کے ہاتھ میں ہی رہ گیا اس دفعہ بھی بوتل لگنے سے اس کے ماتھے پر ایک اور زخم ہو گیا تھا۔ جولیا لیٹے ہی لیٹے فضا میں اچھلی اور اس کے دونوں پیر ریڈ ماسٹر کی پسلیوں پر پڑے جس کی وجہ سے ریڈ ماسٹر کی ایک چیخ بلند ہوئی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔

''بتاؤ۔ سیکرٹ ورلڈ نامی جزیرہ کہاں ہے''...... جولیا نے اس کے سینے پر سوار ہوتے ہوئے پوچھا۔

''مم۔مم۔ مجھے نہیں معلوم''...... ریڈ ماسٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا تو جولیا نے اس کے سینے پر اپنی کہنی ماری۔ دل پر لگنے والی اس کہنی کی وجہ سے اس کی چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ٹوٹی ہوئی بوتل ریڈ ماسٹر کی آنکھ میں ماری۔ ریڈ ماسٹر کی ایک اور دردناک چیخ بلند ہوئی۔

''بتاؤ۔ بتاؤ۔ سیکرٹ ورلڈ نامی جزیرہ کہاں ہے''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک مرتبہ پھر اپنی کہنی اس کے دل کی جگہ ماری اور یہ کہنی ذرا زیادہ ہی سخت لگ گئی تھی کیونکہ جیسے ہی جولیا کی کہنی اسے لگی اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا۔ جیسے ہی ریڈ ماسٹر کے جسم کو جھٹکا لگا جولیا اس کے سینے سے نیچے اتر آئی اور پھر جولیا نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ ریڈ ماسٹر کی آنکھیں اوپر کو چڑھ چکی تھیں اور اس لمحے اس نے آخری ہچکی لی اور دم توڑ دیا۔ دل پر لگنے والی جولیا کی کہنی اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی تھی۔ جیسے ہی ریڈ ماسٹر نے دم توڑا جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ریڈ ماسٹر کے قریب ہی بیٹھ گئی۔ اس نے ریڈ ماسٹر کی تلاشی لی۔ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل برآمد ہوا۔ جولیا نے وہ مشین پسٹل اپنی جیب میں رکھ لیا اس کے بعد وہ ٹیبل کی طرف بڑھی۔ اس نے ٹیبل کی درازوں کی تلاشی لی تو اسے ایک اور مشین پسٹل مل

گیا۔ اس مشین پسٹل پر سائیلنسر بھی لگا ہوا تھا اس نے مشین پسٹل کھول کر اس کا میگزین چیک کیا۔ میگزین فل تھا۔ اس کے بعد اس نے ریڈ ماسٹر کا خنجر بھی اٹھا لیا۔ اس طرف سے اطمینان کر لینے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھی اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ یہ دروازہ ایک گیلری میں کھلتا تھا اور گیلری کے دونوں جانب کمروں کے دروازے تھے۔ اس وقت گیلری میں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دروازے سے باہر نکلی۔ ابھی وہ باہر نکلی ہی تھی کہ سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکل آیا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظر جولیا پر پڑی، اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا ایک ہلکی سی ٹھک کی آواز ابھری اور اس کے سینے میں سوراخ ہو گیا۔ دل میں لگنے والی گولی نے اسے چیخنے کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا جولیا نے اسے ٹانگ سے پکڑا اور جس کمرے سے وہ نکلی تھی اس نے اسے بھی اسی کمرے میں ڈال دیا۔ وہ چاہتی تھی کہ جب تک عمران اور دیگر ساتھی نظر نہیں آ جاتے اس کی کارروائی کا کسی کو بھی علم نہ ہو اس آدمی کی لاش کو ریٹائرنگ روم میں ڈال کر جولیا اس کمرے سے باہر نکلی اور باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا اس کے بعد اس نے ساتھ والا دروازہ کھول کر دیکھا۔ یہ کمرہ شاندار آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن اس وقت اس کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ جولیا اس کمرے سے بھی باہر نکل آئی اس کے بعد وہ اس سے اگلے،

کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ کمرہ بھی آفس کے انداز میں ہی سجا ہوا تھا لیکن پہلے والے کمرے سے کم شاندار تھا اس کمرے میں ایک آدمی کمپیوٹر پر جھکا ہوا تھا اور چونکہ دروازہ بے آواز کھلا تھا اس لئے اس آدمی کو جولیا کے کمرے میں داخل ہونے کا بھی پتا نہ چلا۔ جولیا نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ بے آواز قدموں سے چلتی ہوئی اس آدمی کے قریب پہنچ گئی۔ فرش پر بچھے ہوئے قالین کی وجہ سے بھی قدموں کی آواز پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جیسے ہی جولیا اس آدمی کے پاس پہنچی اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور اسی لمحے جولیا نے اسے گردن سے پکڑ کر کرسی سے اٹھایا اور ایک زور دار دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا میز کی دوسری طرف جا گرا۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ جولیا اس کے سر پر پہنچ گئی۔ جولیا نے اس کے سینے پر ٹھوکر ماری تو اٹھتا ہوا وہ آدمی پھر گر پڑا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں اس آدمی سے پوچھا جو ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''ٹھم جان اور میں باس ریڈ ماسٹر کا اسسٹنٹ ہوں''...... اس آدمی نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشائی ایجنٹ کس کمرے میں ہیں''...... جولیا نے ٹھم جان سے پوچھا اور ساتھ ہی اس نے خنجر نکال لیا۔

''تم یہاں کیسے۔ تم تو باس کے کمرے میں تھیں''...... ٹھم جان

نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تمہارا وہ چوہا باس مردہ حالت میں اس کمرے میں پڑا ہوا ہے اس کے جسم کے کئی ٹکڑے ہو چکے ہیں''...... جولیا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس مر چکا ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ باس کو بھلا کون مار سکتا ہے''...... ٹھم جان نے بے یقینی سے کہا۔

''وہ بھیڑ کا بچہ مجھ سے لڑتے ہوئے مارا گیا ہے۔ اب اگر تم مرنے سے بچنا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دو۔ ورنہ تم اپنے باس سے بھی بری موت مرو گے''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ریڈ ماسٹر اور ایک لڑکی کے ہاتھوں مارا جائے۔ تم مجھے پاگل سمجھتی ہو''...... ٹھم جان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ابھی اس کا جملہ مکمل ہوا ہی تھا کہ جولیا کی لات حرکت میں آئی اور ٹھم جان کے پیٹ میں لگی۔ ٹھم جان اڑا اور دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کر کے اپنا منہ دیوار سے لگنے سے بچا لیا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ سیدھا ہوا جولیا اڑتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ ٹھم جان بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہو گیا اور جولیا دیوار سے ٹکرائی۔ لاشعوری طور پر اس نے بھی اپنے دونوں ہاتھ سامنے کر کے اپنا منہ دیوار سے لگنے سے بچایا تھا۔ جیسے ہی اس کے ہاتھ دیوار سے ٹکرائے تھے اس کی کمر پر زور دار ٹھوکر لگی تھی اور یہ ٹھوکر ٹھم جان

نے لگائی تھی اس ٹھوکر کی وجہ سے جولیا کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور یہ ٹکر کافی شدید تھی۔ جولیا کا سر ایک لمحے کے لئے تو چکرا گیا۔ پھر جولیا نے خود کو سنبھالا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ چھوڑی۔ تھم جان کی لات اسے دوسری ٹھوکر مارنے کے لئے حرکت میں آ چکی تھی۔ جولیا نے گھومتے ہوئے اس کی لات پکڑ کر اسے پیچھے دھکیل دیا۔ جولیا کا یہ دھکا زور دار تھا اس لئے تھم جان سنبھل نہ سکا اور فرش سے جا ٹکرایا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا جولیا اس کے سر پر پہنچ گئی اور اس کے بوٹ کی ٹھوکر تھم جان کے سر میں لگی۔ تھم جان کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملاتے نظر آنے لگے۔ جولیا نے ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری ٹھوکر بھی اس کے سر پر ماری۔ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا اس کے بے ہوش ہوتے ہی جولیا نے اس کی ٹائی اتاری اور اس کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ دیئے اس کے بعد اس نے گرا ہوا خنجر اٹھا لیا اور تھم جان کے منہ پر تھپڑ مارنے لگی۔ غالباً چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اسے ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے چیخ ماری تھی۔

"تم تو تھپڑوں سے ہی چیخنے لگ گئے۔ تشدد پر نجانے تمہاری کیا حالت ہو جائے"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تت۔ تم نے۔ میرے ہی دفتر میں مجھے باندھ دیا ہے"۔ تھم جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تو میں نے تمہاری ہڈیوں کا سرمہ بنانا ہے"...... جولیا نے

طنزیہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتی کیا ہو"...... تھم جان نے جولیا سے پوچھا۔

"میرے ساتھی کہاں ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہاں سے لیفٹ سائیڈ پر تیسرے کمرے میں۔ اسے ڈارک روم کہا جاتا ہے"...... تھم جان نے کہا۔

"یہ بلڈنگ کون سی ہے اور یہاں کتنے لوگ ہیں"...... جولیا نے اس سے دوسرا سوال پوچھا۔

"اس بلڈنگ کا نام ریڈ ہاؤس ہے اور یہ ریڈ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں تقریباً پچیس سے تیس افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ زیادہ تر افراد گیٹ اور گیٹ کے پاس ہوتے ہیں"...... تھم جان نے کہا۔

"سیکرٹ ورلڈ کہاں ہے"...... جولیا نے تھم جان سے کہا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔

"سیکرٹ ورلڈ کے بارے میں تو یہاں کے لوگ بھی نہیں جانتے تمہیں کیسے معلوم ہو گیا"...... تھم جان نے حیرت سے کہا۔

"تم اس بات کو رہنے دو صرف اتنا بتاؤ کہ یہ کہاں ہے"۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا کہ یہ کہاں پر ہے"...... تھم جان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی چیخ بھی بلند ہوئی جولیا نے اس کی زبان سے انکار سنتے ہی اس کے کان پر خنجر سے وار کیا تھا اس کا کان کٹ

کر فرش پر جا گرا۔

''بتاؤ۔ ورنہ تمہارے جسم کے ہزار ٹکڑے ہو جائیں گے''۔ جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے کہا تو ہے کہ میں نہیں جانتا''...... تھم جان نے درد کی شدت کو برداشت کرتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کی بات مشکل سے ہی مکمل ہوئی تھی کہ اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ جولیا نے اس کی ایک آنکھ میں خنجر مار دیا تھا اس کی آنکھ باہر نکل آئی تھی اور درد کی شدت کی وجہ سے تھم جان ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا تھا اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر جولیا نے اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ ساتویں آٹھویں تھپڑ پر وہ چیخ مارتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

''بولو۔ جلدی بولو۔ سیکرٹ ورلڈ کہاں ہے ورنہ تمہاری دوسری آنکھ بھی ضائع ہو جائے گی اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے''...... جولیا نے سخت لہجے میں تھم جان سے کہا۔

''مم۔ میں۔ نن، نہیں جانتا۔ ریڈ ایجنسی میں صرف ریڈ ماسٹر جانتا ہے''...... تھم جان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ریڈ ماسٹر تو میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے''...... جولیا نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''اور۔ اور۔ کک۔ کوئی۔ نہیں جانتا''...... تھم جان نے کہا اس کے لہجے سے جولیا نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ اب تھم جان جولیا کے لئے بے کار تھا لہٰذا جولیا کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا اور

خنجر تھم جان کے دل میں اتر گیا اس کی آخری چیخ بلند ہوئی اور اس نے تڑپنا شروع کر دیا۔ جولیا نے اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اس نے ارد گرد نظر دوڑائی گیلری میں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جولیا آگے بڑھی اور لیفٹ سائیڈ کے تیسرے دروازے پر رک گئی اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہ بہت بڑا کمرہ تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں کرسیوں پر اس کے ساتھی جکڑے ہوئے تھے۔ کرسیاں راڈز والی تھیں اس وقت صرف عمران ہوش میں تھا باقی تمام ساتھی بے ہوش تھے۔

''کمال ہے۔ ہم یہاں بے ہوش پڑے ہیں اور تم سیریں کرتی پھر رہی ہو''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔ جولیا نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اس نے کرسیوں اور راڈز کو غور سے دیکھا۔ پھر اس نے کرسیوں کے نیچے والی جگہ کو بھی غور سے دیکھا اور اس کے بعد اس کی نظریں سوئچ بورڈ کی طرف اٹھیں۔ وہ راڈز کے سسٹم کو سمجھ چکی تھی اس لئے وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گئی۔

ڈان مارک کا صدر اس وقت میٹنگ ہال میں موجود تھا۔ صدر کے سامنے چار کرسیوں پر چار مختلف افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ چار افراد وزیر دفاع، وزیر خارجہ، ملٹری انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر مارک بوچ اور مشیر قومی امور کرنل براؤن تھے۔ صدر کا موڈ کافی خراب تھا اور وہ غصے میں دکھائی دے رہا تھا جبکہ سامنے بیٹھے چاروں افراد مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''میں نے اس ریڈ ماسٹر سے کہا بھی تھا کہ یہ لوگ نہایت ہی خطرناک ہیں لیکن اس نے میری بات پر توجہ نہیں دی۔ پاکیشائی ایجنٹوں کو ایزی لیا اور نتیجہ اب سب کے سامنے ہے۔ نہ صرف وہ احمق مارا جا چکا ہے بلکہ اس کی ایجنسی کے تیس کے قریب افراد بھی ہلاک ہو گئے ہیں''...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ آپ کی ہدایت کے بعد تو

ریڈ ماسٹر کو بہت محتاط ہو جانا چاہئے تھا''......وزیر دفاع نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ایکریمیا، روسیاہ، اسرائیل اور دیگر ممالک کی ایجنسیاں یونہی تو خائف نہیں ہیں اور یہی بات میں نے اس احمق کو بھی سمجھائی تھی لیکن اس وقت بھی ریڈ ماسٹر کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ میری باتوں کو مذاق سمجھ رہا ہے''۔ صدر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہمیں اب فیوچر کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ پاکیشائی ایجنٹ ڈان مارک میں غائب ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم نے انہیں تلاش کرنا ہے اور پھر ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... مشیر قومی امور کرنل براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشائی ایجنٹوں کی تلاش اور ان کے خاتمے کا کام ریڈ ایجنسی نے ہی کرنا ہے''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ آپ نے ریڈ ایجنسی کے چیف کا انتخاب بھی کرنا ہے''...... اس مرتبہ وزیر خارجہ نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں مارک بوچ صاحب کو نیا ریڈ ماسٹر مقرر کر رہا ہوں اور ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر کے لئے کرنل براؤن مجھے تین نام دیں گے میں ان میں سے کسی ایک کو منتخب کروں گا''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ آپ کا انتخاب بالکل درست ہے۔ مارک بوچ صاحب نہ صرف ذہین انسان ہیں بلکہ اس فیلڈ کا وسیع تجربہ بھی رکھتے ہیں۔

ان کی سربراہی میں ریڈ ایجنسی کی کارکردگی بہتر ہو گی'' ...... وزیر دفاع نے کہا۔

''محترم پریذیڈنٹ صاحب نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ میں اس اعتماد پر پورا تروں گا'' ...... مارک بوچر نے اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے سابقہ ریڈ ماسٹر کی طرح غلطی نہیں کرنی۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ایزی نہیں لینا'' ...... صدر نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا سر۔ میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا''۔ مارک بوچر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھ تک جو اطلاعات پہنچی ہیں ان کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹ دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپ نے ان کے سامنے اپنی یا اپنی ایجنسی کی کوئی کمزوری ظاہر نہیں کرنی'' ...... صدر نے مارک بوچر سے کہا۔

''سر۔ آپ کی ہدایات پر عمل ہو گا۔ اول تو ہم میں کوئی کمزوری ہے ہی نہیں اور اگر ایجنسی میں کسی قسم کی کوئی کمزوری ہوئی تو میں سب سے پہلے وہ کمزوری دور کروں گا'' ...... مارک بوچر نے کہا۔

''گڈ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ریڈ ایجنسی کے بہترین سربراہ ثابت ہوں گے'' ...... صدر نے مارک بوچر سے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ کے الفاظ میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہیں'' ...... مارک بوچر نے صدر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹارگٹ سیکرٹ ورلڈ ہے اس کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں'' ...... وزیر خارجہ نے پوچھا۔

''سیکرٹ ورلڈ ایک سیکرٹ جزیرہ ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے اس کے باوجود سیکرٹ ورلڈ کی تفصیلات نئے ریڈ ماسٹر کو بتا دی جائیں گے اور ریڈ ماسٹر صاحب اس جزیرے کے اردگرد حفاظتی انتظامات کریں گے تاکہ بالفرض پاکیشیائی ایجنٹ سیکرٹ ورلڈ کارخ کر بھی لیں تو ریڈ ایجنسی وہاں ان کا خاتمہ کر دے۔ اس سلسلے میں، میں چاہوں گا کہ ریڈ ماسٹر صاحب فول پروف سیکورٹی پلان بنا کر مجھ سے ڈسکس کر لیں''۔ صدر نے ریڈ ماسٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ جیسے ہی مجھے سیکرٹ ورلڈ کے بارے میں تفصیلات موصول ہوتی ہیں میں سیکورٹی پلان بنا کر آپ سے ڈسکس کرتا ہوں'' ...... مارک بوچر جو کہ اب نیا ریڈ ماسٹر بن چکا تھا، نے ایک مرتبہ پھر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آج سے آپ اپنا آفس جوائن کر لیں۔ باقی تفصیلات آپ کو وہیں مل جائیں گی'' ...... صدر نے کہا۔

''او کے سر'' ...... ریڈ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''سر۔ سیکرٹ ورلڈ کی تفصیلات ایکس ریڈ ماسٹر کو بھی ہوں گی۔

پاکیشیائی ایجنٹوں نے ان سے یہ معلومات حاصل نہ کر لی ہوں"۔ وزیر دفاع نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے ایک خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ ورلڈ جزیرہ کے چاروں طرف پانچ کلو میٹر پہلے زمین سے آسمان کی طرف نصف کلو میٹر تک مخصوص ریز پھیلی ہوئی ہیں۔ کوئی بھی انسان ان ریز کو کراس کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ ریز اسے جلا کر راکھ کر دیتی ہیں اور اس کی اطلاع سیکرٹ ورلڈ میں موجود سیکورٹی آفس میں ہو جاتی ہے اور اس کارروائی کی باقاعدہ مووی بھی بن جاتی ہے اور ابھی تک مجھے ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ کچھ لوگ اس ریز سے ہلاک ہو گئے ہوں"...... صدر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سر۔ اتنا زبردست انتظام ہے پھر تو پاکیشیائی ایجنٹ کبھی بھی زندہ حالت میں سیکرٹ ورلڈ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہاں ان کی روحیں شاید وہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں"...... وزیر دفاع نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جزیرہ اس قدر سیکرٹ ہے اور یہاں کے انتظامات اس قدر سیکرٹ ہیں کہ آپ وزیر دفاع ہونے کے باوجود سیکرٹ ورلڈ اور اس کے انتظامات سے بے خبر ہیں۔ آج کی اس میٹنگ میں، میں نے آپ کو ایک انتظام کے بارے میں بتایا ہے اس کے علاوہ بھی کئی انتظامات ہیں۔ جس سے صرف میں ہی واقف ہوں"۔ صدر

ڈان مارک نے کہا تو وزیر دفاع نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ وہ اس جزیرے کی اہمیت سے واقف تھا۔

"اب آج کی میٹنگ اختتام کو پہنچتی ہے۔ ٹھیک تین گھنٹوں بعد میری دوبارہ میٹنگ ہو گی ریڈ ماسٹر صاحب کے ساتھ اور یہ مجھ سے اپنا سیکورٹی پلان ڈسکس کریں گے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر باقی افراد بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر ڈان مارک باوقار انداز میں چلتا ہوا میٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

"ریڈ ماسٹر بننے پر مبارک ہو مارک بوچر۔ اس خوشی میں تم نے ہم سب کو پارٹی دینی ہے"...... جب صدر میٹنگ روم سے باہر چلا گیا تو کرنل براؤن نے مارک بوچر کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ ایک شاندار پارٹی ڈن رہی لیکن اس وقت تو میں ریڈ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں۔ مجھے تین گھنٹے بعد صدر صاحب سے دوبارہ میٹنگ کرنی ہے اور اس سے پہلے مجھے اپنے طور پر سیکرٹ ورلڈ کا سیکورٹی پلان بھی بنانا ہے اس لئے میں تو چلتا ہوں"...... ریڈ ماسٹر نے کہا اور پھر وہ بھی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ وقت کم ہے اور کام زیادہ ہے اور صدر نے اس پر جس اعتماد کا اظہار کیا تھا اس نے خود کو اس اعتماد کا اہل بھی ثابت کرنا تھا۔

''باس۔ یہاں کے زیادہ تر جزیرے آباد ہیں اور بڑے تجارتی مرکز ہیں البتہ کچھ جزیرے ایسے بھی ہیں جو غیر آباد ہیں اور چند جزیروں پر موجود گھنے جنگلات میں خطرناک درندے، سانپ اور جنگلی قبائل وغیرہ موجود ہیں''...... جوزف نے عمران کو رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ سب مقامی میک اپ میں تھے اور ایک چھوٹی سی کوٹھی میں موجود تھے۔ عمران نے ہوٹل میں رہنے کی بجائے پرائیویٹ کوٹھی میں رہنے کو ترجیح دی تھی۔ ہوٹلوں میں انہیں چیک کیا جا سکتا تھا جبکہ پرائیویٹ کوٹھی میں چیک ہونے کے امکانات کم تھے۔ یہ کوٹھی انہوں نے ایک رینٹ آفس کے ذریعے حاصل کی تھی۔

ریڈ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے نکلتے ہوئے عمارت میں موجود تمام افراد ہی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور عمارت کی تلاشی

کے دوران انہیں ریڈ ایجنسی سے متعلق تو فائلیں مل گئیں لیکن سیکرٹ ورلڈ کے بارے میں انہیں کوئی ایک لفظ بھی نہ مل سکا تھا۔

کوٹھی حاصل کرنے اور میک اپ کرنے کے بعد عمران نے جوزف کو جزیروں کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا اور اب جوزف نے واپس آ کر عمران کو رپورٹ پیش کی تھی۔

''یہ جو غیر آباد جزیرے ہیں یا جن جزیروں پر جنگلی قبائل آباد ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ کہیں سیکرٹ ورلڈ جزیرہ ہو سکتا ہے''۔ جولیا نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ تم نے سیکرٹ ورلڈ نامی جزیرے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی''...... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

''باس۔ میں نے بہت کوشش کی ہے اس نام کا جزیرہ یہاں کوئی نہیں ہے''...... جوزف نے عمران سے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس جزیرے کا اصل نام کچھ اور ہو''...... صفدر نے کہا۔

''یقیناً یہی بات ہے ورنہ کسی جزیرے کا عام نام سیکرٹ ورلڈ تو نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر پہلے اس کا اصل نام معلوم کرو اور بعد میں اسے تلاش کرو''...... جولیا نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم ابھی تک منزل کا راستہ بھی تلاش نہیں کر سکے''...... خاور نے کہا۔

''عمران اس دفعہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ابھی تک تم نے اپنا کوئی میجک نہیں دکھایا'' ...... تنویر نے کہا۔

''کوئی لائن آف ایکشن بھی سامنے آئے تو میجک بھی اپنا کام دکھائے'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اسی لمحے عمران کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ عمران نے جیب میں سے سیل فون نکالا۔

''السلام علیکم پرنس۔ خالد چوہدری بول رہا ہوں'' ...... دوسری طرف آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام چوہدری صاحب۔ کیسے مزاج ہیں آپ کے''۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پرنس۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ یہاں قومی امور کا مشیر ہے کرنل براؤن۔ آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر تیس میں رہتا ہے۔ وہ ہماری رہنمائی کر سکتا ہے'' ...... دوسری طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ خالد چوہدری کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ ہم اسے چیک کر لیتے ہیں۔ تھینک یو'' ...... عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

''عمران۔ کچھ ٹپ ملی تو سہی۔ فارن ایجنٹ نے کچھ کام تو کیا ہے'' ...... جولیا نے عمران سے کہا۔ چونکہ عمران نے سیل فون کا سپیکر آن کر دیا تھا اس لئے ان سب نے بھی کال سن لی تھی۔

''آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ مکمل شعر کس طرح سے ہے بھلا''۔ چوہان نے عمران سے پوچھا۔

''شعرو شاعری کو رہنے دو بھائی۔ اپنے مشن پر توجہ دو''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ایک ٹپ تو ہمیں مل گئی ہے۔ آگے بڑھنے میں اس سے کتنی مدد ملے گی'' ...... نعمانی نے پوچھا۔

''کرنل براؤن سے ہمیں کافی مفید باتیں معلوم ہو سکتی ہیں''۔ عمران نے نعمانی سے کہا۔

''کرنل براؤن آفیسر کالونی میں رہتا ہے اور وہاں سیکورٹی کا سخت انتظام ہو گا'' ...... صدیقی نے کہا۔

''کیا ہو گیا ہے صدیقی تمہیں۔ ہم یہاں کرکٹ کا کوئی دوستانہ میچ کھیلنے نہیں آئے۔ ایک مشن پر آئے ہوئے ہیں اور ہر مشن پر ہمیں مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ کوئی انوکھی یا نئی بات تو نہیں ہے'' ...... تنویر نے صدیقی کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

''میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم پہلے سے کوئی پلاننگ کر لیں'' ...... صدیقی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''صدیقی ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ کرنل براؤن کو اغوا کرنے کے لئے ہمیں باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی'' ...... جولیا نے صدیقی کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات دیکھے تو اس نے صدیقی کی حمایت

کرتے ہوئے کہا۔

"صحیح بات ہے۔ ہمیں کوئی اندھا دھند قدم نہیں اٹھانا چاہئے"۔ صفدر نے بھی صدیقی کی تائید کی۔

"تم سوچتے رہو کہ کیا پلاننگ کرنی ہے اس دوران وہ لوگ اپنا منصوبہ مکمل کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہم دشمنوں کو کسی منصوبے میں کامیاب ہونے دیں گے تو وہ کامیاب بھی ہوں گے"...... خاور نے کہا۔

"دشمن تو گویا ہم سے اجازت لے کر منصوبہ بناتے اور اس پر کام کرتے ہیں"...... تنویر نے طنزاً کہا۔

"بھئی یہ بات تو طے ہے کہ ہم نے کرنل براؤن کو یہاں لے کر آنا ہے۔ مگر کیسے، یہ سوچنے کی بات ہے اور اس کا اغوا واقعی اتنا آسان نہیں ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"عمران سے تو پوچھو۔ اس کے ذہن میں تو کوئی آئیڈیا آیا ہو گا"...... جولیا نے ان سے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ اب تک تو آپ کے ذہن میں کوئی آئیڈیا آ ہی گیا ہو گا"...... چوہان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ دوستو۔ تمہیں میرا خیال تو آیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور انکوائری کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس سر۔ ٹیلی فون انکوائری"...... فوراً ہی دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"میں مارگریٹ بول رہی ہوں ہیومن رائٹس کمیشن آفس سے۔ ہمیں کرنل براؤن مشیر قومی امور کے نمبرز چاہئیں"...... عمران نے نسوانی آواز میں کہا۔

"چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے مس"...... آپریٹر نے کہا اور لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"مس۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں"...... چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ نمبرز بتائیں پلیز"...... عمران نے بدستور نسوانی آواز میں کہا تو آپریٹر نے اسے نمبرز بتا دیئے۔

"تھینک یو آپریٹر"...... عمران نے نسوانی آواز میں شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"بس۔ اتنی سی بات ہے اور تم لوگ باتیں بنائے جا رہے ہو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب ہے۔ تمہاری اس کال سے کرنل براؤن خود بخود تمہارے پاس پہنچ جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں لیکن اب ہم بآسانی کرنل براؤن سے مل لیں گے اور اس ملاقات کے بعد طے کر لیں گے کہ اسے کیسے یہاں لانا ہے"۔ عمران نے جولیا سے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے ٹیلی فون آپریٹر سے نسوانی آواز میں بات کی ہے اس کا کوئی خاص مقصد ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ اب جولیا کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس نے کیا کردار ادا کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم میں سے کوئی ممبر آپ کے ساتھ جائے گا"...... صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

"جب تمہاری ڈپٹی چیف میرے ساتھ جا رہی ہے۔ پھر کسی اور کے ساتھ جانے کی بھلا کیا ضرورت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس۔ پی اے ٹو کرنل براؤن اسپیکنگ"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں مارگریٹ بول رہی ہوں۔ ہیومن رائٹس کمیشن آفس سے"...... عمران نے نسوانی آواز میں کہا۔

"جی مس مارگریٹ۔ فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی اتنی خدمت بہت ہو گی کہ آپ فون پر کرنل براؤن سے میری بات کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

"او کے مس۔ آپ چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے"......دوسری طرف سے نہایت ہی نرم لہجے میں کہا گیا۔

"یس۔ کرنل براؤن اسپیکنگ"...... چند لمحوں بعد رسیور پر ایک سخت آواز سنائی دی۔

"کرنل صاحب۔ میں مس مارگریٹ بول رہی ہوں۔ ہیومن رائٹس کمیشن آفس سے"...... عمران نے نسوانی آواز میں کہا۔

"جی مس۔ فرمایئے۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں"۔ عمران کی نسوانی آواز سن کر کرنل براؤن نے بھی میٹھی آواز میں کہا۔

"سر۔ ہمیں آپ کے چند منٹس چاہئیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو"...... عمران نے بدستور نسوانی آواز میں کہا۔

"میں ہوں تو بہت مصروف لیکن آپ کے لئے تو وقت نکالنا پڑے گا۔ آپ آدھے گھنٹے بعد تشریف لے آئیں"...... کرنل براؤن کی نہایت ہی نرم اور میٹھی آواز سنائی دی۔

"تھینک یو سر۔ ہم آدھے گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں"...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور اس کے بعد دوسری طرف سے الوداعی کلمات سن کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"چلو جولیا۔ اس کرنل براؤن سے بھی ملاقات کر لی جائے۔ تم مس مارگریٹ ہو اور میں تمہارا اسسٹنٹ"...... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر اس نے ایک کارڈ بھی جیب سے نکال کر جولیا کی طرف بڑھایا۔ جولیا نے کارڈ پر نظر دوڑائی۔ کارڈ پر مس مارگریٹ اور اس کا عہدہ لکھا ہوا تھا جبکہ ہیومن رائٹس کمیشن کی سٹیمپ بھی لگی ہوئی تھی۔

''عمران صاحب کی جادوگری شروع ہو گئی ہے نا''...... نعمانی نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں بھئی ہاں۔ میں مانتا ہوں یہ بہت بڑا جادوگر ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خاک جادوگر ہوں۔ آج تک میرا جادو جولیا پر تو چل نہیں سکا''...... عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اپنی باتوں میں مجھے مت گھسیٹا کرو۔ اب اٹھو اور چلو''۔ جولیا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

حکم حاکماں، مرگ مفاجات۔ کیوں میاں صفدر سعید جنگ یار خان''...... عمران نے صفدر سے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اپنے او مس جولیا کے معاملے میں مجھے مت گھسیٹا کریں عمران صاحب''...... صفدر نے مسکین سے لہجے میں کہا۔ صفدر کی بات اور انداز پر سب ہی ہنس پڑے جبکہ جولیا نے مصنوعی خفگی سے اس کی طرف دیکھا۔

''سوری مس جولیا''...... صفدر نے جولیا سے معذرت کرتے ہوئے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑا۔

تقریباً پچیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ گرین ایریا میں پہنچ گئے۔ زیادہ تر سرکاری دفاتر اس ایریئے میں تھے۔ عمران نے جوہنا ہیگن کا تفصیلی نقشہ دیکھا تھا اور ویسے بھی وہ غیر سرکاری طور پر دوبار

جوہنا ہیگن آ چکا تھا اس لئے وہ یہاں کے زیادہ تر راستوں سے واقف تھا۔ گرین ایریا میں داخل ہونے کے بعد انہیں کرنل براؤن کا آفس تلاش کرنے اور وہاں تک پہنچنے میں مزید چار منٹ لگ گئے۔ کرنل براؤن کے دیئے گئے وقت میں ابھی ایک منٹ باقی تھا کہ وہ اس کی پی اے کے سامنے پہنچ گئے۔

''میرا نام مارگریٹ ہے اور میری کرنل براؤن سے ملاقات طے ہے''...... جولیا نے پی اے سے کہا۔

''او کے مس۔ ایک منٹ انتظار کیجئے''...... پی اے نے کہا اور پھر اس نے وزیٹر لسٹ دیکھی۔ وزیٹر لسٹ دیکھنے کے بعد اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کئے۔

''سر۔ مس مارگریٹ آئی ہیں۔ جی۔ ان کے ساتھ اس کے ایک ساتھی بھی ہیں۔ اوکے سر''...... پی اے نے فون پر باتیں کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹر کام کا رسیور رکھ دیا اور جولیا کی طرف دیکھا۔

''مس۔ آپ سر سے مل سکتی ہیں جبکہ آپ کے ساتھی یہیں تشریف رکھیں گے''...... پی اے نے جولیا سے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... جولیا نے کہا پھر وہ اس دروازے کی طرف بڑھ گئی جس پر کرنل براؤن کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی جبکہ عمران وہیں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مے آئی کم اِن سر"...... جولیا نے کرنل براؤن کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیس مس"...... کرنل براؤن نے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جولیا کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو۔ مس مارگریٹ"...... کرنل براؤن نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ جولیا مردوں سے ہاتھ ملاتی تو نہیں تھی لیکن اس وقت اس کی مجبوری تھی۔ وہ ڈیوٹی پر تھی اور کرنل براؤن سے ہاتھ ملانا پروفیشنل مجبوری تھی اس لئے اس نے بھی کرنل براؤن کی طرف ہاتھ بڑھایا اور چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔ جولیا کو دیکھ کر کرنل براؤن کی آنکھوں میں ایک خاص چمک پیدا ہو گئی تھی۔ جس سے جولیا سمجھ گئی تھی کہ کرنل براؤن کا شکار آسان رہے گا۔

"پلیز سٹ ڈاؤن مس مارگریٹ"......کرنل براؤن نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"...... جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں آپ کے لئے بہترین شراب منگواتا ہوں"...... کرنل براؤن نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا۔

"سر۔ میں شراب صرف اس وقت پیتی ہوں جب میں لائف کو انجوائے کر رہی ہوتی ہوں"...... جولیا نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے میں آپ کے لئے لائم جوس منگواتا ہوں"۔

کرنل براؤن نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر پی اے کو لائم جوس بھیجنے کا حکم دیا۔

"سر۔ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے مجھے وقت دیا"...... جولیا نے احسان مندانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نو، نو مس مارگریٹ۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسی حسین، سمارٹ اور دلکش لڑکی سے ملاقات ہو رہی ہے۔ میں نے آپ جیسا حسین سراپا پہلے کبھی بھی نہیں دیکھا"...... کرنل براؤن نے کہا۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور ایک لڑکی ٹرے میں لائم جوس کے دو گلاس اٹھائے اندر آ گئی۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں ایک گلاس کرنل براؤن کے سامنے اور دوسرا گلاس جولیا کے سامنے رکھا اور پھر خاموشی کے ساتھ واپس چلی گئی۔ جولیا نے گلاس اٹھایا اور لائم جوس سپ کرنے لگی۔

"جی مس مارگریٹ۔ اب بتایئے کہ آپ کس سلسلے میں مجھ سے ملنے آئی ہیں"...... کرنل براؤن نے جولیا سے پوچھا۔

"سر۔ میں نے چند اولڈ ہاؤس کا وزٹ کیا ہے اور میں وہاں کے انتظامات سے مطمئن نہیں ہوں۔ سر۔ کل کو مجھے بھی انہی اولڈ ہاؤس میں جانا ہے اور شاید آپ کو بھی، تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم وہاں کے سسٹم کو بہتر سے بہتر بنائیں"...... جولیا نے کرنل براؤن سے کہا اور یہ کہانی عمران اور جولیا نے راستے میں ہی سوچ لی تھی۔

"گورنمنٹ تو کوشش کرتی ہے کہ اولڈ ہاؤس کا سسٹم بہترین

رہے۔ پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ ٹھیک ہے میں خود اولڈ ہاؤسز کا وزٹ کروں گا اور جہاں جہاں مجھے کوئی کمی نظر آئی میں وہاں کے انچارج کی بھی جواب طلبی کروں گا اور اس اولڈ ہاؤس کے فنڈ میں بھی اضافہ کروں گا''...... کرنل براؤن نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ میں نے سنا تھا کہ آپ بہت مہربان انسان ہیں۔ آپ سے مل کر محسوس ہوا کہ جتنا آپ کے بارے میں سنا تھا آپ اس سے بڑھ کر ہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فلاحی مراکز کے بارے میں سوچنا اور ان کی بہتری کے کام کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ مس مارگریٹ''...... کرنل براؤن نے کہا۔

''او کے سر۔ اب مجھے اجازت دیجئے''...... جولیا نے کرنل براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مس مارگریٹ۔ آپ کو دیکھ کر ایک خواہش نے دل میں جنم لیا ہے''...... کرنل براؤن نے جولیا سے کہا۔

''یس سر۔ فرمائیے۔ آپ کی خواہش کا احترام کرنا تو میری خوش قسمتی ہو گی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس مارگریٹ۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر شراب کے ایک دو جام پیوں اور لائف انجوائے کروں۔ کیا کسی شب آپ مجھے اپنا پارٹنر بنائیں گی''...... کرنل براؤن نے جولیا سے کہا۔

وہ چونکہ ایک آزاد خیال معاشرے کا فرد تھا اس لئے اس نے

بغیر کسی جھجک کے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا تھا۔

''سر۔ آپ تو اتنے ہینڈسم ہیں کہ آپ کو پارٹنر بنا کر مجھے خوشی ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''پھر کب کا پروگرام بنایا جائے''...... کرنل براؤن نے بے چین لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

''سر۔ مجھے ہوٹلز وغیرہ تو پسند نہیں ہیں۔ وہاں مکمل یکسوئی نہیں ہوتی۔ آپ اجازت دیں تو میں آج ہی رات آپ کے گھر آ جاتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میرا گھر ٹھیک رہے گا۔ میری وائف بھی آج کل دوسرے شہر گئی ہوئی ہے۔ ٹھیک ہے میں آپ کو پاس بنا دیتا ہوں آپ نہایت آسانی سے میرے گھر آ سکیں گی''...... کرنل براؤن نے کہا اور پھر اس نے اپنی ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کارڈ نکالا اور اس پر اندراج کر کے کارڈ جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''تھینک یو سر۔ شراب میں میرا پسندیدہ برانڈ گولڈن ٹائیگر ہے''...... جولیا نے کارڈ لیتے ہوئے دنیا کی مہنگی ترین شراب کا نام لیا۔

''نو پرابلم۔ گولڈن ٹائیگر میری بھی پسندیدہ شراب ہے اور میرے پاس گولڈن ٹائیگر کی جو بوتلیں ہیں وہ پچاس سال پرانی ہیں''...... کرنل براؤن نے کہا تو جولیا نے چہرے پر خوشی کے تاثرات پیدا کر لئے۔

"او کے سر۔ آج رات ہماری ملاقات ہو رہی ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔ انداز ایسا تھا کہ وہ خوشی اور جلدی میں ہاتھ ملانا بھول گئی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد ہی ان کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی اور وہ عمران کو اپنی ملاقات کا حال سنا رہی تھی۔

"جولیا۔ فلاسفر سچ ہی کہہ گئے ہیں"...... جولیا سے حال سننے کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فلاسفروں کی اکثر باتیں سچ ہی ہوتی ہیں، تمہارا اشارہ کس بات کی طرف ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہی کہ خوبصورت عورت کو دیکھ کر مرد کی مت ماری جاتی ہے"...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"مت کسے کہتے ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"عقل کو کہتے ہیں۔ ذہین سے ذہین مرد کی عقل بھی خوبصورت عورت کے سامنے کہیں گھاس کھانے چلی جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آ گئی اور اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

"خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر تمہاری مت کیوں نہیں ماری جاتی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری مت بھی شاید ماری جائے لیکن اماں بی کی جوتیوں کا خوف اسے زندہ کئے رکھتا ہے"...... عمران نے مسکین سی صورت بنا

کر کہا تو جولیا زور زور سے ہنسنے لگی اور کافی دیر تک ہنستی رہی۔

"کاش دنیا کے سارے مردوں کی اماں بی میری اماں بی جیسی ہو جائیں"...... عمران نے دعائیہ انداز میں کہا۔

"نہیں۔ عمران تم غلط کہہ رہے ہو۔ صحیح فقرہ یہ ہے کہ کاش دنیا کے سارے بیٹے تم جیسے ہو جائیں"...... جولیا نے محبت اور عقیدت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا تو عمران سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"دنیا کی ساری مائیں اماں بی جیسی کیوں نہ ہو جائیں"۔ عمران نے جولیا سے پوچھا۔

"بے وقوف لڑکے۔ دنیا کی ساری مائیں ایک جیسی ہی ہوتی ہیں۔ شفیق، نرم دل اور گھنے درخت کی ٹھنڈی چھاؤں جیسی۔ ساری مائیں اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ ہر ماں چاہتی ہے کہ اس کی اولاد نیک ہو اور کسی اچھے مقام پر فائز ہو۔ آگے اولاد کی اپنی اپنی قسمت ہوتی ہے۔ کوئی تم جیسا بن جاتا ہے اور کوئی وحشی جٹ اور بناری ٹھگ وغیرہ وغیرہ"...... جولیا نے فلاسفروں جیسے انداز میں کہا۔

"آج تو تم بڑی بڑی باتیں کر رہی ہوں جولیا۔ خیر تو ہے نا"...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں عمران۔ اماں بی کے ذکر سے مجھے بھی اپنی ماں یاد آ گئی ہے، مشن کے اختتام پر تم واپس چلے جانا۔ میں سوئٹزر لینڈ جاؤں

گی۔ اپنی ماں باپ کی قبر پر حاضری دوں گی اور پھر واپس پاکیشیا آؤں گی''...... جولیا نے اداس لہجے میں کہا۔ جولیا کو اداس دیکھ کر عمران بھی اداس ہو گیا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے ماں باپ کی قبروں پر چلوں گا جولیا''...... عمران نے اس سے کہا۔

''تھینک یو عمران''...... جولیا نے اداس انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کی آنکھیں خوف سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ عمران نے بھی کار کو ایمرجنسی بریک لگائیں اور اس کے چہرے پر بھی پتھروں جیسی سختی آ گئی۔ ان دونوں کی آنکھوں نے ایک خوفناک منظر دیکھ لیا تھا۔ وہ جس کوٹھی میں رہائش پذیر تھے اس کوٹھی سے دھوئیں کے گہرے بادل اٹھ رہے تھے اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے جبکہ وقفے وقفے سے ہلکے ہلکے دھماکے بھی ہو رہے تھے۔ عمران سمجھ چکا تھا کہ اس کوٹھی پر آگ لگانے والے بموں کی بارش کی گئی ہے اور جس طرح سے آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے اس سے لگ رہا تھا کہ اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچا ہو گا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز نمبر 23B

سیکرٹ ورلڈ

حصہ دوم

ارشادالعصر جعفری

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات او
پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی
کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشر
مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

مصنف ---- ارشادالعصر جعفری
ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
طابع ---- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



''سر۔ یہ ہے ناتک جزیرہ جسے ہم نے سیکرٹ ورلڈ کا نام دیا ہوا
ہے''..... ریڈ ماسٹر نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ وہ
س وقت صدر ڈان مارک کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ریڈ
نسی کا مکمل کنٹرول سنبھال لیا تھا اور جیکی وائٹ کو سیکنڈ چیف مقرر
یا تھا۔ جیکی وائٹ ملٹری انٹیلی جنس میں بھی اس کا اسسٹنٹ تھا۔
جیکی وائٹ کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا اور جیکی
ئٹ بھی اس کے مزاج سے آشنا تھا۔ مارک بوچ جو اب ریڈ ماسٹر
ن چکا تھا جیکی وائٹ کو بہت پسند کرتا تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ
کی وائٹ کو بھی ریڈ ایجنسی میں لے آیا تھا۔
اس نے تین گھنٹوں سے پہلے پہلے ریڈ ایجنسی کا مکمل کنٹرول
نبھال لیا تھا اور اس کے تمام معاملات کو بھی دیکھ لیا تھا۔

پریذیڈنٹ آفس سے سیکرٹ ورلڈ جزیرے کی سیلڈ فائل اسے پہنچائی گئی تھی۔ اس نے اس فائل کا مطالعہ بھی کر لیا تھا اور اب وہ صدر ڈان مارک کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"اس جزیرے کے تین اطراف میں بیس، بیس کلو میٹر دور تک جو جزائر ہیں وہ انتہائی خطرناک درندوں، وحشی جنگلی قبائل اور خوفناک دلدلوں پر مشتمل ہیں۔ جنگلی قبائل پر گورنمنٹ آف ڈان مارک نے کبھی کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی ارادہ ہے تاکہ نیچرل لائف متاثر نہ ہو۔ چوتھی طرف جو کہ مغربی سمت ہے۔ جدید آباد جزیرہ کوچک ہے اس کوچک کے بعد پہاڑی سلسلہ ہے جو کہ کافی طویل ہے اور اس کے بعد جزیرہ ناتک کا علاقہ شروع ہوتا ہے"...... ریڈ ماسٹر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ نقشے پر انگلی بھی رکھ رہا تھا۔

"سر۔ آپ نے بھی بتایا تھا کہ سیکرٹ ورلڈ شروع ہونے سے پانچ کلو میٹر پہلے زمین سے آسمان کی طرف مخصوص ریز پھیلائی گئی ہیں جن کی اونچائی نصف کلو میٹر ہے۔ ان ریز کی وجہ سے کئی جنگلی جل کر ہلاک ہو چکے ہیں اور اب وہ اس ایریئے کی طرف نہیں جاتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس ایریئے میں جانے سے دیوتا کا قہر نازل ہوتا ہے۔ جنگلی قبائل کی وجہ سے سیکرٹ ورلڈ تین اطراف سے سیلڈ ہے۔ کوئی بھی اجنبی ان قبائل کو عبور کر کے ناتک جزیرے تک نہیں پہنچ سکتا اور مخصوص ریز کی وجہ سے ناتک جزیرہ چاروں

اطراف سے سیلڈ اور سیف ہو جاتا ہے اس کے علاوہ سیکرٹ ورلڈ، انتہائی سیکرٹ جزیرہ ہے پاکیشیائی ایجنٹ اس کے بارے میں نہیں جان سکتے اس کے باوجود بھی ہم فرض کر لیتے ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ سیکرٹ ورلڈ کے بارے میں جان لیتے ہیں تو وہ کوچک جزیرے کے راستے سیکرٹ ورلڈ کی طرف بڑھنے کی کوشش کریں گے"...... ریڈ ماسٹر کافی طویل گفتگو کرنے کے بعد خاموش ہوا تو صدر ڈان مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں دشمن ایجنٹوں کے لئے ایک ہی راستہ بچتا ہے"...... صدر نے کہا۔

"ریڈ ایجنسی کوچک جزیرہ کو اس طرح اپنی نظروں میں رکھے گی کہ ایک کیڑا بھی اس کی نظروں سے بچ کر اس جزیرے میں نہیں رہ سکے گا۔ اس کے بعد پہاڑوں پر بھی ریڈ ایجنسی کے پوائنٹ ہوں گے۔ بائی چانس اگر کوئی کوچک جزیرے سے بچ کر آگے بڑھ آتا ہے تو پہاڑوں پر موجود ریڈ ایجنسی کے اہلکار اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی بچتا ہے اور مخصوص ریز بھی کراس کر جاتا ہے تو ریڈ ایجنسی ریز ایریا کے دوسری طرف کیمپ لگائے گی اور ان کیمپوں کی نگرانی میں خود کروں گا اور جب تک ہمارا پراجیکٹ مکمل نہیں ہو جاتا اس وقت تک میں اسی ایریئے میں رہوں گا"...... ریڈ ماسٹر نے ایک بار پھر طویل گفتگو کی اور پھر خاموش ہو گیا۔

"مجھے یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ جتنے بھی ذہین، چالاک اور خطرناک ہوں، ان انتظامات میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے"...... صدر ڈان مارک نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سر۔ کہتے ہیں جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اب مشہور زمانہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت آئی ہے تو اس نے ڈان مارک کا رخ کیا ہے"...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بالکل۔ ایسا ہی ہو گا۔ اب آپ جائیں اور ان انتظامات کو حتمی شکل دیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہیں جوپن میگن میں تلاش کر کے ختم کرنے کی کوشش کریں"...... صدر ڈان مارک نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

"لیس سر۔ میں نے اپنی ایجنسی کے ذمے لگایا ہوا ہے، جیسے ہی ان کا کوئی سراغ ملتا ہے میں ان پر آگ بن کر برسوں گا اور انہیں بھسم کر کے رکھ دوں گا"...... ریڈ ماسٹر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک"...... صدر نے کہا تو ریڈ ماسٹر کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا اور صدارتی آفس سے باہر نکل آیا۔ صدر نے اس کے انتظامات پر اطمینان کا اظہار کیا تھا یہ اس کے لئے خوشی کی بات تھی۔ وہ اپنی گاڑی میں سوار ہوا اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ ریڈ ہاؤس پہنچ گیا۔ وہ

اپنی کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ انٹرکام کی بیل بج اٹھی۔

"لیس"...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"سر۔ جیکی وائٹ آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے اس کی پی اے نے کہا۔

"او کے۔ بھیج دو اسے"...... ریڈ ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور اس کا اسسٹنٹ جیکی وائٹ اندر آ گیا۔

"بیٹھو"...... ریڈ ماسٹر نے جیکی وائٹ سے کہا تو وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کا کوئی سراغ ملا۔ صدر صاحب بھی پوچھ رہے تھے"...... ریڈ ماسٹر نے جیکی وائٹ سے کہا۔

"سر۔ ایک عام سی بات ہے۔ میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا"...... جیکی وائٹ نے کہا۔

"کسی بھی بات کو معمولی نہ سمجھو۔ بتاؤ کیا بات ہے"...... ریڈ ماسٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر۔ میگن رینٹ آفس میں میرا ایک دوست ہے۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں دو آدمی آئے۔ ایک تو مقامی تھا اور دوسرا افریقی حبشی لگ رہا تھا۔ مقامی آدمی نے ایک کوٹھی رینٹ پر لی اور پھر وہ دونوں چلے گئے۔ مقامی آدمی نے ایک بار افریقی حبشی

کا نام جوزف لیا تھا اور آپ نے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے گروپ میں ایک سوئس لڑکی جولیا اور ایک افریقی حبشی جوزف بھی ہے اس لئے میں ان دونوں افراد کا ذکر آپ سے کر رہا ہوں''۔ جیکی وائٹ نے کہا۔

''اوہ۔ جیکی وائٹ، یہ یقیناً وہی لوگ ہیں۔ یہ میک اپ کے ماہر لوگ مانے جاتے ہیں اس لئے مقامی میک اپ میں آ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تم نے معلوم کیا ہے کہ ان لوگوں نے کس کالونی میں کس نمبر کی کوٹھی رینٹ پر حاصل کی ہے''...... ریڈ ماسٹر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں نے وہ ایڈریس نوٹ کر لیا تھا''...... جیکی وائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ویری گڈ جیکی وائٹ۔ میں اس لئے تمہیں پسند کرتا ہوں کہ تم بہت سے کام ایڈوانس کر لیتے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ یہ تو میری فیلڈ کا تقاضہ ہے''...... جیکی وائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم اس کوٹھی پر اٹیک کی تیاری کرو۔ ہم نے اس کوٹھی پر بے ہوش اور آگ لگا دینے والے بموں کی بارش کر دینی ہے۔ چاروں طرف سے اس کوٹھی پر بم برسانے ہیں۔ جو کچھ بھی اس کوٹھی میں ہو وہ سب پگھل جائے۔ اتنے بم برسانے ہیں ہم نے''...... ریڈ ماسٹر نے جیکی وائٹ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... جیکی وائٹ نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ہی اس کی واپسی ہوئی۔ ریڈ ماسٹر نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''تمام تیاری مکمل ہو گئی ہے باس''...... جیکی وائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''تم چلو اور اس کوٹھی کو گھیرے میں لے لو۔ میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔ جیکی وائٹ ریڈ ماسٹر کا حکم سن کر الٹے قدموں واپس لوٹ گیا۔ جبکہ ریڈ ماسٹر نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پریذیڈنٹ آفس کے نمبرز ڈائل کرنے لگا۔

''یس۔ پریذیڈنٹ آف ڈان مارک آفس''...... رابطہ ملنے پر صدر کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''میں ریڈ ماسٹر بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کرنی ہے''...... ریڈ ماسٹر نے بارعب لہجے میں کہا۔

''چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس۔ پریذیڈنٹ آف ڈان مارک اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد صدر کی باوقار آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں ریڈ ماسٹر بول رہا ہوں۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے اور اب میں اپنی فورس کے ساتھ اس کے خاتمے کے لئے جا رہا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں صدر سے

کہا۔

''آپریشن مکمل کر کے آپ نے مجھے اطلاع دینی ہے۔ پہلے کس لئے فون کیا ہے''...... صدر نے خشک لہجے میں کہا اور رابطہ کٹ گیا۔ ریڈ ماسٹر کو بھی فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اسے واقعی آپریشن مکمل ہونے کے بعد صدر کو رپورٹ دینی چاہئے تھی لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ ملنے کی خوشی میں وہ یہ بات فراموش کر بیٹھا تھا۔ اب صدر سے ڈانٹ پڑنے کے بعد وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہا تھا۔ پھر وہ اپنی سیٹ سے اٹھا اور اپنی مخصوص کار میں سوار ہو کر آپریشن پوائنٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایڈریس اسے جیکی وائٹ نے بتا ہی دیا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس کی کار ایک جگہ رکی۔ جیکی وائٹ اس کے قریب آ گیا۔

''سر۔ ہم نے کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے''...... جیکی وائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوئی آدمی کوٹھی سے باہر تو نہیں نکلا''...... ریڈ ماسٹر نے مطلوبہ کوٹھی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ اس وقت سب اندر ہیں۔ دو تین منٹ پہلے افریقی حبشی باہر آیا تھا۔ اِدھر اُدھر گھوم کر وہ واپس اندر چلا گیا''...... جیکی وائٹ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اڑا دو اس کوٹھی کو۔ آگ لگانے والے اتنے بم برسا

دو کہ اسٹیل تک پگھل جائے اور ہاں اس سے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم بھی برساؤ تاکہ اندر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں اور پھر اس بے ہوشی کی حالت میں جل کر کوئلہ ہو جائیں۔ جاؤ جلدی کرو''...... ریڈ ماسٹر نے سفاکانہ لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا تو جیکی وائٹ تیزی سے ایک طرف بڑھ گیا اور پھر تقریباً نصف منٹ بعد ہی ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دیں۔ پانچ چھ بار یہ آوازیں پیدا ہوئیں اور پھر یکدم ہی کان پھاڑ دینے والے دھماکے شروع ہو گئے۔ مسلسل اور تیز دھماکوں سے سارا علاقہ لرزا اٹھا جبکہ جس کوٹھی میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے اس کوٹھی کو دھویں اور آگ کے شعلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک بمباری ہوتی رہی۔ عمارت کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ اور وہاں اس قدر شدید آگ لگی ہوئی تھی کہ اس آگ میں فولاد تک پگھل چکا تھا۔ کوٹھی کی تباہی اور وہاں موجود آگ کو دیکھ کر ریڈ ماسٹر نے اطمینان کے انداز میں سر ہلایا۔ پھر اس نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اب وہ آفس پہنچ کر صدر کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنانا چاہتا تھا۔

''تنویر۔ اس دفعہ عمران صاحب کے ساتھ تمہاری کوئی نوک جھونک نہیں چل رہی''...... عمران اور جولیا کے باہر چلے جانے کے بعد صدیقی نے تنویر سے کہا تو تنویر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران اب بوڑھا ہو گیا ہے اس لئے اس کے ذہن نے کام کرنا کم کر دیا ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر صاحب۔ باس آپ سے دو سال چھوٹا ہے''...... جوزف سے عمران کا گلہ برداشت نہ ہوا تو اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تمہیں کیسے پتا ہے کہ عمران صاحب تنویر سے دو سال چھوٹے ہیں''...... نعمانی نے حیرت سے پوچھا۔

''میں نے تنویر صاحب اور باس کا آئی ڈی کارڈ دیکھا ہوا ہے''...... جوزف نے سادہ لہجے میں کہا۔

''کیوں تنویر۔ جوزف سچ کہہ رہا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔

''ہمارے ہاں پیپرز میں صحیح ڈیٹ آف برتھ کہاں لکھی جاتی ہے''...... تنویر نے شرمندہ سے انداز میں کہا اور اس کے اس انداز کو دیکھتے ہوئے سب کے قہقہے بلند ہوئے اور تنویر مزید شرمندہ ہو گیا۔

''عمران صاحب کا تو جواب ہی نہیں لیکن سلیمان اور جوزف بھی لاجواب ہیں''...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تمہیں ہی ان مسخروں کی باتوں پر ہنسی آتی ہے۔ مجھے تو کبھی نہیں آئی''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مسکراہٹ بھی ایک انمول تحفہ ہے تنویر۔ تم بھی اسے اپنے ہونٹوں پر سجایا کرو''...... چوہان نے تنویر سے کہا۔

''مجھے بھی معلوم ہے اور میں اچھے مزاح کو انجوائے بھی کرتا ہوں لیکن پھکڑ پن پر ہا ہا، ہی ہی نہیں کرتا''...... تنویر نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم پھکڑ پن پر بھی قہقہے لگاتے ہیں''۔ صدیقی نے تنویر سے کہا۔

''میں کہنا نہیں چاہتا بلکہ کہہ چکا ہوں''...... اس مرتبہ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس اسی طرح مسکراتے رہا کرو۔ مسکراتے ہوئے تم بہت اچھے لگتے ہو''...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''صفدر صاحب۔ مجھے کچھ گھٹن سی ہو رہی ہے۔ میں باہر کا ایک چکر نہ لگا لوں''...... جوزف نے صفدر سے اجازت طلب لہجے میں کہا۔

''اس ٹھنڈے ملک میں اور گھٹن۔ بڑی عجیب سی بات ہے''۔ تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں جوزف۔ اگر تمہیں گھٹن محسوس ہو رہی ہے تو تم باہر چکر لگا لو''...... صفدر نے جوزف سے کہا۔

''تھینک یو صفدر صاحب''...... جوزف نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا چونکہ عمران اور جولیا کے بعد صفدر ہی ان میں سنیئر تھا اس لئے جوزف نے اس سے اجازت طلب کی تھی۔

''جوزف کی گھٹن، بے چینی اور بے تابی بلا وجہ نہیں ہوتی تنویر۔ اس بات کا مشاہدہ ہم درجنوں بار کر چکے ہیں''...... جب جوزف باہر جا چکا تو صفدر نے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے کہا۔

''اب کیا وجہ ہو سکتی ہے''...... تنویر نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دعا کرو کہ کوئی وجہ نہ ہو''...... صفدر نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا تو کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر اس خاموشی کو جوزف کی آمد نے ہی توڑا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ سب ہی چونک پڑے۔

''کیا ہوا جوزف۔ تم پریشان لگ رہے ہو''...... صفدر نے بے

چین ہوتے ہوئے پوچھا۔

''صفدر صاحب۔ جوزف افریقہ کا پرنس ہے۔ اس نے پریشان ہونا سیکھا ہی نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''او کے۔ او کے۔ تم پریشان نہیں ہو لیکن کوئی اہم بات ضرور ہے''...... صفدر نے اس سے کہا۔

''صفدر صاحب۔ ہماری کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے''...... جوزف نے کہا تو وہ سب ہی اچھل پڑے۔ فوراً ہی تنویر اور خاور اٹھ کر باہر چلے گئے اور پھر ایک ڈیڑھ منٹ بعد ہی ان کی واپسی ہوئی۔ جوزف کی طرح ان کے چہروں پر بھی جوش کے تاثرات تھے۔

''جلدی سے سامان اٹھا لو اور کوٹھی کی چھت کے ذریعے نکل چلو۔ اتفاق ہے کہ دو تین کوٹھیوں کی چھتیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ ہمیں کچھ آسانی ہو جائے گی''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے تنویر کے کہنے پر عمل کیا۔ وہ چھپتے چھپاتے اور جھکے ہوئے انداز میں کوٹھی کی چھت پر پہنچے اس کوٹھی سے دوسری کوٹھی کی چھت ملی ہوئی تھی وہ اس کوٹھی پر پہنچ گئے اور وہاں سے وہ گلی میں کود گئے۔ گلی میں انہیں کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا۔ وہ گلی میں آگے بڑھتے گئے۔ تقریباً آٹھ دس کوٹھیاں گزرنے کے بعد انہیں ایک کوٹھی کے گیٹ پر فار رینٹ لکھا ہوا نظر آیا۔ کوٹھی کے گیٹ پر بڑا سا تالا بھی لگا ہوا تھا۔ انہوں نے۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ فوری طور پر

ان کے لئے یہ محفوظ ٹھکانہ تھا۔ انہوں نے پھر گلی میں آگے پیچھے دیکھا اور پھر ایک منٹ سے بھی کم عرصے میں وہ کوٹھی کے اندر پہنچ چکے تھے۔ کوٹھی کی اندرونی حالت بتا رہی تھی کہ وہ بہت عرصے سے خالی پڑی ہوئی ہے۔

''میرا خیال ہے کہ ہم اس کوٹھی کی چھت سے اس کوٹھی کا جائزہ لے سکتے ہیں اور وہاں ہونے والی کارروائی کو بھی دیکھ سکتے ہیں''۔ چوہان نے کہا تو ان سب نے ہی اثبات کے انداز میں سر ہلائے اور پھر ان کے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں وہ چھت پر پہنچ چکے تھے۔ وہ چھت پر دبک کر بیٹھ گئے۔ انہیں یہاں سے اپنی چھوڑی ہوئی کوٹھی صاف نظر آ رہی تھی۔ انہیں وہاں بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ انہیں خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور ساتھ ہی انہیں وہ کوٹھی آگ کے دریا میں ڈوبی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ تقریباً پندرہ منٹ تک یہ دھماکے جاری رہے اور اس دوران وہ کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی دھماکے بند ہونے کے بعد بھی دھواں اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بار پھر بچا لیا''...... کافی دیر بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

''واقعی۔ اللہ کا ہم پر کرم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جوزف کو لاجواب چھٹی حس سے نوازا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے جوزف کو بروقت خطرہ بھانپنے کی صلاحیت دی ہے۔ جوزف کو یہ صلاحیت دے کر اللہ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ہمیں جوزف کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''میں نے کیا کیا ہے خاور صاحب۔ جو آپ میرا شکریہ ادا کریں گے۔ گاڈ نے میری اور آپ کی جان بچانی تھی سو بچا لی۔ بس آپ گاڈ کا ہی شکریہ ادا کریں''...... جوزف نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں عمران صاحب کو تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اگر وہ اس کوٹھی تک پہنچ گئے تو دونوں بے حد پریشان ہوں گے''...... کافی دیر بعد خاور کو عمران اور جولیا کا خیال آیا۔

''ہاں واقعی۔ عمران صاحب اور مس جولیا پریشان ہوں گے''۔ صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون جیب سے نکالا۔ ابھی وہ عمران کے نمبرز پریس کرنے ہی لگا تھا کہ اس کے سیل فون پر بیل آنے لگی۔ اس نے نمبرز دیکھے۔ عمران کے نمبرز فلیش ہو رہے تھے۔ صفدر نے کال رسیو کا بٹن پریس کرنے کے بعد اسپیکر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ہیلو صفدر۔ کہاں پہنچ گئے ہو تم''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''جہنم میں عمران صاحب''...... صفدر نے ازراہ مذاق کہا۔

''اچھا میں نے بھی یہی کنفرم کرنے کے لئے فون کیا تھا کہ کہیں تم جیسا آدمی جنت میں تو نہیں پہنچ گیا''...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو صفدر لاجواب ہو گیا۔ باتوں میں وہ بھلا عمران سے کہاں جیت سکتا تھا۔ پھر اچانک ہی اسے بھی ایک بات سوجھ گئی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''جہاں ہم ہیں وہاں آپ بھی تشریف لے آئیں کہ ہمہ یاراں دوزخ اور ہمہ یاراں جنت''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ دوزخ کے جس محلے میں تم نے الاٹمنٹ کرائی ہے مجھے اس کا پتہ بتا دو۔ میں بس تمہاری خیر خیریت دریافت کرنے کے لئے آ جاتا ہوں البتہ داروغہ جہنم کو سفارش کر دوں گا کہ وہ تمہیں اچھے گرز مارے''...... عمران کی آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر موجود مسکراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''یہ سفارش بھلا آپ کس لئے کریں گے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''تم نے اب تک نکاح کا خطبہ جو یاد نہیں کیا''...... عمران نے کہا تو صفدر زور سے ہنس پڑا۔

''اب مجھے فوراً ہی نکاح کا خطبہ یاد کرنا پڑے گا۔ آپ فی الحال اس ایڈریس پر آ جائیں''...... صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس کوٹھی کی لوکیشن بتا دی جس میں وہ اس

وقت موجود تھے۔

''تم کوٹھی کا گیٹ کھولو۔ ہم آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

''تنویر۔ گیٹ کا تالا کھولنے کا کام تم کرو گے''...... صفدر نے تنویر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے نیچے چلا گیا۔

''آؤ۔ ہم بھی اب نیچے ہی چلیں''...... صفدر نے باقی ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ نیچے آ گئے۔ اسی دوران عمران اور جولیا کی کار بھی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ تنویر نے گیٹ کو پھر باہر سے تالا لگا دیا۔ عمران نے جوزف کو گیٹ کے قریب ہی بیٹھنے کی ہدایت کی اور پھر وہ ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہ کمرہ بھی لاکڈ تھا لیکن کسی بھی قسم کا لاک کھولنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

''جس انداز میں وہ کوٹھی آگ کے دریا میں ڈوب کر تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ تمہارا زندہ نظر آنا معجزہ ہی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا اور جوزف کی چھٹی حس نے کام کر دکھایا''...... صفدر نے عمران سے کہا۔ پھر اس نے عمران کو تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

''ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے جوزف کو کئی خوبیوں سے نوازا ہوا ہے''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے آپ جوانا کو ساتھ نہیں لاتے اور جوزف کو ایسے
مشنز پر ضرور ساتھ لاتے ہیں''...... خاور نے کہا۔
''کیسے مشنز پر''...... عمران نے خاور سے پوچھا۔
''خاص طور پر وہ مشنز جو کسی جنگل یا جزیرے پر مکمل کرنے
ہوں''...... خاور نے عمران سے کہا۔
''ہاں۔ ایسے مشنز پر ٹائیگر اور جوانا کو ساتھ لانا ضروری نہیں ہو
گا۔ میں انہیں ساتھ لاؤں تو اپنی جیب سے خرچہ کرنا پڑے
کیونکہ تمہارے چیف نے ان دونوں کا ٹی اے ڈی اے دینے
سے صاف انکار کیا ہوا ہے البتہ جوزف کی خوبیوں سے وہ بھی آگاہ
ہے اس لئے جوزف کا خرچہ پانی وہ دے دیتا ہے''...... عمران نے
کہا۔
''تمہیں تو چیف کی برائیاں ہی کرنا آتی ہیں اور بس''...... تنویر
نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''تم اپنے چیف کی اچھائیاں گنواؤ میں اس کی برائیاں گنواتا
ہوں۔ دیکھتے ہیں جیت کس کی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔
''ہمارے چیف میں کوئی برائی نہیں ہے اس میں اچھائیاں ہی
اچھائیاں ہیں اور ویسے بھی کسی کی برائیاں گننا بری بات ہے''۔ اس
مرتبہ جولیا نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔
''عمران صاحب۔ آپ اور مس جولیا جس مقصد کے لئے گئے
تھے۔ وہ مقصد کہاں تک پورا ہوا''...... صفدر نے موضوع بدلنے کے

لئے کہا۔
''کافی حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ آج رات کرنل
براؤن اسی کوٹھی میں ہوگا''...... عمران نے کہا۔
''کرائے کے لئے خالی یہ کوٹھی ہمارے لئے بہت بڑا سہارا بنی
ہے''...... چوہان نے کہا۔
''اب اگر چائے بھی مل جائے تو معدے کو بھی کچھ سہارا مل ہی
جائے گا''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
''میں کچن تلاش کرتی ہوں۔ چائے کے لئے درکار چیزیں
ہمارے سامان میں موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔ پھر وہ اٹھ کر
کمرے سے باہر چلی گئی پھر تھوڑی دیر بعد اس نے انہیں چائے
لا دی اور جوزف کو چائے دینے کے لئے وہ گیٹ کی طرف گئی۔
''مسی۔ آپ نے کیوں تکلیف کی۔ مجھے بلا لیا ہوتا''۔ جوزف
نے احترام بھرے لہجے میں کہا۔
''تکلیف کیسی۔ تم بھی تو ہمارے ساتھی ہو''...... جولیا نے اسے
چائے تھماتے ہوئے کہا اور پھر واپس کمرے میں آ گئی۔
''عمران صاحب۔ آج رات کا کیا پروگرام ہے''...... نعمانی نے
عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔
''پروگرام کیسا۔ بس میں اور جولیا کرنل براؤن کی کوٹھی پر جائیں
گے اور اسے کان سے پکڑ کر یہاں لے آئیں گے۔ جولیا ویسے بھی
لوگوں کے کان کھینچنے کی بہت شوقین ہے''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''کیا مس جولیا سیکرٹ سروس جوائن کرنے سے پہلے پرائمری ٹیچر تھیں''...... صدیقی نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جولیا سیکرٹ سروس جوائن کرنے سے پہلے سوئٹزر لینڈ میں تھی اور یورپ میں ٹیچر کیا والدین بھی اپنے بچوں کے کان نہیں کھینچ سکتے۔ یہ آزادی تو صرف ایشیائی ممالک میں ہے''...... عمران نے کہا۔

انہی باتوں کے دوران شام بھی ہو گئی۔ نعمانی اور خاور تلاش کر کے ایک عربی ہوٹل سے کھانا بھی لے آئے۔ ان سب کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی لہذا سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے جولیا کو چلنے کے لئے کہا اور پھر وہ دونوں تیار ہو کر کار میں سوار ہوئے۔ تنویر نے باہر سے گیٹ کا تالا کھولا اور جوزف نے گیٹ کھول دیا اور ان کی کار کرنل براؤن کی کوٹھی کی طرف بڑھنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ آفیسرز کالونی کے گیٹ پر پہنچ گئے۔

''یس سر'' سیکورٹی آفیسر نے عمران کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل براؤن سے مس مارگریٹ کی ملاقات طے ہے''۔ عمران نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کرنل براؤن صاحب نے آپ کو کارڈ ایشو کیا ہوا ہے''۔ اس

مرتبہ سیکورٹی آفیسر نے جولیا سے پوچھا۔ جولیا نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اپنے ہنڈ بیگ میں سے کرنل براؤن کا دیا ہوا کارڈ نکالا اور سیکورٹی آفیسر کے طرف بڑھا دیا۔ سیکورٹی آفیسر نے وہ کارڈ غور سے دیکھا۔

''تھینک یو مس۔ آپ کا اپنا کارڈ''...... سیکورٹی آفیسر نے اسے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے اپنا ہیومن رائٹس کمیشن کا کارڈ دے دیا۔ اس نے وہ کارڈ لے کر ایک رجسٹر میں اندراجات مکمل کئے اور رجسٹر جولیا کے سامنے کر دیا۔

''پلیز مس۔ سائن کر دیجئے''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا تو جولیا نے رجسٹر پر دستخط کر دیئے۔

''تھینک یو۔ اب آپ جا سکتی ہیں۔ آپ کو کرنل براؤن صاحب کی کوٹھی کا نمبر تو معلوم ہے ناں''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم پہنچ جائیں گے۔ تھینک یو''...... جولیا نے پہلی بار اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ کیونکہ انہیں کرنل براؤن کی کوٹھی نمبر اور لائن نمبر معلوم تھی اس لئے وہ جلد ہی اس کی کوٹھی پر پہنچ گئے اس کی کوٹھی پر بھی سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔

''میں مس مارگریٹ ہوں اور کرنل براؤن صاحب سے میری ملاقات طے ہے''...... جولیا نے ایک سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''جی مس۔ کرنل صاحب۔ ہمیں ہدایات دے چکے ہیں۔ میں

انہیں آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں''...... سیکورٹی گارڈ نے بااخلاق لہجے میں کہا اور پھر وہ گیٹ کے قریب بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

''تم سر کو ڈارئنگ روم میں اور مس کو کرنل صاحب کے بیڈ روم میں چھوڑ آؤ۔ آپ اس کے ساتھ چلی جائیں''...... کیبن سے واپس آ کر سیکوٹی گارڈ نے پہلے اپنے ساتھی سے اور پھر عمران، جولیا سے کہا۔

''تھینک یو''...... جولیا نے سیکورٹی گارڈ کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے کار ایک سائیڈ پر پارک کی اور نیچے اتر کر سیکورٹی گارڈ کے ساتھ آگے بڑھے۔ سیکورٹی گارڈ نے پہلے عمران کو ایک سجے سجائے ڈارئنگ روم میں بٹھایا اور پھر جولیا کو ساتھ لے کر ایک خوبصورت بیڈ روم میں آ گیا۔ اس نے جولیا کو کمرے میں چھوڑا اور خود باہر چلا گیا۔ جولیا نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں ایک جہازی سائز بیڈ بچھا ہوا تھا۔ فرش پر سرخ رنگ کا خوبصورت آرائی قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک کونے میں ایک خوبصورت میز رکھی ہوئی تھی۔ میز کے قریب ہی تین خوبصورت صوفے بھی رکھے ہوئے تھے۔ جبکہ میز پر گولڈن ٹائیگر کی دو سیلڈ بوتلیں رکھی ہوئی تھیں اور بوتلوں پر ففٹی ائیر اولڈ لکھا ہوا تھا یہ دنیا کی مہنگی ترین شراب تھی۔ بوتلوں کے ساتھ ہی دو گلاس بھی رکھے ہوئے تھے۔ جبکہ کولڈرنکس کی بوتلیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

''مس مارگریٹ۔ آپ نے تو بہت انتظار کرایا''...... کرنل براؤن نے شکوے بھرے لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ میں تو مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے آئی ہوں''۔ جولیا نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

''انتظار کی گھڑیاں کافی طویل ہوتی ہیں اس لئے مجھے لگ رہا ہے کہ میں کب سے آپ کے انتظار میں ہوں''...... کرنل براؤن نے کہا اور پھر لوفرانہ انداز میں جولیا کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

''میں وعدے کی مطابق آ تو گئی ہوں نا سر''...... جولیا نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھے تم سے ایک شکایت ہے''...... اس مرتبہ کرنل براؤن نے بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

''مجھ سے کیا گستاخی ہوگئی ہے سر''...... جولیا نے لاڈ بھرے لہجے میں کرنل براؤن سے کہا۔

''تم اس آدمی کو ساتھ کیوں لائی ہو''...... کرنل براؤن نے شکوے بھرے انداز میں کہا۔

''سر۔ میں اگر اسے اپنے ساتھ نہ لاتی تو آپ تک زندہ کیسے پہنچتی''...... جولیا نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ ساتھ ہوتا ہے تو تم زندہ ہوتی ہو ورنہ نہیں''...... کرنل براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ مجھے ڈرائیونگ کے دوران نیند آ جانے کی بیماری ہے اس

لئے ڈاکٹر کی ایڈوائز پر میرا ڈرائیونگ لائسنس کینسل کر دیا گیا ہے اور ڈاکٹر نے مجھے سختی سے کہا ہے کہ اگر مجھے زندہ رہنا ہے تو مجھے ڈرائیونگ ترک کرنی ہو گی اس لئے میں نے ڈرائیور رکھا ہوا ہے جو مستقل میرے ساتھ رہتا ہے''...... جولیا نے کرنل براؤن سے کہا۔

''اوہ۔ یہ وجہ ہے پھر تو ٹھیک ہے''...... کرنل براؤن نے کہا اور پھر اس نے گولڈن ٹائیگر کی ایک بوتل کھول لی۔

''تم نیٹ پیو گی یا کولڈ ڈرنک شامل کرو گی''...... کرنل براؤن نے جولیا سے پوچھا۔

''سر۔ میں تو کولڈ ڈرنکس شامل کرتی ہوں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل براؤن گلاس تیار کرنے لگا۔ کرنل براؤن کی توجہ شراب کی طرف ہوئی تو جولیا نے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ کرنل براؤن کے قریب پہنچ گئی۔ کرنل براؤن نے سر اٹھا کر اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جولیا نے تیزی سے اپنا ہاتھ اس کی ناک سے لگا دیا۔ ہینڈ بیگ میں سے اس نے اپنے ہاتھ پر تیز اور فوری اثر کرنے والی بے ہوشی کا لوشن لگا لیا تھا اس لئے جیسے ہی جولیا کا ہاتھ کرنل براؤن کی ناک سے لگا وہ فوری طور پر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی جولیا ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ جہاں عمران اس کا منتظر تھا۔

''کرنل بے ہوش ہو چکا ہے''...... جولیا نے عمران سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے مل کر

کوٹھی کی تلاشی لی۔ گیٹ پر موجود گارڈز کے علاوہ کوٹھی میں اور کوئی بھی نہیں تھا۔ تلاشی کے دوران عمران نے ایک رسی بھی اٹھا لی تھی۔

''میرے خیال میں کرنل کو وہاں لے جانے کی بجائے اس سے یہیں انٹرویو کر لیا جائے''...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی۔ مجھے تو یہ بیڈ روم ساؤنڈ پروف ہی نظر آ رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس سے یہیں دو دو ہاتھ کر لینا بہتر رہے گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کرنل براؤن کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے کرنل براؤن کی ناک اور منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کرنل براؤن کے جسم کو جھٹکا لگا تو عمران نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ کرنل براؤن کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ کھڑا ہو گیا کیونکہ عمران نے اس کے پیر نہیں باندھے تھے اس لئے وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن جیسے ہی وہ کھڑا ہوا عمران نے اس کے گھٹنے پر ٹھوکر ماری جس سے وہ لڑکھڑایا اور پھر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔

''اب اگر اٹھنے کی کوشش کی تو دونوں گھٹنے توڑ دوں گا سمجھے''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے''...... کرنل براؤن نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''ہم نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اگر تم نے ہمارے سوالوں کے صحیح جواب دے دیئے تو زندہ بھی رہو گے اور صحیح سلامت بھی رہو گے لیکن اگر تم نے اکڑ دکھائی تو تمہاری ایک ایک ہڈی ٹوٹ جائے گی اور سوالوں کے جواب تو بہرحال تمہیں دینے ہی ہیں''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کرنل براؤن سے کہا۔

''تم کون ہو اور تمہیں کس قسم کی معلومات چاہئیں''...... کرنل براؤن نے اس مرتبہ حیرانی سے پوچھا۔

''ہم وہ لوگ ہیں جن کے خلاف تم سیکرٹ ورلڈ میں اپنا ایک پراجیکٹ مکمل کر رہے ہو''...... عمران نے اس سے کہا۔

''اوہ۔ تم مسلمان ہو لیکن وہ ہیومن رائٹس کیشن کارڈ۔ وہ تو بالکل اصلی تھا''...... کرنل براؤن نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا تو عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''ان باتوں کو رہنے دو اور یہ بتاؤ کہ تم ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا ایک گروپ آج جل کر کوئلہ ہو گیا ہے۔ تمہارا انجام بھی بہت عبرت ناک ہو گا مسٹر''...... کرنل براؤن نے کہا۔ عمران نے اس کی بات سنی تو اس نے آگے بڑھ کر ایک تھپڑ کرنل براؤن کے منہ پر مار دیا۔

''اوہ۔ یو ایڈیٹ۔ تم نے کرنل براؤن کو تھپڑ مارا ہے''...... کرنل براؤن نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ایڈیٹ ہم نہیں تم ہو۔ خالی کوٹھی پر بم برسا کر سمجھ رہے ہو کہ تم نے ہمارا خاتمہ کر دیا ہے، احمقو۔ کوٹھی کو تباہ کرنے کے بعد وہاں کی تلاشی تو لے لیتے کہ وہاں کوئی لاش موجود ہے بھی یا نہیں''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور تھپڑ کرنل براؤن کے منہ پر دے مارا۔ کرنل براؤن نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی تو عمران نے زور سے اس کے گھٹنے پر ٹھوکر ماری۔ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرنل براؤن سسکی بھر کر پھر قالین پر گر پڑا۔

''کوٹھی کے ملبے کی حالت ایسی نہیں تھی کہ ہم فوری طور پر وہاں کی تلاشی لے سکتے۔ تلاشی کا کام کل تک ملتوی کر دیا گیا تھا''۔ کرنل براؤن نے عمران سے کہا۔

''کوٹھی کے ملبے سے تمہیں کچھ نہیں ملنے والا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ تم فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو''۔ جولیا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم عمران ہو۔ وہی پاکیشیائی ایجنٹ جس کی تعریفیں اسرائیلی صدر کر رہا تھا''...... کرنل براؤن نے حیرت سے کہا۔

''ہاں۔ میں وہی عمران ہوں اور اب تم سیکرٹ ورلڈ کی تفصیلات مجھے بتا رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میں تو سیکرٹ ورلڈ کے بارے میں کچھ بھی نہیں

جانتا''...... کرنل براؤن نے کہا۔

''ابھی تم سب کچھ جان جاؤ گے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنا ہاتھ جولیا کی طرف بڑھایا۔ جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ایک انجکشن اور ایک سرنج نکال کر عمران کو دے دی۔ عمران نے انجکشن تیار کیا اور پھر اس نے وہ انجکشن کرنل براؤن کے بازو میں لگا دیا۔ ابھی چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ کرنل براؤن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر ہزاروں لاکھوں چیونٹیاں رینگ رہی ہوں۔ پھر ان چیونٹیوں نے اسے کاٹنا شروع کر دیا۔ کرنل براؤن کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے اور تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔ ابھی چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ اسے ایسے محسوس ہوا سینکڑوں، ہزاروں زہریلے بچھو اسے ڈنک مار رہے ہوں۔ اس کے ریشے ریشے میں درد کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اور یہ ایسی تکلیف تھی جو اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کی تکلیف میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ یہ۔ یہ۔ عذاب ختم کرو''...... کرنل براؤن نے تکلیف کی شدت سے چلاتے ہوئے کہا۔

''شروع ہو جاؤ۔ جب تم صحیح تفصیلات بتا چکو گے تو یہ تکلیف خود بخود ختم ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''سیکرٹ ورلڈ کے جزیرے کا اصل نام ناتک جزیرہ ہے اس

جزیرے کے تین اطراف میں انتہائی خطرناک جزیرے ہیں۔ جن میں خوفناک و خطرناک درندے اور جنگلی قبائل رہتے ہیں۔ انتہائی خوفناک دلدلیں ہیں جبکہ چوتھی مغربی طرف کوچک جزیرہ ہے جو کہ بہت بڑا تجارتی مرکز ہے اور جدید سہولتوں سے آراستہ ہے۔ کوچک کے بعد پہاڑی سلسلہ ہے اور اس کے بعد ناتک کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ ناتک یعنی سیکرٹ ورلڈ شروع ہونے سے پانچ کلو میٹر پہلے زمین سے آسمان کی طرف مخصوص ریز پھیلائی گئی ہیں۔ جو بھی جاندار ان ریز سے ٹکراتا ہے وہ جل کر ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ ریز سیکرٹ ورلڈ کے چاروں طرف پھیلائی گئی ہیں۔ اب ریڈ ایجنسی نے ان ریز سے پہلے اور بعد میں کیمپ لگانے تھے لیکن تمہارے گروپ کی ہلاکت کی خبر سے شاید ریڈ ایجنسی کیمپ نہ لگائے''۔ کرنل براؤن بولنے پر آیا تو اس نے سب کچھ خود ہی بتا دیا۔ جو کچھ اس نے بتایا تھا وہ عمران کے لئے کافی تھا۔ لہٰذا جیسے ہی وہ خاموش ہو عمران نے اس کنپٹی پر مکا رسید کیا جسے وہ بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے جولیا کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔

''عمران۔ تم نے اس مردود کو زندہ کیوں چھوڑ رہے ہو''۔ جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''یہ بندھا ہوا اور بے بس ہے اور بے بس آدمی کو مارنا اچھی بات نہیں ہے''...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی اس کے ساتھ ہی آگے بڑھی۔

''دشمن ایجنٹ آپ کی رہائش گاہ تک پہنچ گئے انہوں نے آپ کے ملازم اور سیکورٹی گارڈ کو قتل کر دیا اور آپ کو بے ہوش کر کے فرار ہو گئے''...... صدر ڈان مارک نے حیرت بھرے لہجے میں کرنل براؤن سے کہا۔

کرنل براؤن کو ہوش آیا تو صبح ہو چکی تھی۔ صبح ایک ملازم اس کی رہائش گاہ پر آ جاتا تھا جو اس کے لئے ناشتہ تیار کرتا تھا اس ملازم نے کرنل براؤن کو بندھے ہوئے پایا تو اس نے کرنل براؤن کو رسی سے آزاد کرایا تھا۔ کرنل براؤن نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے ریوالور سے اس ملازم کو گولی مار دی اس کے بعد اس نے سیکورٹی گارڈ کو بھی اندر طلب کر لیا اور انہیں بھی گولیاں مار دیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یقیناً اس کا کورٹ مارشل ہو جانا تھا۔ خود

کو بچانے کی خاطر اس نے ان تینوں افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔

''یس سر۔ کل دن میں ایک مقامی لڑکی مس مارگریٹ جس کا ہیومن رائٹس کمیشن سے تعلق تھا اپنے ایک اسسٹنٹ کے ساتھ میرے آفس میں آئی۔ وہ ہیومن رائٹس کے لئے میری خدمات کے صلے میں میرا انٹرویو کرنا چاہتی تھی اور ہیومن رائٹس کمیشن کے انٹرنیشنل رسالے میں وہ انٹرویو شائع کرنا چاہتی تھی۔ چونکہ آفس میں میرے پاس وقت نہیں تھا اس لئے میں نے انہیں گھر کا وقت دے دیا اور اپنے ملازم کو کھانا بھی تیار کرنے کا کہہ دیا۔ رات جب وہ دونوں میری رہائش گاہ پر آئے تو ملازم بھی ابھی تک وہیں موجود تھا۔ کھانے کے بعد اچانک ہی انہوں نے مجھے پر حملہ کر دیا لیکن میرے ملازم نے مداخلت کی اور میں بچ گیا جبکہ میرا ملازم گولی لگنے سے گر کر تڑپنے لگا۔ شاید گولی کی آواز سن کر میرے سیکورٹی گارڈز بھی دوڑتے ہوئے آ گئے۔ میں صرف ان کے قدموں کی آواز ہی سن سکا تھا۔ پھر انہوں نے میرے ساتھ نجانے کیا کیا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ سر آج صبح جب مجھے ہوش آیا تو میرے ملازم کے ساتھ ساتھ میرے سیکورٹی گارڈ بھی ہلاک ہو چکے تھے''۔ کرنل براؤن نے ایک کہانی بناتے ہوئے کہا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی کہانی میں کچھ خامیاں ہیں لیکن اسے یقین تھا کہ موجودہ حالات میں فوری طور پر ان خامیوں پر صدر کی توجہ نہیں جائے گی اور بعد کے حالات کو وہ کور کر لے گا اس کی کہانی کو پوسٹمارٹم رپورٹ غلط

ثابت کر سکتی تھی اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے پوسٹ مارٹم ہونے ہی نہیں دے گا۔

"تو آپ کے خیال میں یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہو سکتے ہیں"۔ صدر نے کرنل براؤن سے کہا۔

"سر۔ ان کی شکلیں تو مقامی افراد کی تھیں لیکن آپ بتا رہے تھے کہ پاکیشیائی ایجنٹ میک اپ کے ماہر ہیں اور ہاں سر۔ بے ہوش ہوتے ہوتے میں نے لڑکی کی آواز بھی سنی تھی جو کہہ رہی تھی عمران جلدی نکل چلو سیکورٹی گارڈز آ رہے ہیں"...... کرنل براؤن نے اس انداز میں کہا جیسے اسے ابھی یہ بات یاد آئی ہو۔

"ہاں عمران تو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ لیڈر ہے لیکن ریڈ ماسٹر کی رپورٹ تو یہ ہے کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے"...... صدر ڈان مارک نے سوچتے ہوئے کہا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

"ریڈ ماسٹر کو فوری طور پر میرے آفس طلب کریں۔ اٹ از ایمرجنسی"...... صدر نے اپنی پی اے کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کرنل براؤن۔ آپ سے بھی کوتاہی ہوئی ہے۔ آپ نے غلط لوگوں کو اپنی رہائش گاہ پر آنے کے لئے کارڈ کیوں جاری کیا"۔ صدر ڈان مارک نے ناراض لہجے میں کرنل براؤن سے کہا تو کرنل براؤن نے اپنا سر جھکا لیا۔

"آپ درست فرما رہے ہیں سر۔ یہ میری غلطی ہے لیکن ان کے پاس ہیومن رائٹس کمیشن آف ڈان مارک کا اصلی کارڈ تھا اور وہ مقامی میک اپ میں تھے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وہ مقامی زبان میں روانی سے بات کر رہے تھے اس لئے میں دھوکا کھا گیا۔ سر ان حالات میں میری جگہ کوئی بھی ہوتا اس نے دھوکا کھانا ہی تھا"...... کرنل براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی تھی اس لئے صدر کا غصہ بھی کم ہو گیا۔

"غلطی تو بہرحال ہے آپ کی اور اس غلطی کا آپ کو تحریری جواب دینا پڑے گا اور آئندہ آپ نے محتاط رہنا ہے اگر دوبارہ اس قسم کی غلطی ہوئی تو پھر آپ کا کورٹ مارشل کیا جائے گا"...... صدر نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا تو کرنل براؤن نے دل ہی دل میں تھینکس گاڈ کہا۔

"یس سر۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی"...... کرنل براؤن نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر اسی لمحے انٹرکام کی بیل بجنے لگی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"سر۔ ریڈ ماسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"او کے۔ بھیج دیں"...... صدر نے باوقار لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

چند سیکنڈ بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ریڈ ماسٹر آفس میں داخل

ہوا اور اس نے صدر کو سیلوٹ کیا۔

''تشریف رکھیں''...... صدر نے ریڈ ماسٹر سے کہا تو وہ صدر کے سامنے والی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کہہ رہے تھے کہ آپ نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو کوئلے میں تبدیل کر دیا ہے جبکہ رات دو پاکیشیائی ایجنٹ کرنل براؤن صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے قتل غارت کی''۔ صدر نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''سر۔ میں اسی سلسلے میں آپ کو رپورٹ دینا چاہتا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ سر کل جب ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی رہائش گاہ پر کارروائی کی تو تمام ایجنٹ اندر موجود تھے۔ ریڈ ایجنسی کے آدمیوں نے ان کی رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ اگر کوئی باہر نکلتا تو ریڈ ایجنسی کے آدمیوں کی نظروں میں آ جاتا سر۔ کارروائی سے پہلے کوئی بھی انسان اس کوٹھی سے باہر نہیں نکلا۔ کارروائی میں نے اپنی نگرانی میں کرائی اور وہ کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ کوٹھی میں استعمال کیا گیا اسٹیل بھی پگھل گیا اور چونکہ کل ملبے کی بھی ایسی حالت تھی کہ ہم تلاشی کا کام نہیں کر سکتے تھے اس لئے تلاشی کا کام آج پر ڈال دیا گیا اور آج ملبے میں سے کوئی بھی جلی ہوئی لاش یا ہڈی تک نہیں ملی اور میں ابھی تک اس بات پر حیران ہوں''۔ ریڈ ماسٹر نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''کیا پاکیشیائی ایجنٹ جن بھوت ہیں جو اس طرح غائب ہو

گئے''...... صدر نے خشک لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''سر۔ آگ لگانے والے بم برسانے سے پہلے ہم نے اس کوٹھی پر بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم بھی پھینکے تھے۔ تاکہ اندر موجود تمام آدمی فوری طور پر بے ہوش ہو جائیں اور کسی کو باہر نکلنے کا موقع بھی نہ ملے لیکن اس کے باوجود ان ایجنٹوں کی جلی ہوئی لاشیں نہیں ملیں''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''نکل گئے ہوں گے وہ کسی نہ کسی طرح۔ اسرائیلی صدر صاحب کا کہنا بھی یہی ہے کہ وہ ایجنٹ ایسے ہی حیرت انگیز ہیں ان کے خلاف کارروائی کرنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ مارے گئے ہیں لیکن پھر پتا چلتا ہے کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ وہ ہمیں کوئی نقصان بھی پہنچا چکے ہیں''...... صدر ڈان مارک نے کہا۔ صدر کی اس بات پر کرنل براؤن اور ریڈ ماسٹر دونوں ہی خاموش رہے۔ اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے متعلق سوچنے لگے۔

''کل آپ کی رپورٹ کے بعد فیصلہ کیا گیا تھا کہ سیکرٹ ورلڈ کی مزید سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہے لیکن آج اس کی ضرورت پہلے بھی زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ آپ نے جو سیکورٹی پلان ترتیب دیا تھا آپ اس کے مطابق عمل کریں گے''...... صدر نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں آج ہی تمام انتظامات مکمل کر لیتا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ دونوں سے غفلت ہوئے ہے۔ آئندہ غفلت نہیں ہوتی چاہئے۔ اگر آئندہ غفلت یا غلطی ہوئی تو ہمیں شدید نقصان پہنچ سکتا ہے''...... صدر نے ریڈ ماسٹر اور کرنل براؤن سے کہا۔

''آئندہ غفلت نہیں ہو گی سر''...... ان دونوں نے بیک وقت کہا تو صدر نے ایک ہاتھ اٹھا دیا۔ جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ ختم ہوئی اور اب وہ دونوں اٹھ کر جا سکتے ہیں۔ سو صدر کا اشارہ پاتے ہی وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے صدر کو سیلوٹ کیا اور صدارتی آفس سے باہر نکل گئے۔

موٹر بوٹ میں عمران، جولیا، صفدر، تنویر، نعمانی، چوہان، صدیقی اور جوزف سوار تھے۔ جوزف کے علاوہ ان سب نے نیا مقامی میک اپ کیا ہوا تھا۔ ان کی موٹر بوٹ تیزی سے سمندر میں آگے بڑھ رہی تھی۔ ان کی منزل راجک جزیرہ تھی۔ ان کی معلومات کے مطابق یہ جزیرہ انتہائی خطرناک دلدلوں سے بھرا ہوا تھا اس جزیرے کے تھوڑے سے حصے پر آبادی تھی جہاں راجک قبیلہ آباد تھا یہ وحشی قبیلہ تھا اور اب تک انسانی گوشت کھاتا تھا۔ یہ قبیلہ الو کو دیوتا مانتا تھا اس قبیلے پر انسانی آبادی سے ہٹ کر جانوروں کی آبادی بھی تھی گھنے جنگل میں شیر، چیتے، ہاتھی اور دیگر خطرناک جانوروں کی کثرت تھی۔ سانپ ایسے زہریلے تھے کہ ان کا ڈسا پانی نہیں مانگتا تھا۔

''صاحب۔ آپ اتنے خطرناک جزیرے پر کیوں جا رہے ہیں'' موٹر بوٹ کے ڈرائیور نے عمران سے پوچھا۔

''ہم سب جتنے بھی افراد تمہیں نظر آ رہے ہیں ہم پاگل ہیں۔ ہمیں ایسے علاقوں میں جانے کا بہت شوق ہے جہاں موت منہ کھولے کھڑی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''صاحب۔ یہ انسان بھی عجیب عجیب شوق پال لیتا ہے''۔ موٹر بوٹ ڈرائیور نے کہا۔

''کیسے''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنے آپ کو دیکھ لیجئے۔ کیسے کیسے خطرناک علاقوں میں جانے کا شوق ہے۔ حالانکہ حکومت نے سیر و تفریح کے لئے کروڑوں ڈالرز خرچ کر کے حسین پارک۔ سیر گاہیں، میوزیم اور زو بنائے ہوئے ہیں لیکن آپ جیسے لوگ اتنی حسین اور محفوظ جگہوں کو چھوڑ کر اس قدر خطرناک علاقوں میں سیر کرنے آتے ہیں''...... موٹر بوٹ ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرے دوست۔ میں نے ابھی ایک بات کہی تھی کہ ہم سب پاگل ہیں اور ایسے خطرناک کام صرف پاگل کر سکتے ہیں۔ ہوش مندوں کو تو اپنے کاموں سے ہی فرصت نہیں ملتی''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ جب کوئی خطرناک چیز آپ کے سامنے اچانک آ

جائے تو آپ کیا کرتے ہیں''...... موٹر بوٹ ڈرائیور نے کہا۔

''یہ بندہ دیکھ رہے ہو''...... عمران نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے موٹر بوٹ ڈرائیور سے کہا۔

''جی ہاں۔ دیکھ رہا ہوں۔ یہ صاحب شاید افریقی ہیں''۔ موٹر بوٹ ڈرائیور نے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''جب بھی کوئی خطرناک چیز ہمارے سامنے آتی ہے۔ ہم اسے آگے کر دیتے ہیں اور وہ خطرناک چیز اسے دیکھ کر فوراً بھاگ جاتی ہے اس سے تو روحیں تک ڈر جاتی ہیں''...... عمران نے موٹر بوٹ ڈرائیور سے کہا۔

''روحیں تک ان سے ڈرتی ہیں''...... موٹر بوٹ ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میرے سامنے کی بات ہے ہم دونوں ایک دفعہ افریقہ کے ایک جنگل کی سیر کر رہے تھے کہ جنگل میں اسے ایک شہری آدمی نظر آ گیا اس نے تو اسے وہیں پکڑ لیا اور ذبح کر کے کھانے لگا۔ اسی وقت وہاں ایک روح بھی آ گئی اس نے جو اسے انسانی خون پیتے اور گوشت کھاتے دیکھا تو چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ عمران نے کہا تو جوزف نے وحشیانہ انداز میں مسکرا کر موٹر بوٹ ڈرائیور کی طرف دیکھا اس بیچارے کی جان ہی نکل گئی۔

''یہ۔ یہ انسانی گوشت کھاتا ہے''...... موٹر بوٹ ڈرائیور نے بری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''بھئی۔ یہ افریقہ کے ایک آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ انسانی گوشت تو کھائے گا اور یہ کوئی بڑی بات تو نہیں ہے۔ ہمارے راجک قبیلہ بھی تو آدم خور ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ بیچارہ اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا۔

''مم۔ میں کبھی، کسی بھی آدم خور کے اتنے قریب نہیں بیٹھا''۔ اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ عمران نے موٹو بوٹ کا اسٹیرنگ اس سے لے لیا اور موٹر بوٹ خود چلانے لگا۔

''بھئی۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو رہے ہو۔ آدم خور بھی تو انسان ہی ہیں ہمارے جیسے''...... عمران نے اس کی حالت سے محفوظ ہوتے ہوئے کہا باقی ساتھی بھی اس کی اس حالت پر محفوظ ہو رہے تھے۔

''مس جولیا۔ آپ اسے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں اگر آپ اسے کھا گئیں تو ہم واپس کیسے جائیں گے''...... خاور نے جولیا سے کہا تو موٹر بوٹ ڈرائیور نے چونک کر جولیا کی طرف دیکھا جو اس وقت واقعی اسے دیکھ رہی تھی۔ جولیا کو اپنی طرف متوجہ پا کر اس کی خوفزدہ چیخ بلند ہوئی۔

''مم۔ مم۔ میں واپس جاؤں گا۔ یہیں سے واپس جاؤں گا''...... ڈرائیور نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اوئے۔ چپ کر کے بیٹھتا ہے یا ابھی تجھے چبانا شروع

کردوں''...... جوزف نے اسے جھاڑتے ہوئے کہا اور پھر جوزف نے اپنا بڑا سا منہ بھی کھول دیا۔ موٹر بوٹ ڈرائیور خوف کی شدت سے بے ہوش ہی ہو گیا۔

''تم نے اس بیچارے کو اتنا ڈرا دیا ہے کہ وہ بے ہوش ہی ہو گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آغاز تو تم ہی نے کیا تھا اور انجام تک خاور اور جوزف نے پہنچایا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو اس بیچارے سے ہلکا پھلکا مذاق کر رہا تھا۔ خاور نے تو اس کی جان ہی نکال لی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ اس سیاہ دھبے کی طرف متوجہ ہو گیا جو دور سے نظر آ رہا تھا۔ اور پھر یہ دھبہ تیزی سے پھیلنے لگا۔ اور چند ہی لمحوں بعد انہیں جزیرہ نظر آنے لگا۔ عمران نے موٹر بوٹ کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے اسے روک دیا، موٹر بوٹ کنارے سے لگ چکی تھی۔ انہوں اپنا سامان اتار لیا اس کے بعد عمران نے موٹر بوٹ کے ڈرائیور کو ہوش دلایا۔ ہوش میں آتے ہی وہ جوزف اور جولیا کو خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ انہیں دیکھنے کے بعد اس نے دیگر ساتھیوں کو بھی انہی خوفزدہ نظروں سے دیکھا۔

''کیا خیال ہے مس جولیا۔ اسے آگ پر بھون کر کھایا جائے یا کچا کھالیا جائے''...... صدیقی نے اسے بھوکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بس۔ بند کر دو مذاق۔ ورنہ یہ آئندہ کسی مسافر کو ادھر لانے کی جرأت نہیں کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں جی لاؤں گا جی۔ نہیں جی نہیں لاؤں گا''...... خوف کی وجہ سے اس کی ذہنی حالت ہی خراب ہو گئی تھی۔

''ڈرو نہیں میرے دوست۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہتا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی آدم خور ہے۔ ہم سب مہذب دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمہارے ساتھ مذاق ہو رہا تھا''...... صفدر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''جی جی ۔ بالکل۔ میں سمجھتا ہوں''...... موٹر بوٹ ڈرائیور نے صفدر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے صفدر کی بات پر یقین نہیں آیا۔

او کے۔ اب تم بے خوف ہو کر جاؤ''...... عمران نے اس کی کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

پھر عمران نے جیب میں سے ڈالرز نکالے اور موٹر بوٹ ڈرائیور کی طرف بڑھائے لیکن اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے۔

''نہیں جی۔ میں آپ سے کرایہ نہیں لیتا۔ آدم خور بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں میرے جیسے پھر میں آپ سے کرایہ کیوں لوں۔ نہ جی نہ''...... موٹر بوٹ ڈرائیور نے کہا اور ساتھ ہی وہ موٹر بوٹ اسٹارٹ کرنے لگا۔

''اچھا۔ تمہاری مرضی ہے نہ لو کرایہ''...... عمران نے کندھے

اچکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ موٹر بوٹ سے نیچے اتر آیا۔ جبکہ باقی ساتھی تو سامان سمیت پہلے ہی نیچے اتر چکے تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ کے تھوڑے سے مذاق کی وجہ سے اتنا سارا کرایہ بچ گیا ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور تمہارے مذاق کی وجہ سے اس بیچارے کی زندگی داؤ پر لگ گئی تھی''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنے ہی کمزور دل کا مالک ہو گا''۔ خاور نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جس دن تمہارا حقیقی آدم خوروں سے آمنا سامنا ہو گیا تو پھر میں دیکھوں گا کو تم کتنے طاقتور دل کے مالک ہو''...... عمران نے بھی خاور کی طرح منہ مناتے ہوئے کہا تو وہ سب مسکرانے لگے۔

پھر انہوں نے سامان اٹھایا اور آگے بڑھنے لگے۔

''یہاں کے دلدلی حصے کی پہچان بتائی گئی ہے اس کا خیال رکھنا''...... عمران نے کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔

''جہاں دلدل ہو گی زمین کے اس حصے پر نہایت ہی معمولی سی سیاہی نظر آئے گی۔ لہٰذا اب تم نے زمین کو غور سے دیکھنا ہے اور یہ دلدلیں اتنی خوفناک ہیں ان میں جو ایک بار ڈوب گیا وہ پھر نکل نہیں سکتا''...... عمران نے ان سے کہا تو ان سب نے ہی اثبات کے انداز میں سر ہلائے اور آگے بڑھنے لگے۔

''عمران۔ اس جنگل میں بھی آدم خور درخت پائے جاتے

ہیں"...... تنویر نے عمران سے پوچھا تو عمران نے جوزف کی طرف دیکھا۔

"تنویر صاحب۔ جنگلات کا مزاج ایک سا ہی ہوتا ہے چاہئے وہ افریقہ کے جنگل ہوں، چاہئے آسٹریلیا کے یا یورپ کے"۔ جوزف نے فلاسفروں جیسے انداز میں تنویر سے کہا۔

"تم بیچارے موٹر بوٹ کے ڈرائیور کو ڈرا رہے تھے۔ اب خود بھی محتاط رہنا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ خوفزدہ ہو کر ہمارے خلاف کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جو ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو"...... جولیا نے کہا۔

"اب تو جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"عمران وہ دیکھو۔ زمین کا وہ حصہ سیاہی مائل نظر آ رہا ہے"۔ تنویر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لگتا ہے کہ یہ دلدل ہے"...... عمران نے بھی اس طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ دلدل زیادہ بڑی نہیں ہے۔ تھوڑی آگے جا کر ختم ہو جائے گی"۔ جوزف نے فضا میں سونگھتے ہوئے کہا۔ وہ آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً تین چار سو قدم چلنے کے بعد ہلکی سی سیاہی جو نظر آ رہی تھی وہ ختم ہو گئی اس جگہ سے انہوں نے اپنا رخ بدلا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ تقریباً بیس پچیس منٹ چلے ہوں گے

کہ انہیں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اس وقت وہ جس جگہ پر تھے وہاں درختوں کی کمی تھی۔ وہ ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگے۔ اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر پہنچا اس پر سے بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی انہوں نے اِدھر اُدھر چھلانگیں لگانے کی کوشش کی لیکن نعمانی اور صفدر اس کوشش میں ہٹ ہو گئے۔ انہیں گولیاں لگیں اور ان کے منہ سے چیخیں بلند ہو گئیں اور وہ زمین پر گر گئے۔

ریڈ ماسٹر اس وقت جزیرہ کوچک میں آرمی سنٹر میں بیٹھا ہوا تھا اس نے سیکورٹی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے اور اب وہ خود ان انتظامات کی نگرانی کے لئے جزیرہ کوچک پر موجود تھا۔ آرمی سنٹر میں اس کے لئے ایک آفس مخصوص کر دیا گیا تھا اور سنٹر انچارج میجر رائٹ کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ ریڈ ماسٹر کے تمام احکامات پر آنکھیں بند کر کے عمل کرے۔ میجر رائٹ ریڈ ایجنسی کے اختیارات اور دائرہ کار سے واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ریڈ ماسٹر کے سامنے وہ ایک معمولی سا ملازم ہے۔

ریڈ ایجنسی کے ایجنٹ پورے جزیرے میں پھیلے ہوئے تھے اور جزیرہ پر موجود ہر فرد پر ان کی نظر تھی لیکن ابھی تک انہیں کوئی مشکوک آدمی یا گروپ نظر نہیں آیا تھا۔ ریڈ ماسٹر کو یقین تھا کہ

پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ جزیرے کوچک سے ہی سیکرٹ ورلڈ میں جانے کی کوشش کرے گا۔

کرنل براؤن کی کہانی سن کر اور وہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل براؤن جھوٹ بول رہا تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے کرنل براؤن سے سیکرٹ ورلڈ کی معلومات حاصل کر لی ہیں اور اب وہ لازماً سیکرٹ ورلڈ کا رخ کریں گے۔ کرنل براؤن کے معاملے کو اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے بعد صدر کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لاشوں کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ انہیں رات میں نہیں بلکہ صبح سویرے گولیاں ماری گئی ہیں جبکہ کرنل براؤن نے رات کی کہانی سنائی تھی اس نے سوچ لیا تھا کو وہ لاشوں کا پوسٹ مارٹم کرائے گا اور اس کی روشنی میں اپنی رپورٹ تیار کر کے صدر کے سامنے پیش کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ صدر کے سامنے غلط بیانی کرنے پر کرنل براؤن کا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ وہ انہی سوچوں میں گم بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

''ریڈ ماسٹر۔ دی چیف آف ریڈ ایجنسی اسپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر بارعب لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں جیکی وائٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

''ہاں جیکی وائٹ کیا رپورٹ ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کچھ پتا

چلا''...... ریڈ ماسٹر نے جیکی وائٹ سے پوچھا۔

''باس۔ میں اس وقت آرمی کیمپ نمبر تین میں موجود ہوں۔ یہ کیمپ سمندری حدود پر نظر رکھتا ہے اور کسی ایمرجنسی کی صورت میں سمندر میں فوری کارروائی کرتا ہے۔ اس کیمپ کا رابطہ موٹر بوٹ اور لانچوں کے ڈرائیوروں سے رہتا ہے۔ ایک ڈرائیور نے ابھی ابھی ایک عجیب اطلاع دی ہے''...... جیکی وائٹ نے کہا۔

''کیا عجیب اطلاع دی ہے''...... ریڈ ماسٹر نے پر اشتیاق لہجے میں جیکی وائٹ سے پوچھا۔

''باس۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے نو افراد کے ایک گروپ کو جزیرہ راجک پر پہنچایا ہے۔ اس گروپ میں ایک لڑکی اور ایک افریقی حبشی شامل ہیں۔ افریقی حبشی کا نام جوزف ہے اور باس موٹر بوٹ کے ڈرائیور کے مطابق وہ افریقی حبشی آدم خور ہے۔ نہ صرف افریقی حبشی بلکہ دیگر افراد بھی آدم خور ہیں''...... جیکی وائٹ نے کہا۔

''جیکی وائٹ۔ یہ لوگ لازماً پاکیشائی ایجنٹ ہیں۔ افریقی حبشی جوزف عمران کا ساتھی ہی ہے تم تو جوزف کو دیکھ بھی چکے ہو اس لئے تم فوراً ہیلی کاپٹر لے کر جزیرہ راجک چلے جاؤ اور جیسے ہی تمہیں یہ گروپ نظر آئے تم اس پر گولیوں کی بارش کر دو اس دفعہ انہیں بچنا نہیں چاہئے''...... ریڈ ماسٹر نے پر جوش لہجے میں جیکی وائٹ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... جیکی وائٹ نے کہا۔

''وش یو گڈ لک''...... ریڈ ماسٹر نے جیکی وائٹ سے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کئے۔

''میجر رائٹ۔ تم میرے آفس آ جاؤ''...... اس نے فون پر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور میجر رائٹ اندر آ گیا اس نے ریڈ ماسٹر کو سیلوٹ کیا۔

''میجر رائٹ۔ میرا ہیلی کاپٹر، ہیلی پیڈ پر موجود ہے نا''۔ ریڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ کا ہیلی کاپٹر استعمال کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہے''...... میجر رائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جو بات میں پوچھوں صرف اسی کا جواب دیا کرو۔ اپنی طرف سے باتیں مت بنایا کرو''...... ریڈ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ او کے سر''...... میجر رائٹ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جزیرہ راجک یہاں سے کتنی دور ہے''...... ریڈ ماسٹر نے بدستور سخت لہجے میں میجر رائٹ سے کہا۔

''زیادہ دور نہیں ہے سر''...... میجر رائٹ نے پہلے سے بھی زیادہ

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس جزیرے کے بارے میں مجھے بتاؤ کہ کیسا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ انتہائی خطرناک جزیرہ ہے اس جزیرے پر گھنے جنگلات ہیں جن میں گوشت خور درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ راجک قبیلہ آدم خور قبیلہ ہے جو اجنبی افراد کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنے علاقے میں برداشت نہیں کرتا، زہریلے سانپ اور اژدھا بھی اس جزیرے پر پائے جاتے ہیں''...... میجر رائٹ نے کہا۔

''یہ سب تو میں نے فائل میں پڑھ لیا تھا۔ کوئی نئی بات بتاؤ''۔ ریڈ ماسٹر نے اس سے کہا۔

''سر۔ کسی نئی بات کے سلسلے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جو کچھ پیپرز میں لکھا ہے وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے''...... میجر رائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ریڈ ماسٹر اس کا جواب سن کر غصے میں آ گیا۔

''تمہیں تمیز نہیں ہے۔ اپنے آفیسرز کے ساتھ اس انداز میں بات کرتے ہیں۔ میں تمہیں ن مارنے لگا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنا سروس ریوالور بھی نکال لیا۔

''سوری سر۔ میں تو آپ کے سوال کو سمجھ ہی نہیں سکا تھا''۔ میجر رائٹ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس جزیرے پر اگر کچھ افراد نظر آ رہے ہوں تو کیا ہیلی کاپٹر سے ان پر فائرنگ کی جا سکتی ہے''...... اس مرتبہ ریڈ ماسٹر نے نرم لہجے میں کہا اسے فوراً ہی احساس ہو گیا تھا کہ :: بلاوجہ غصہ دکھا رہا ہے۔

''سر۔ کچھ جگہوں پر درختوں کی کمی ہے۔ اگر وہ افراد وہاں موجود ہوں تو ان پر آسانی سے فائرنگ کی جا سکتی ہے۔ جبکہ گھنے درختوں والے حصے میں یہ کام ذرا مشکل ہے''...... میجر رائٹ نے کہا۔

''ہم جن پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے وہ جزیرہ راجک میں دیکھے گئے ہیں۔ میرا اسسٹنٹ جیکی وائٹ ہیلی کاپٹر پر ان کے خاتمے کے لئے گیا ہے۔ اگر وہ ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو ٹھیک۔ ورنہ مجھے خود جانا پڑے گا۔ وہ کل نو افراد ہیں۔ میں اپنے ساتھ چالیس پچاس افراد لے جاؤں گا۔ امید ہے ہم لوگ ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... ریڈ ماسٹر نے میجر رائٹ سے کہا۔

''سر۔ جزیرہ راجک میں تو وہ پاکیشیائی ایجنٹ ویسے ہی ختم ہو جائیں گے''...... میجر رائٹ نے کہا۔

''زیادہ امید تو یہی ہے کہ وہ ایجنٹ جزیرہ راجک میں ختم ہو جائیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ریڈ ایجنسی ہی ان کا خاتمہ کرے۔ ریڈ ایجنسی میں یہ میرا پہلا مشن ہے اور میں پہلے مشن کو اپنے ہاتھوں

انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے کہا تو میجر رائٹ نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''یس سر۔ میں سمجھ گیا سر''..... میجر رائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر جھکا لیا۔

''میں جیکی وائٹ کی رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم میرے لئے وہسکی کی ایک بوتل لے آؤ''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''او کے سر''..... میجر رائٹ نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر باہر چلا گیا اس کی واپسی میں صرف دو منٹ لگے اس نے ایک ٹرے میں وہسکی کی ایک بوتل اور ایک گلاس اٹھایا ہوا تھا۔ وہ ٹرے اس نے مؤدبانہ انداز میں ریڈ ماسٹر کے سامنے رکھ دی۔ ریڈ ماسٹر نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور گلاس میں بھر کر شراب گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ میجر رائٹ اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا لیکن اس نے میجر رائٹ کو اپنے ساتھ شامل نہ کیا تھا۔ ابھی اس نے دو گلاس ہی پئے تھے کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ ریڈ ماسٹر نے چونک کر ٹیلی فون سیٹ کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ریڈ ماسٹر۔ دی چیف آف ریڈ ایجنسی''...... اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سن کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

ہیلی کاپٹر سے فائرنگ شروع ہوتے ہی ان سب نے مختلف اطراف میں چھلانگیں لگائیں لیکن اس کے باوجود صفدر اور نعمانی کو گولیاں لگ گئیں اور وہ زمین پر گر گئے۔ چھلانگیں لگانے کے بعد زمین پر رولنگ کرتے ہوئے عمران نے جیب سے ایک بم بھی نکال لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر ایک بار فائرنگ کرنے کے بعد آگے جا چکا تھا۔ اور اب دوبارہ واپس آ رہا تھا کہ عمران نے بم کی پن کھینچی اور پھر اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور بم اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے فرنٹ سے جا ٹکرایا۔ جیسے ہی بم ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا کچھ دور ایک دھماکے سے زمین سے جا ٹکرایا۔ یہ تمام کارروائی محض چند سیکنڈوں میں ہو گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر جیسے ہی زمین سے ٹکرایا اس میں

آگ لگ گئی۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے صفدر اور نعمانی کی طرف بڑھا۔ باقی ساتھی بھی ایک لمحے سے پہلے صفدر اور نعمانی کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جولیا نے پھرتی سے اپنے سامان میں سے میڈیکل بکس نکال لیا تھا۔ صفدر کو ایک گولی کمر میں لگی تھی جبکہ نعمانی کو دو گولیاں بازو میں لگی تھیں۔ عمران تنویر کے ساتھ مل کر ان کا آپریشن کرنے لگا جبکہ جوزف اس دوران گھنے درختوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔ عمران آپریشن کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ جوزف واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں خوبانی سے مشابہ پھل تھے اور کچھ پتے بھی تھے۔

''باس۔ فادر جوشوا کا جادوئی درخت یہاں بھی موجود ہے تم یہ پتے صفدر صاحب اور نعمانی کے زخموں پر رکھو اور ان پھلوں کا رس ان کے منہ میں ٹپکاؤ۔ پھر اس کا اثر دیکھو''...... جوزف نے عمران سے کہا۔

عمران نے ایسا ہی کیا۔ پتوں نے واقعی جادوئی اثر دکھایا اور ان کے زخم فوراً مندمل ہو گئے۔ جبکہ پھلوں کے رس نے ان میں نئی طاقت پیدا کر دی تھی۔

''اب جلدی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو''...... عمران نے کہا تو وہ آگے بڑھنے لگے۔ نعمانی اور صفدر کی رفتار گو کہ کم تھی لیکن وہ ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ جلد ہی وہ گھنے درختوں کے درمیان میں پہنچ گئے۔ جزیرہ ناتک کا چونکہ انہوں نے نقشہ حاصل کر لیا تھا

اس لئے وہ صحیح سمت میں آگے بڑھ رہے تھے۔

''باس۔ ہمیں گھیرا جا رہا ہے''...... اچانک جوزف نے ارگرد دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک گئے۔

''کون لوگ ہو سکتے ہیں یہ۔ کیا یہ قبائلی ہیں جوزف''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ قبائلیوں کے بدن سے جو بو اٹھتی ہے وہ مجھے محسوس نہیں ہو رہی''...... جوزف نے فضا میں سونگھتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ ریڈ ایجنسی کے آدمی ہو سکتے ہیں۔ ہیلی کاپٹر بھی ریڈ ایجنسی کا ہی تھا''...... عمران نے کہا۔

''سب لوگ گھنے درختوں پر چڑھ جائیں اور ریڈ الرٹ رہیں۔ وہ لوگ شاید ہمیں واچ بھی کر رہے ہیں''...... عمران نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا تو وہ سب مختلف درختوں پر چڑھ گئے اور انہوں نے خود کو درختوں کے شاخوں میں چھپا لیا اور پھر اسی دوران ان پر فائرنگ بھی شروع ہو گئی۔ فائرنگ کرنے والے کچھ لوگ انہیں بھی نظر آ گئے اس لئے انہوں نے بھی جوابی فائرنگ شروع کر دی اس کے بعد تو فائرنگ کا زبردست تبادلہ ہونے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے دو فوجیں آپس میں لڑ رہی ہوں۔ عمران کی پارٹی کچھ احتیاط کے ساتھ فائرنگ کر رہی تھی جبکہ دوسری طرف سے اندھا دھند فائرنگ ہو رہی تھی۔

عمران اور جوزف درختوں پر سوار نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ

جھاڑیوں میں دبک گئے تھے اور پھر جنگلی خرگوشوں کی طرح ایک جھاڑی سے دوسری اور دوسری سے تیسری جھاڑی میں پہنچ رہے تھے۔ مخالفین نے انہیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا لیکن ان کی توجہ درختوں پر تھی۔ جھاڑیوں کی طرف ان کا دھیان ہی نہیں تھا اور اسی چیز کا فائدہ عمران اور جوزف نے اٹھا لیا تھا۔ وہ دونوں دو مختلف سمتوں میں پہنچ گئے اور انہوں نے ان اطراف میں موجود دشمنوں کا صفایا کر دیا۔ ان کے بعد وہ باقی سمتوں میں بھی گئے اور انہوں نے باقی افراد کو بھی ٹھکانے لگا دیا اب ان کے مخالفین کی طرف سے فائر نہیں ہو رہا تھا۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں فائر کر کے ساتھیوں کو بتادیا کہ اب وہ فائر نہ کریں۔ دشمنوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اس کے بعد وہ نہایت ہی محتاط انداز میں چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔ اور یہ قافلہ ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے تو بتایا ہی نہیں کہ آپ اور جوزف الگ ہو کر دشمنوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''حملہ آواروں کی تمام تر توجہ تمہاری طرف رہی اور ہم نے آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیا''......عمران نے خاور سے کہا۔

''عمران۔ یہ لوگ پھر بھی تو حملہ آور ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ یہ لوگ دوبارہ حملہ کر سکتے ہیں۔ انہیں بھلا روکنے والا

کون ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا تو خیال تھا کہ ریڈ ایجنسی کے تمام لوگ مارے جا چکے ہیں''......صدیقی نے کہا۔

''ریڈ ایجنسی کوئی چھوٹا سا ادارہ نہیں ہے۔ یہ ڈان مارک کا سب سے زیادہ پاورفل اور بااختیار ادارہ ہے اس کے پاس بے شمار وسائل اور افرادی قوت ہے۔ دس بیس یا چالیس پچاس آدمیوں کے مرنے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا''...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اس کا پہلا چیف تو ہلاک ہو گیا تھا۔ کیا اب کوئی اور چیف بنا ہو گا''...... چوہان نے کہا۔

''ظاہری سی بات ہے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ کسی کے چلے جانے سے ادارے تو ختم نہیں ہو جاتے''......عمران نے کہا۔

''باس۔ میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں''...... جوزف نے یکدم چونکتے ہوئے کہا تو وہ سب ہوشیار ہو گئے۔ اور ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہے تھے کہ تقریباً ستر اسی وحشی ان کے سامنے آ گئے۔ ان میں سے اکثر کے ہاتھ میں برہنہ تلواریں تھیں اور کئی وحشیوں نے کمانیں اٹھائی ہوئی تھیں جن میں تیر بھی لگے ہوئے تھے۔

''باس۔ ان کی تلواروں اور تیروں پر زہر لگا ہوا ہے۔ ان کی تلواریں اور تیر کسی کو چھو بھی گئے تو وہ فوری طور پر ہلاک ہو جائے گا''...... جوزف نے بظاہر عمران سے کہا لیکن دراصل اس نے سب

کو تنبیہ کی۔

''اگر تم لوگ اپنی زندگیاں چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ چلے چلو''...... ایک وحشی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اس کے گلے میں ہڈیوں کا ہار تھا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہارے ساتھ چل رہے ہیں''...... عمران نے ان وحشیوں کی زبان میں کہا تو انہوں نے چونک کر عمران کو دیکھا۔ عمران کو اپنی زبان میں بولتے دیکھ کر وہ سبھی حیران ہو رہے تھے۔

''چلو اس طرف''...... گلے میں ہڈیوں کا ہار پہنے ہوئے وحشی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہم چل رہے ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے اس وحشی سے پوچھا۔

''میرا نام راجوکا ہے''...... کیا تم ان لوگوں کے سردار ہو''۔ اس وحشی نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''احمق آدمی۔ میں صرف ان کا ہی نہیں بلکہ تمہارا بھی سردار ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔ تم ہمارے سردار کیسے ہو گئے''۔ راجوکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے دیوتا الو کا نمائندہ ہوں اور اس کا خاص پیغام لے کر آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تمہاری یہ جرأت۔ تم غیر آدمی ہو کر ہمارے دیوتا کا نام

لو''...... راجوکا نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے تلوار سیدھی کر لی۔

''راجک قبیلے کے غیور قبائیلیو۔ میں جوزف دی گریٹ پرنس آف افریقہ ہوں۔ میں آدم خور قبیلے شکلاک کا شہزادہ ہوں اور ہمارے قبیلے کا دیوتا بھی الو ہے۔ یہ شخص الو دیوتا کا نمائندہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں اور جس کو شک ہو وہ اس سے مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ اب اگر راجوکا نے دیوتا کے نمائندے کی شان میں گستاخی کی تو سارے قبیلے پر دیوتا کا عذاب نازل ہو گا''...... اس موقع پر جوزف نے بلند آواز میں بولتے ہوئے کہا جوزف کی بات سننے کے بعد وحشی عمران کو پر اشتیاق نظروں سے دیکھنے لگے۔ ایک بوڑھا وحشی راجوکا کے سامنے آ گیا۔

''اب تم اس آدمی پر وار نہیں کر سکتے۔ اب اس کا فیصلہ سردار کرے گا''...... بوڑھے نے راجوکا سے کہا۔

''یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ دیوتا کا نمائندہ نہیں ہے''...... راجوکا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''راجک قبیلے کے بہادر قبائیلیو۔ یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ قبائلی سردار اور شہزادے کبھی جھوٹ نہیں بولتے پھر بھی اگر راجوکا میری بات نہیں مان رہا تو یہ دیوتا کے نمائندے سے مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ ابھی سب کو پتا چل جائے گا کہ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے''...... جوزف نے یہ بات کچھ اس اعتماد سے کہی تھی کہ

راجوکا بھی شش و پنج میں پڑ گیا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

''ٹھیک ہے۔ ان کا فیصلہ سردار کرے گا''...... راجوکا نے آخر ہار مانتے ہوئے کہا۔

یہ قافلہ چونکہ ان باتوں کے درمیان رک گیا تھا اس لئے دوبارہ چل پڑا۔ وہ جلد ہی ایک بہت بڑے میدان میں پہنچ گئے اس میدان میں بانس اور گھاس سے بنی ہوئی بہت سی جھونپڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک جھونپڑی کافی بڑی تھی اور باقی جھونپڑیوں کے درمیان میں تھی۔ اس جھونپڑی پر کپڑے کا ایک جھنڈا بھی نظر آ رہا تھا۔ وہ سب سمجھ گئے کہ سردار اسی جھونپڑی میں رہتا ہے۔

اس میدان میں پہنچتے ہی سب وحشیوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ وہ اپنی زبان میں دیوتا اور سردار کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبا تڑنگا آدمی جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اس کے سر پر مور کے پروں سے بنا ہوا ایک خوبصورت تاج سجا ہوا تھا۔ یہ ان قبائلیوں کا سردار تھا۔ سارے قبائلی اسے دیکھ کر سردار راجور زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ یہ نعرے کافی دیر تک لگتے رہے۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر وحشیوں کو خاموش ہونے کے لئے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے اس دوران جھونپڑیوں میں سے کافی وحشی مرد، عورتیں اور بچے بھی باہر نکل آئے تھے۔ اجنبی افراد کو دیکھ کر وہ سب خوش ہو رہے تھے۔ سردار نے سب وحشیوں کو خاموش

کرانے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیا۔ ان سب کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ جبکہ جولیا کو دیکھ کر تو اس کی باچھیں کھل اٹھی تھیں۔

''سردار۔ ہم نے ان اجنبی افراد کو اپنے علاقے سے گرفتار کیا ہے۔ ان اجنبی افراد نے بہت سے انسانوں کو دھماکہ کرنے والے ہتھیاروں سے ہلاک کر دیا ہے۔ لہٰذا انہیں دیوتا کے نام پر قربان کر کے گوشت سارے قبیلے میں تقسیم کر دیا جائے''...... راجوکا نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں سردار سے کہا۔

''سردار۔ میں افریقہ کے آدم خور قبیلے شکلاک کا شہزادہ ہوں۔ پورے افریقی قبیلوں میں، میں جوزف دی گریٹ مشہور ہوں''۔ جوزف نے آگے بڑھ کر سردار سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا انداز قبائلی سرداروں اور شہزادوں جیسا ہے۔ تم ان انسانوں میں کہاں آ گئے''...... سردار نے جوزف کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سردار جوزف کی وحشیانہ شخصیت سے متاثر ہو گیا تھا۔

''سردار۔ تم چونکہ خود سردار ہو اس لئے تمہیں معلوم ہو گا کہ قبائلی سردار اور شہزادے جھوٹ نہیں بولتے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ ہم لوگ جھوٹ کیوں بولیں۔ جھوٹ بولنا ہی ہماری شان کے خلاف ہے''...... سردار نے مغرور لہجے میں کہا۔

''سردار۔ یہی بات میں نے راجوکا کو بھی بتائی ہے لیکن اس

نے میری بات پر توجہ نہیں دی''...... جوزف نے کہا۔

''راجوکا نے ایک شہزادے کو جھوٹا کہہ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اسے سزا ملے گی''...... سردار نے سخت لہجے میں کہا۔

''سردار۔ یہ جھوٹا افریقی پرنس اس آدمی کو دیوتا کا نمائندہ کہہ رہا ہے۔ کیا یہ بات ماننے والی ہے''...... راجوکا نے کہا۔

''سردار نے عمران کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اس سے مخاطب ہو کر اپنی زبان میں کہا۔

''کیا تم واقعی دیوتا الو کے نمائندے ہو''...... اس کے لہجے میں بہت ہی حیرت تھی۔

''ہاں سردار۔ میں دیوتا الو کا نمائندہ ہوں اور اس کا خاص پیغام لے کر آیا ہوں''...... عمران نے قبائلی زبان میں کہا۔

''اچھا۔ کیا پیغام ہے دیوتا کا''...... سردار نے عمران سے پوچھا۔

''دیوتا نے کہا ہے کہ اس سال تمہارے علاقے میں بارشیں نہیں ہوں گی۔ کیونکہ تم نے دیوتا کو خوش کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم اپنی بات کو سچ ثابت کر سکتے ہو''...... سردار نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''ہاں سردار۔ میں اپنی بات کو سچ ثابت کر سکتا ہوں لیکن تمہیں اس بات کی سزا ضرور ملے گی کہ تم نے ایک افریقی پرنس کی بات نہیں مانی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں دیوتا سے معافی مانگ لوں گا اور اس کے قدموں میں ئی بیوی کو قربان کر دوں گا''...... سردار نے کہا۔

''ہوں۔ تو پھر غور سے میرے سر کی طرف دیکھتے رہو''۔ عمران سب وحشیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ ایک الو عمران کے سر پر آ بیٹھ گیا۔ یہ الو اسی جنگل سے جوزف نے پکڑا تھا اور اس وقت نے عمران کے سر پھینکا تھا۔ سب وحشیوں کی توجہ چونکہ عمران، کا اور سردار کی طرف تھی اس لئے تنویر کو عمران کی طرف الو النے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی اور پھر اس نے بالکل ہی محسوس انداز میں الو عمران کے سر کی طرف پھینکا تھا الو صرف د سیکنڈ عمران کے سر بیٹھا اور پھر اڑ گیا۔ الو کو دیکھتے ہی سارے شیوں نے شور مچا دیا۔

''دیوتا زندہ باد۔ دیوتا زندہ باد''...... اب ان کی نظروں میں ران کے لئے عقیدت اور احترام تھا۔ اور اب ثابت ہو چکا تھا کہ ران دیوتا کا نمائندہ ہے اور اس بات کی گواہی خود ان کے دیوتا نے آ کر دی تھی۔

''راجوکا۔ تم نے دیوتا کے نمائندے کی شان میں گستاخی کی ہے''...... سردار نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کے ہاتھ میں خنجر نظر آیا۔ اس نے وہ خنجر راجوکا کی طرف اچھال ۔ خنجر راجوکا کے دل میں لگا اور وہ گر کر تڑپنے لگا۔

''مقدس دیوتا کے مقدس نمائندے۔ ہم تیری کیا خدمت
کریں''...... سردار نے عمران کے سامنے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا
وہاں موجود سب وحشیوں نے بھی عمران کے سامنے ہاتھ باند
دیئے۔

''سردار۔ ہم یہاں خدمت کرانے نہیں آئے۔ بلکہ ایک ضرور
کام کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں۔ ہم نے جزیرہ ناتک جا
ہے''...... عمران نے سردار سے کہا۔

''جزیرہ ناتک لیکن وہاں تو سب راستوں پر روحوں نے قبضہ کر
لیا ہے جو بھی اس جزیرے میں جانے کی کوشش کرتا ہے جل جا
ہے''...... سردار نے خوفزدہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''آگ۔ دیوتا کے نمائندے کو کچھ نہیں کہتی سردار''...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دیوتا کے مقدس نمائندے۔ تم جزیرہ ناتک ضرو
جاؤ لیکن اب رات ہونے والی ہے اور رات میں اس جنگل میں س
کرنا ممکن نہیں ہے۔ تم تو دیوتا کے نمائندے ہو، ہو سکتا ہے تمہیں
کچھ نہ ہو لیکن تمہارے ساتھ جو افراد ہیں ان میں سے کسی کو نقصان
پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا میرا مشورہ اور خواہش یہی ہے کہ آج رات
ہمارے پاس قیام کرو۔ کل میرا ایک آدمی تمہیں روحوں کے علاقے
کے قریب چھوڑ آئے گا''...... سردار نے خلوص بھرے لہجے میں کہا
عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

''باس۔ سردار کے لہجے میں سچائی ظاہر ہو رہی ہے۔ رات کو
ں میں سفر کرنا خود کو موت کے حوالے کرنا ہے دلدلیں تو آپ
دیکھ لی ہیں رات میں ان کی پہچان نہیں ہو سکے گی اور پھر ان
لوں میں ایسے سانپ اور کیڑے ہیں جو رات کو نظر نہیں آتے
وہ کسی جانور کو کاٹ لیں تو اس کا بچنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا سردار
آفر قبول کر لی جائے''...... جوزف نے عمران سے کہا۔ باقی
ب ساتھیوں نے بھی اثبات کے انداز میں سر ہلا کر رضا مندی
ہر کر دی۔ تھوڑی دیر میں رات ہونے والی تھی اور جنگل میں
ت کو سفر کرنا کسی بھی طرح ممکن نہ تھا۔

''ٹھیک ہے سردار۔ ہم آج رات تمہارے مہمان ہیں''۔ عمران
نے سردار سے کہا تو وہ خوش ہو گیا۔

''شکریہ مقدس دیوتا کے مقدس نمائندے''...... سردار نے
قیدت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر عمران کے
تھ پر بوسہ دیا۔ دیوتا زندہ باد، سردار زندہ باد کے نعرے ایک مرتبہ
ر گونجنے لگے۔ دیوتا کے مقدس ساتھیوں کے لئے قیام و طعام کا
ندو بست کیا جائے''...... سردار نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیتے
ہوئے کہا۔

''مقدس نمائندے۔ جب تک تمہارے لئے جھونپڑی تیار نہیں
ہو جاتی تم لوگ میری جھونپڑی میں بیٹھو''...... سردار نے کہا۔

''کیا نئی جھونپڑی تیار کی جائے گی''...... عمران نے سردار سے

پوچھا۔

''تھوڑی ہی دیر لگے گی میرے مقدس آقا''...... سردار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو وہ سردار کے ساتھ اس کی جھونپڑی میں گئے۔ یہ جھونپڑی بہت ہی کشادہ تھی اور اس میں نرم نرم گھاس بچھی ہوئی تھی۔

''سردار۔ کیا تم کبھی جدید دنیا میں بھی گئے ہو''...... عمران نے سردار سے پوچھا۔

''نہیں میرے آقا۔ میں تو کبھی جدید دنیا میں نہیں گیا اور سردار اس بات کا پابند بھی ہوتا ہے کہ وہ جدید دنیا میں نہ جائے۔ البتہ میرے قبیلے کے دو تین افراد ایسے ہیں جو کبھی کبھی جدید دنیا کا چکر لگا لیتے ہیں''...... سردار نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور بات کرتا دو قبائلی جھونپڑی میں داخل ہوئے انہوں نے مٹی کے برتنوں میں پھل رکھے ہوئے تھے۔ وہ پھل انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پیش کر دیئے۔ سب سے پہلے جوزف نے ہی پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر سب پھل کھانے لگے۔ پھل نہایت ہی لذیذ، خوش ذائقہ اور توانائی سے بھرپور تھے۔ ان کی دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو گئی تھی۔

''مقدس آقا۔ جنگلوں میں اور خاص طور پر جنگلی قبائل میں کسی عورت کو ساتھ لے جانا مناسب نہیں ہوتا۔ کیونکہ قبائلی باشندے عورت پر بھوکوں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں اور عورت خوبصورت ہو

تو سب سے پہلا حق سردار کا سمجھا جاتا ہے''...... سردار نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''یہ جو لڑکی تمہیں نظر آ رہی ہے پتا ہے یہ کون ہے''...... عمران نے سردار سے کہا۔

''مجھے کیا معلوم مقدس آقا۔ یہ تو تمہارے ساتھ ہے''...... سردار نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ دیوتا کی بہن ہے اور انسانی روپ میں ہمارے ساتھ سفر کر رہی ہے، اسے شہر اور جنگل دیکھنے کا بہت شوق ہے''...... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سردار ہڑبڑا کر اٹھا اور جولیا کے سامنے جھک گیا۔

''یہ کیا حرکت ہے عمران۔ اسے منع کرو اس حرکت سے''۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سردار۔ دیوی نہیں چاہتی کہ اس کے سامنے کوئی جھکے اس لئے دیوی ناراض ہو رہی ہے۔ تم فوراً سیدھے ہو جاؤ''...... عمران نے سردار سے کہا تو سردار فوراً ہی سیدھا ہو گیا لیکن اب اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

''آقا۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ مقدس دیوی تمہارے ساتھ ہے''...... سردار نے شکایتی لہجے میں کہا۔

''ایسا بھی ہم دیوی کے کہنے پر ہی کرتے ہیں اور اب تم نے بھی کسی کو نہیں بتانا کہ یہ مقدس دیوی ہے۔ ورنہ دیوی ناراض ہو

جائے گی تو خوامخواہ قبیلے پر عذاب آ جائے گا''...... عمران نے سردار سے کہا۔

''ٹھیک ہے مقدس آقا۔ جو تمہارا حکم ہے مانا جائے گا''۔ سردار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''دیوی بہت ہی سادہ ہے وہ اپنی مشہوری نہیں چاہتی''۔ عمران نے سردار سے کہا۔

''مقدس آقا۔ دیوی کے لئے الگ جھونپڑی تیار نہ کرائی جائے''...... سردار نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا''...... عمران نے کہا تو سردار نے بلند آواز میں کسی کو پکارا۔ فوراً ہی ایک وحشی اندر آ گیا۔ سردار نے اسے ایک چھوٹی سی جھونپڑی مزید بنانے کا حکم دیا۔ پھر تھوڑا سا ہی وقت گزرا تھا کہ جھونپڑیاں تیار ہو گئیں۔ دونوں جھونپڑیاں ساتھ ساتھ تھیں ایک جھونپڑی چھوٹی تھی اور دوسری کافی بڑی اور کشادہ تھی۔ جھونپڑیوں میں نرم نرم گھاس بچھی ہوئی تھی وہ سب ہی بڑی جھونپڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔

''عمران۔ یہ کیا حرکت ہے۔ تم نے مجھے دیوی بنا دیا''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں جھونپڑی میں آتے ہی کہا۔

''تو کیا تم دیوی نہیں ہو''...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''میں اور دیوی۔ کچھ خدا کا خوف کرو عمران''...... جولیا نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو حسن کی دیوی ہے''...... عمران نے ایک گیت کا مصرعہ گنگناتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر شفق کی لالی چھا گئی اور چونکہ اس وقت جھونپڑی میں اندھیرا پھیل چکا تھا اس لئے جولیا کے چہرے کے تاثرات کوئی بھی نہ دیکھ سکا۔

''عمران صاحب۔ یہ سردار ہم سے غداری تو نہیں کرے گا''۔ صفدر نے عمران سے کہا۔

''توبہ کرو صفدر۔ یہ اب مر تو سکتا ہے لیکن غداری نہیں کر سکتا۔ الو دیوتا کے علاوہ اس پر حسن کی دیوی کا جادو بھی چل گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرانے لگے۔

''جادو تو کوئی تمہارے پاس ہے عمران۔ تم آدم خور جنگلیوں کو بھی تابع کر لیتے ہو''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تنویر کے معدہ میں کچھ گڑبڑ ہے''...... عمران نے اچانک ہی تنویر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یہ خیال کیسے آ گیا۔ میں تو سو فیصد فٹ ہوں''...... تنویر نے عمران سے کہا۔

''پھر تم اپنے پیچھے کسی محبوبہ کو روتا ہوا چھوڑ آئے ہو۔ اسی لئے اداس اور خاموش ہو''...... عمران نے کہا۔

''ایسے بے ہودہ کام بھی تم ہی کر سکتے ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دیکھا جولیا۔ یہ محبوب اور محبوبہ جیسے رشتے کو بے ہودہ کہہ رہا ہے۔ بیچارے لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، ہیر رانجھا اور رومیو جیولٹ وغیرہ وغیرہ کی روحوں کو کتنی تکلیف ہو رہی ہو گی''...... عمران نے شکایتی انداز میں جولیا سے کہا۔

''ان کی روحوں کی تکلیف پر تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ کیا وہ تمہارے رشتے دار ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ہم تو ایک ہی قبیلے کے فرد ہیں ناں۔ ہمارے قبیلے کا نام ہے عشق''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''قبیلے کا پورا نام لو۔ یعنی عشق نا مراد''...... تنویر نے طنزیہ کہا تو سب ہی زور زور سے ہنسنے لگے۔

''عشق نامراد کیوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

''سبھی نامور محبوب اور محبوبائیں نا مراد ہی رہے۔ کسی ایک جوڑے کی بھی شادی ہوئی''...... تنویر نے کہا۔

''اگر کسی کی شادی ہو جاتی تو پھر عشق نہیں رہنا تھا۔ بلکہ دردسر بن جانا تھا۔ سمجھے تم''...... عمران نے کہا اور عمران کی اس بات پر بھی سبھی زور زور سے ہنسنے لگے پھر وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہمیں سونا چاہئے۔ مجھے تو نیند آ رہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''او کے۔ جھونپڑیوں کے فرنٹ پر جوزف پہرہ دے گا اور بیک

پر چوہان، خاور اور صدیقی باری باری پہرہ دیں گے''...... عمران نے جولیا کی بات سننے کے بعد ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا سردار سے کوئی خطرہ ہے''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے سردار کی نیت پر کوئی شک نہیں ہے لیکن احتیاط ہمارے لئے بہت ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔ اور پھر عمران کی ہدایت کے مطابق ہی عمل کیا گیا۔ صبح ان سب نے ناشتہ سردار کی جھونپڑی میں کیا۔

''مقدس آقا۔ تم نے مجھے اور میرے قبیلے کو بہت عزت بخشی۔ تمہارا شکریہ''...... سردار نے عمران سے کہا۔

''سردار۔ تم نے بھی ہماری بہت خدمت کی ہے دیوتا تم سے بہت خوش ہو گا''...... عمران اس سے کہا۔

''دیوتا کی خوشی کی خاطر ہم اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں مقدس آقا''...... سردار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب ہماری روانگی کا وقت آ گیا ہے اس لئے اب ہم روانہ ہونا چاہتے ہیں''...... عمران نے سردار سے کہا۔

''راجبولو''...... عمران کی بات سن کر سردار نے کسی کو آواز دی تو فوراً ہی ایک قبائلی جھونپڑی میں آ گیا۔

''مقدس آقا۔ یہ راجبولو ہے۔ یہ تمہیں روحوں کے علاقے تک چھوڑ آئے گا''...... سردار نے عمران سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے ہمارے ساتھ بھیج دو''...... عمران نے راجبولو کو غور سے دیکھا اور پھر سردار سے کہا۔

''راجبولو۔ تو نے سن لیا ہے کہ میں نے کیا کہا ہے''..... سردار نے سخت لہجے میں قبائلی سے کہا۔

''ہاں سردار۔ میں نے سن لیا ہے مقدس مہمانوں کو روحوں کے علاقے تک پہنچانا ہے''...... راجبولو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

پھر وہ سب اٹھے انہوں نے اپنا سامان اٹھایا اور راجبولو کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔ گو کہ انہیں جزیرے ناتک کا راستہ معلوم تھا۔ عمران اور جوزف نے نہایت باریک بینی سے نقشہ دیکھا تھا۔ وہ خود بھی صحیح سمت میں آگے بڑھ رہے تھے لیکن راجبولو انہیں شارٹ کٹ راستوں سے لئے جا رہا تھا اور اب راستے میں کوئی دلدل بھی نہیں آ رہی تھی۔ انہیں چلتے ہوئے دو اڑھائی گھنٹے گزر چکے تھے۔

''راجبولو۔ تم اپنے دوسرے ساتھیوں سے تھوڑا مختلف نظر آ رہے ہو اور تم نے لباس بھی ان سے مختلف پہنا ہوا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... دو اڑھائی گھنٹے کی خاموش سفر کے بعد عمران نے راجبولو سے پوچھا۔

''مقدس آقا۔ میں آپ کو اس لئے مختلف نظر آ رہا ہوں کہ میں جدید دنیا سے آشنا ہوں''...... راجبولو نے کہا۔

''اچھا۔ کیا تم شہر جاتے رہتے ہو''...... عمران نے چونکتے ہوئے

لہجے میں راجبولو سے پوچھا۔

''جی ہاں آقا۔ میں کبھی کبھی کوچک جزیرے پر چلا جاتا ہوں اور ہفتہ دس دن وہاں رہ آتا ہوں''...... راجبولو نے کہا۔

''تم وہاں جا کر کیا کرتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''اب آپ سے کیا چھپانا آقا۔ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ مجھے انسانی گوشت کی طلب محسوس ہوتی ہے اور جب یہ طلب مجھے بے چین کرتی ہے تو میں کوچک جزیرے پر چلا جاتا ہوں اور موقع پا کر کسی بھولے بھٹکے انسان کو پکڑ لیتا ہوں اور پھر دو تین دن کسی ویران جگہ پر رہ کر اس کا گوشت کھاتا ہو اور پھر واپس اپنے قبیلے میں آ جاتا ہوں''...... راجبولو نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''راجبولو۔ انسانی گوشت کھانا بہت بری بات ہے۔ تم یہ بری عادت چھوڑ دو''...... عمران نے اس سے کہا۔

''آقا۔ بری بات کون سی ہے اور اچھی بات کون سی ہے۔ یہ تو ہم نہیں جانتے''...... راجبولو نے کہا۔ عمران اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا اس سے اس قسم کی بات کرنا ہی فضول تھا کیونکہ راجبولو کو یہ باتیں سمجھ نہیں آ سکتی تھیں۔ عمران خاموش ہوا تو ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ان کا سفر خاموشی سے طے ہونے لگا۔ راجبولو اور عمران سب سے آگے تھے جبکہ جوزف سب سے پیچھے تھا۔ چلتے چلتے راجبولو عمران سے دو تین قدم آگے ہو گیا جبکہ عمران

اپنے پیچھے آتی ہوئی جولیا کے قریب ہو گیا۔ اس دوران راجبولو نے غیر محسوس طریقے سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اچانک ہی اس کا ہاتھ باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا اور وہاں گہرا دھواں پھیل گیا اس وقت وہ سب ہی بے فکرے انداز میں چل رہے تھے۔ لہٰذا کسی نے بھی راجبولو کو جیب میں ہاتھ ڈالتے نہیں دیکھا تھا۔ دھماکا ہوتے ہی سب نے سانس روکنے کی کوشش کی تھی لیکن دھواں اور اس دھوئیں میں موجود بو اتنی تیز تھی کہ ان سب کے سر چکرائے اور وہ لہرا کر گر پڑے۔ چند ہی لمحوں میں دھواں چھٹ گیا۔ راجبولو جو ان سے کچھ دور کھڑا ہوا تھا وہ ان کے قریب آیا اس نے ان سب کا جائزہ لیا۔ وہ سب ہی بے ہوش تھے۔ راجبولو نے بے ہوش جولیا کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور پھر وہ ایک طرف کو دوڑ کر غائب ہو گیا۔

فون آرمی کیمپ نمبر تین سے کیا گیا تھا اور فون کرنے والا کیمپ انچارج جیرالڈ تھا۔ اس نے ریڈ ماسٹر کو بتایا تھا کہ جیکی وائٹ جس ہیلی کاپٹر پر ریڈ کرنے گیا تھا وہ ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے اور اس میں موجود جیکی وائٹ اور ریڈ ایجنسی کے دیگر افراد مارے جا چکے تھے۔

''میں ان پاکیشائی ایجنٹوں کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے میرا بہترین ایجنٹ ہلاک کر دیا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے غصے کی شدت سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے فون کر کے مختلف احکامات دیئے۔

''میجر رائٹ۔ میں راجک جزیرے پر جا رہا ہوں۔ میں ان پاکیشائی ایجنٹوں کی لاشیں ہی لے کر آؤں گا۔ تم نے یہاں ہوشیار

رہنا ہے''..... ریڈ ماسٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ رائٹ سر''..... میجر رائٹ نے ریڈ ماسٹر کو اٹھتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی فوراً کھڑا ہو گیا اور اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن ریڈ ماسٹر نے اس کی بات پر توجہ نہ دی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ میجر رائٹ بھی اس کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں آ گیا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد اسے اطلاع ملی کہ ریڈ ماسٹر اپنے آفس میں پہنچ چکا ہے تو وہ تقریباً دوڑتا ہوا ریڈ ماسٹر کے آفس میں پہنچ گیا۔ ریڈ ماسٹر کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور اس کا سانس بہت تیز چل رہا تھا۔

''کیا ہوا سر۔ کیا وہ پاکیشائی ایجنٹ مارے گئے ہیں''..... میجر رائٹ مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

''نہیں۔ وہ بہت ہی تیز طرار اور خطرناک ایجنٹ ہیں انہوں نے میرے سارے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ میں بہت مشکل سے جان بچا کر بھاگا ہوں حالانکہ ہم جزیرہ راجک پر خاموشی سے پہنچے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں نے آرمی کیمپ نمبر تین پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ پھر ہم بے آواز جیپوں پر انتہائی دشوار گزار راستوں سے جزیرہ راجک پہنچے۔ ہم تیس آدمی تھے۔ پھر ہم نے دور بینوں سے انہیں واچ بھی کر لیا اور ان پر فائرنگ بھی شروع کر دی لیکن انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا اور میرے تیس کے قریب آدمی مارے گئے اور میں فرار ہو کر ایک جیپ تک پہنچا اور وہاں سے آرمی کیمپ نمبر تین پر پہنچ

کر اپنے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر یہاں آ گیا ہوں۔ اوہ۔ مائی گاڈ یہ تو بہت ہی خطرناک لوگ ہیں''..... ریڈ ماسٹر نے خود کلامی کے انداز میں کہا تو میجر رائٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ریڈ ماسٹر جیسا آدمی بھی کسی لڑائی میں فرار ہو سکتا ہے اس کا خیال تھا کہ ریڈ ماسٹر مارا تو جا سکتا ہے لیکن شکست کھا کر فرار نہیں ہو سکتا۔

''سر۔ آپ فرار ہو کر آ گئے ہیں''..... میجر رائٹ نے حیرت کی زیادتی سے روانی میں کہہ دیا۔ اس کی بات سن کر ریڈ ماسٹر کو ایک جھٹکا لگا اور وہ سمجھ گیا کہ وہ لاشعوری انداز میں میجر رائٹ سے بہت کچھ کہہ گیا ہے اور جو کچھ اس نے میجر رائٹ سے کہا تھا وہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ ریڈ ماسٹر نے عجیب سی نظروں سے میجر رائٹ کی طرف دیکھا تو میجر رائٹ لرز کر رہ گیا۔ ریڈ ماسٹر کی آنکھوں میں بات ہی ایسی تھی۔ چند لمحوں تک ریڈ ماسٹر سوچتا رہا کہ اس نے میجر رائٹ کے علاوہ اور کس کس سے بات کی ہے پھر اسے یاد آ گیا کہ اس نے اور کسی سے بھی کوئی بات نہیں کی۔ جزیرے سے فرار ہونے کے بعد اس نے سکون کا سانس ہی اپنے آفس میں آ کر لیا تھا۔

''میجر رائٹ۔ میں نے تمہیں کیا کیا بتایا ہے''..... ریڈ ماسٹر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ آپ نے بتایا ہے کہ پاکیشائی ایجنٹ انتہائی بزدل ہیں۔

وہ کہیں چھپ گئے ہیں لیکن سر وہ کب تک چھپے رہیں گے آخر ایک نہ ایک دن آپ کے ہاتھوں مارے جائیں گے''...... میجر رائٹ نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

''میجر رائٹ۔ تمہیں تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا''...... ریڈ ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے ریوالور نکال کر میجر رائٹ پر فائر کر دیا۔ گولی میجر رائٹ کے دل میں لگی اور وہ چیخ مار کر اچھلا اور قالین پر گر کر تڑپنے لگا جیسے ہی اس کا تڑپنا بند ہوا ریڈ ماسٹر نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور صدارتی آفس کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''پریذیڈنٹ آف ڈان مارک آفس''...... رابطہ ملنے پر صدر کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ریڈ ماسٹر۔ دی چیف آف ریڈ ایجنسی''...... ریڈ ماسٹر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ فرمائیے''...... دوسری طرف سے صدر کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے میری بات کرائیں''...... ریڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں پی اے سے کہا۔

''چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے سر''...... پی اے نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

یس۔ پریذیڈنٹ آف ڈان مارک اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں ریڈ ماسٹر بول رہا ہوں اور ایک ضروری بات آپ کے نوٹس میں لانی ہے''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''جی ہاں بتائیے''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت راجک جزیرے میں موجود ہیں۔ ہم نے انہیں تلاش کرلیا تھا اور اس کے خاتمے کے لئے راجک جزیرے پر بھی پہنچ گئے تھے۔ ہمارا یہ مشن بہت ہی خفیہ تھا لیکن جب ہم راجک جزیرے پر پہنچے تو ہمیں احساس ہوا کہ ہماری آمد کی اطلاع انہیں مل چکی ہے۔ ہماری ان سے زبردست لڑائی ہوئی لیکن چونکہ ہماری مخبری ہو چکی تھی اس لئے ہمارا نقصان زیادہ ہوا اور ان کا کم اور پھر وہ جزیرے میں غائب ہو گئے جبکہ ان کا ایک زخمی آدمی میرے ہاتھ لگ گیا جسے وہ لوگ مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ جب میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ ہماری مخبری آرمی سنٹر کے انچارج میجر رائٹ نے سٹیلائٹ ٹیلی فون پر کی ہے اور ایسا میجر رائٹ نے صرف اس لڑکی کے حصول کے لئے کیا ہے جو پاکیشیائی ایجنٹوں کی ساتھ ہے۔ انہوں نے میجر رائٹ سے وعدہ کیا تھا کہ واپسی پر وہ لڑکی دو راتوں کے لئے میجر رائٹ کے پاس رہے گی''...... ریڈ ماسٹر نے کافی طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر آپ نے اس غدار کے ساتھ کیا کیا''...... صدر نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا۔

"سر۔ ہماری فیلڈ میں تو غداری کی فوری سزا موت ہے"۔ ریڈ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ نے یہ سزا میجر رائٹ کو دے دی ہے"...... صدر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ ایسی سزا دینا بہت ضروری تھا سر"...... ریڈ ماسٹر نے دھیمے لہجے میں صدر سے کہا۔

"او کے۔ اب آپ پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں کیا کارروائی کریں گے"...... صدر نے پوچھا۔

"سر۔ سیکرٹ ورلڈ میں ہمارے انتظامات مکمل ہیں اور اس کی تفصیل آپ کو معلوم ہے۔ یہ لوگ کسی بھی صورت میں سیکرٹ ورلڈ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو راجک جزیرے میں ہی ختم کرنے کی دوبارہ پلاننگ کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے اس دفعہ میں انہیں راجک جزیرے پر ہی ختم کر دوں گا"۔ ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"آپ ایسے ہی یقین بھری باتیں نہ کرتے رہیں۔ کچھ کارروائی بھی کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سیکرٹ ورلڈ میں قائم لیبارٹری کو تباہ کر کے غائب ہو جائیں اور آپ اس وقت بھی یہی کہہ رہے ہوں کہ مجھے یقین ہے میں ان کا خاتمہ کر لوں گا"...... صدر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ کال منقطع ہونے کے بعد ریڈ ماسٹر نے طویل سانس لیا اور پھر اس نے

انٹرکام کا رسیور اٹھا کر میجر رائٹ کے پی اے کا نمبر پریس کیا۔

"یس۔ پی اے ٹو میجر رائٹ"...... میجر رائٹ کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"میں ریڈ ماسٹر بول رہا ہوں اس آرمی سنٹر پر میجر رائٹ کا جونیئر کون ہے"...... ریڈ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"میجر ہاربر صاحب۔ میجر رائٹ کے جونیئر ہیں سر"...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اسے میرے آفس میں بھیج دو"...... ریڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک منٹ بعد ہی اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور میجر کی وردی میں ملبوس ایک فوجی اندر آ گیا۔ دفتر میں داخل ہوتے ہی جیسے اس کی نظر میجر رائٹ کی لاش پر پڑی وہ بری طرح چونک پڑا۔

"غداروں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ میں نے غداری کے جرم میں اسے گولی مار دی ہے"...... ریڈ ماسٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ رائٹ سر"...... میجر ہاربر نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اب میں تمہیں اس سنٹر کا انچارج بنا رہا ہوں"...... ریڈ ماسٹر نے اس سے کہا۔

"یس سر۔ تھینک یو سر"...... میجر ہاربر نے ریڈ ماسٹر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ریڈ ایجنسی یہاں کس مشن پر آئی ہوئی

ہے''۔۔۔ ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر سے پوچھا۔

''یس سر۔ کچھ پاکیشائی ایجنٹ ہیں۔ جنہیں تلاش کرنا ہے''۔ میجر ہاربر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشائی ایجنٹ اس وقت جزیرہ راجک میں ہیں۔ تم بتاؤ کہ انہیں کیسے تلاش کیا جائے''۔۔۔ ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''سر۔ اگر وہ راجک جزیرے میں ہیں تو لازماً راجک قبیلے والے انہیں پکڑ لیں گے۔ وہاں سے ہم ان کے بارے میں تازہ ترین صورت حال معلوم کر سکتے ہیں''۔۔۔ میجر ہاربر نے کہا تو ریڈ ماسٹر اچھل پڑا۔

''کیسے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''۔۔۔ ریڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں میجر ہاربر سے پوچھا۔

''راجک قبیلے کا ایک وحشی ہے راجبولو۔ وہ جزیرے کوچک میں آتا رہتا ہے اور اس کا ہم سے رابطہ بھی رہتا ہے۔ ہم اس سے تازہ ترین معلومات حاصل کر سکتے ہیں''۔۔۔ میجر ہاربر نے کہا۔

''تمہارا راجبولو سے کیسے رابطہ ہے اور وہ قبائلی تمہارے پاس کیا کرنے آتا ہے''۔۔۔ ریڈ ماسٹر نے بدستور حیرت سے پوچھا۔

''سر۔ وہ جنگل سے کچھ ایسے پھل لاتا ہے جن سے تیز ترین شراب بنتی ہے اور اس شراب کا نشہ سب سے الگ ہوتا ہے اور سر کبھی کبھی وہ کسی جنگلی عورت کو بھی لے آتا ہے اور سر ان کے پھلوں کی تیار شدہ شراب کی طرح ان جنگلی عورتوں کا بھی الگ ہی نشہ ہوتا

ہے۔ وہ جدید دنیا کی عورتوں سے کہیں زیادہ نشیلی ہوتی ہیں''۔ میجر ہاربر نے کہا تو ریڈ ماسٹر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔

''ہونہہ۔ وہ کتنے دن بعد آتا ہے اس جزیرے پر''۔۔۔ ریڈ ماسٹر نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ وہ تو کبھی کبھی آتا ہے لیکن اگر ہمیں شراب کی یا جنگلی عورت کی طلب محسوس ہو رہی ہو تو ہم اسے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بلا لیتے ہیں''۔۔۔ میجر ہاربر نے کہا تو ریڈ ماسٹر ایک بار پھر حیران ہو گیا۔

''ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بلا لیتے ہو۔ کیا اسے ٹرانسمیٹر کا استعمال آتا ہے''۔۔۔ ریڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اپنے مقصد کی خاطر ہم نے اسے ایک ٹرانسمیٹر بھی دیا ہوا ہے اور اس کا استعمال بھی سکھایا ہوا ہے''۔۔۔ میجر ہاربر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اس مرتبہ ریڈ ماسٹر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بڑے شیطان ہو تم لوگ۔ نیچر میں بھی مداخلت کر رہے ہو''۔ ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ راجبولو خود ہی اپنے فطری رنگ سے الگ ہو چکا ہے''۔ میجر ہاربر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میرے سامنے اس راجبولو سے رابطہ کرو اور اس سے

''پوچھو کہ اس کے قبیلے نے پاکیشائی ایجنٹوں کو پکڑ تو نہیں لیا''۔ ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر سے کہا۔

''او کے سر۔ میں ابھی ٹرانسمیٹر لے کر آتا ہوں''...... میجر ہاربر نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔اس کی واپسی تقریباً دو منٹ بعد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر تھا اس نے وہ ٹرانسمیٹر ٹیبل پر رکھا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے کال دینا شروع کر دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ راجبولو کہاں ہو تم۔ میری آواز سن رہے ہو''...... وہ بار بار اپنی بات دہرانے لگا۔

''ہاں۔ میں راجبولو بول رہا ہوں۔ تم کون ہو۔ اوور''۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''میں میجر ہاربر بول رہا ہوں کوچک جزیرے سے۔ اوور''۔ میجر ہاربر نے کہا۔

''یس سر۔ بولو۔ اوور''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''راجبولو۔ تمہارے جزیرے پر جدید دنیا کے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں۔ کیا تمہیں پتا لگا ہے۔اوور''...... میجر ہاربر نے کہا۔

''یس سر۔ وہ جدید دنیا کے لوگ دیوتا کے نمائندے ہیں۔ ان میں سے ایک افریقی حبشی ہے جو ہماری طرح آدم خور قبیلے شکلاک کا وحشی ہے۔ اوور''......دوسری طرف سے راجبولو کی آواز سنائی دی۔

''راجبولو۔ وہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ وہ دیوتا کے نمائندے نہیں ہیں۔ اوور''...... میجر ہاربر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ لوگ جھوٹ نہیں بول رہے۔ خود الو دیوتا نے اپنے نمائندے کے سر پر آ کر گواہی دی ہے۔ اوور''...... راجبولو کی آواز سنائی دی تو ریڈ ماسٹر نے ٹرانسمیٹر اپنی طرف کر لیا۔

''راجبولو۔ میں ریڈ ماسٹر بول رہا ہوں۔ میں میجر ہاربر سے بھی بڑا افسر ہوں۔ وہ لوگ واقعی جھوٹ بول رہے ہیں وہ دیوتا کے نمائندے نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے ملک کے بہت بڑے دشمن ہیں اور ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ اوور''...... ریڈ ماسٹر نے راجبولو سے کہا۔

''بڑے افسر صاحب۔ میں نے بتایا تو ہے کہ الو دیوتا نے خود اپنے نمائندے کے سر پر آ کر گواہی دی ہے۔ اب کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے راجبولو کی آواز سنائی دی۔

''یہ انہوں نے تمہیں جادو دکھایا ہے۔ تم مجھ سے ملو میں تمہیں اچھی طرح سمجھاتا ہوں۔ اوور''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو مل لو۔ اوور''۔ راجبولو نے کہا۔

''اس سے ملاقات طے کرو لیکن راجک جزیرے کی ایسی جگہ پر جہاں سے میرے ہیلی کاپٹر کی آواز ان کے قبیلے تک نہ جائے۔ اس

مرتبہ ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر سے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر بھی اس کی طرف کھسکا دیا۔ میجر ہاربر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''سنو راجبولو۔ ہم اڑنے والے پرندے پر راجک قبیلے آ رہے ہیں اس اڑنے والے پرندے کی آواز بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کی آواز وہ لوگ نہ سنیں جنہیں تم دیوتا کے نمائندے سمجھ رہے ہو۔ تم ہمیں ایسی جگہ بتاؤ جہاں ہم اڑنے والے پرندے کو اتار کر تم سے ملیں اور اس کی آواز تمہارے قبیلے تک نہ جائے۔ اوور''...... میجر ہاربر نے رجبولو سے کہا۔

''تم لوگ اپنے اڑنے والے پرندے کو سمندر کے کنارے اتار دینا۔ سمندر کا کنارہ ہماری جھونپڑیوں سے بہت دور ہے۔ میں بھی تمہیں وہیں مل لوں گا۔ اوور''...... راجبولو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم کچھ ہی دیر میں تمہارے جزیرے کے ساحل پر پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل''...... میجر ہاربر نے کہا اور اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر ریڈ ماسٹر کی طرف دیکھا۔

''او کے۔ آؤ چلتے ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو میجر ہاربر بھی فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

''یہ ٹرانسمیٹر اور بے ہوش کر دینے والے ایک دو بم بھی اپنے ساتھ لے لو اور میجر رائٹ کی لاش اٹھانے کی بھی ہدایت کر دو''...... ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر سے کہا۔

میجر ہاربر ایک طرف دوڑ گیا جبکہ ریڈ ماسٹر اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ ریڈ ماسٹر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہی تھا کہ میجر ہاربر بے ہوش کر دینے والے بم اٹھا کر ہیلی کاپٹر پر پہنچ گیا۔ ریڈ ماسٹر عموماً خود ہی اپنا ہیلی کاپٹر اڑاتا تھا۔ اب بھی اس نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر کچھ ہی دیر میں اس کا ہیلی کاپٹر راجک جزیرے کے قریب ساحل سمندر پر پہنچ گیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے اترا ریڈ ماسٹر کو ایک قبائلی اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔

''سر۔ یہ راجبولو ہے۔ ہے تو جنگلی لیکن کافی ذہین بھی ہے''۔ میجر ہاربر نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''اس کی ذہانت کا اندازہ تو میں نے اس کے ٹرانسمیٹر استعمال کرنے پر ہی لگا لیا تھا''...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے اس دوران راجبولو ان کے بہت قریب آ چکا تھا اس نے ان دونوں کو دیکھ کر مؤدبانہ انداز میں سلام کیا جس کا دونوں نے ہی جواب دیا اس کے بعد وہ ایک درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ ریڈ ماسٹر نے چاروں طرف کا جائزہ لے لیا تھا۔ دور دور تک کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

''اچھا۔ تمہارے خیال میں وہ آدمی تمہارے دیوتا کے نمائندے ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ دیوتا نے خود اپنے نمائندے کے سر پر آ کر بیٹھ کر گواہی

دی ہے۔ ایسے تو کسی نے بھی ان کی باتوں پر یقین نہیں کرنا تھا‘‘۔ راجبولو نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

’’راجبولو۔ تم لوگ بہت معصوم ہوتے ہو۔ جبکہ جدید دنیا کا انسان چالاک اور عیار ہے اور ایسے ایسے شعبدے یا جادوگری دکھاتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ دیوتا کو اپنے سر پر بیٹھا دینا بھی اس کی جادوگری ہے۔ وہ دیوتا کے نمائندے وغیرہ نہیں ہیں بلکہ ہمارے اور ہمارے ملک کے دشمن ہیں اور ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے اور تم اس کام میں ہماری مدد کرو گے‘‘...... ریڈ ماسٹر نے راجبولو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

’’میں آپ کی بات مان لیتا ہوں لیکن قبیلے کا کوئی اور فرد آپ کی بات کونہیں مانے گا‘‘...... راجبولو نے کہا۔

’’تم ہماری بات کو مان گئے ہو۔ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ ہماری مدد صرف تم نے کرنی ہے‘‘...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں مدد کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا‘‘...... راجبولو نے کہا۔

’’تمہیں کیا چاہئے‘‘...... ریڈ ماسٹر نے اس سے پوچھا۔

’’ہر نئے چاند پر ایک خوبصورت اور حسین عورت۔ میں کچھ دن اس کے ساتھ گزاروں گا اور پھر اس کا لذیذ اور مزیدار گوشت کھاؤں گا‘‘...... راجبولو نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

’’ایسا کتنے نئے چاندوں تک ہوتا رہے گا‘‘...... ریڈ ماسٹر نے راجبولو سے پوچھا۔

’’دس بارہ نئے چاندوں تک تو ایسا ہونا چاہئے‘‘...... راجبولو نے سوچتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے تمہیں ہر نئے چاند پر ایک خوبصورت، حسین اور نوجوان لڑکی مل جائے گی‘‘...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

’’تمہیں منظور ہے تو مجھے بھی منظور ہے۔ اب مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہو گا‘‘...... راجبولو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’جدید دنیا کے وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں‘‘...... ریڈ ماسٹر نے راجبولو سے پوچھا۔

’’وہ لوگ اس وقت سردار کے خاص مہمانوں کی حیثیت سے سردار کے خیمے میں ہیں اور رات گزارنے کے لئے ان کی جھونپڑیاں تیار کی جا رہی ہیں‘‘...... راجبولو نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

’’ان کا کیا پروگرام ہے۔ وہ ایک رات سردار کے مہمان رہیں گے یا زیادہ دن‘‘...... ریڈ ماسٹر نے پوچھا۔

’’صرف ایک رات۔ کل صبح وہ جزیرہ ناتک کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور ہمارا ایک قبائلی روحوں کے علاقے تک انہیں چھوڑنے جائے گا‘‘...... راجبولو نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

’’گڈ۔ کیا وہ قبائلی تم ہو سکتے ہو۔ تم ان لوگوں کو چھوڑنے

روحوں کے علاقے تک چلے جاؤ''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر میں سردار سے کہوں تو سردار مجھے ان کے ساتھ بھیج دے گا۔ سردار جانتا ہے کہ میرا تو کام ہی ادھر اُدھر گھومنا پھرنا ہے اور سردار کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں جدید دنیا تک آتا جاتا رہتا ہوں۔ سردار مجھ سے جدید دنیا کی باتیں سنتا رہتا ہے اور مجھ سے وہ بہت خوش ہے''...... راجبولو نے کہا۔

''یس۔ ٹھیک ہے۔ اب کل تمہی نے ان کے ساتھ جانا ہے اور میری ہدایات پر عمل کرنا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''مجھے بتایا جائے کہ مجھے کیا کرنا ہے''...... راجبولو نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا تو ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر کو اشارہ کیا جس پر میجر ہاربر نے جیب سے بے ہوش کر دینے والے بم نکالے اور راجبولو کو ان کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگا۔

''میں سمجھ گیا اب میں یہ استعمال کر لوں گا''...... راجبولو نے میجر ہاربر سے کہا۔

''کل جب تم ان باشندوں کے ساتھ جزیرہ ناتک کی طرف بڑھنے لگو تو اپنے قبیلے سے بہت دور جا کر یہ بم اس طرح استعمال کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی تمہیں یہ حرکت کرتے ہوئے دیکھ نہ سکے۔ یاد رکھو اگر ان میں سے کسی کو شک پڑ گیا تو پھر وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ جب وہ بے ہوش ہو جائیں تو پھر تم ہمیں ٹرانسمیٹر پر بتانا۔ ہم تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور ان بے ہوش

افراد کو اپنے قبضے میں لے لیں گے''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''ٹرانسمیٹر۔ یعنی جس مشین پر میں میجر ہاربر اور دیگر افسروں سے بات کرتا ہوں''...... راجبولو نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ وہی مشین اور یہ بھی خیال رکھنا کہ ان لوگوں کو وہاں بے ہوش کرنے کی کوشش کرنا جہاں سمندر کا کنارہ ساتھ ہو۔ تاکہ ہمارا یہ اڑنے والا پرندہ وہاں اتر سکے۔ ہمیں زیادہ دور نہ جانا پڑے''......اس مرتبہ میجر ہاربر نے راجبولو سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''بڑے افسر صاحب۔ ایک بات اور بھی ہے''...... راجبولو نے کہا تو ریڈ ماسٹر نے اسے چونک کر دیکھا۔

''اور کون سی بات ہے''...... ریڈ ماسٹر نے اس مرتبہ خشک لہجے میں راجبولو سے کہا۔

''ان کے ساتھ جو عورت ہے اسے میں لے جاؤں گا۔ مرد سارے آپ لے جانا''...... راجبولو نے کہا۔

''میں سمجھا تھا کہ تم شاید کوئی کڑی شرط رکھنے لگے ہو۔ ٹھیک ہے عورت کو تم لے جانا''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''راجبولو۔ اب تم جاؤ۔ رات ہو چکی ہے اب تم ان لوگوں پر نظر رکھو اور پھر اپنے سردار سے ان کے ساتھ جانے کی بات بھی کرنا اور اگر اس دوران کوئی اہم یا نئی بات ہو جائے تو فوراً ہی ٹرانسمیٹر پر مجھے اطلاع کرنا''...... میجر ہاربر نے راجبولو سے کہا تو وہ

اٹھا اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر وہ ایک طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ دونوں بھی اٹھ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے۔

''سر۔ ہم اسے ہر ماہ ایک لڑکی کہاں سے دیں گے''...... میجر ہاربر نے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے کون سا اپنا وعدہ پورا کرنا ہے یا راجبولو نے کون سا زندہ رہنا ہے۔ کل پاکیشیائی ایجنٹوں کو قبضے میں کرنے کے بعد ہم اسے بھی گولی مار دیں گے''...... ریڈ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یہ ٹھیک رہے گا''...... میجر ہاربر نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔

''میجر ہاربر۔ تم ایک بات تو بتاؤ''...... ریڈ ماسٹر نے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ پوچھیں سر''...... میجر ہاربر نے مؤدبانہ لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''یہ راجبولو تمہارے لئے جنگلی عورتیں اور شراب تیار کرنے والے انمول قسم کے پھل لاتا ہے اس کے بدلے میں تم اسے کیا دیتے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر سے پوچھا تو وہ سہم سا گیا۔

''میجر ہاربر۔ میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے''...... جب میجر ہاربر نے ریڈ ماسٹر کی بات کا جواب نہ دیا تو اس نے سخت لہجے میں کہا۔

''سس۔ سرے مم۔ میں کیا کہوں۔ میجر رائٹ نے ہی اسے کچھ آزادی دے رکھی تھی''...... میجر ہاربر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کس قسم کی آزادی دے رکھی تھی''...... ریڈ ماسٹر نے میجر ہاربر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''سر۔ راجبولو کو جزیرہ کوچک پر گھومنے پھرنے کی آزادی ہے اور چند بار یہاں سے کچھ لوگ بھی غائب ہوئے ہیں۔ جن کا آج تک کوئی پتا نہیں چلا۔شک یہی ہے کہ انہیں راجبولو اغوا کر کے لے گیا ہے''...... میجر ہاربر نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''پولیس نے ان گمشدہ افراد کو تلاش کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''پولیس نے ان کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی لیکن آج تک ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ ایک بار پولیس نے راجبولو کو بھی شامل تفتیش کیا تھا لیکن اس نے بتایا کہ وہ راگٹ قبیلے سے آتا ہے اور آرمی سنٹر میں میجر رائٹ سے ملتا ہے کیونکہ میجر رائٹ سے اس کی دوستی ہے۔ پولیس نے میجر رائٹ سے اس کے بیان کی تصدیق کی تو انہوں نے تصدیق کر دی''...... میجر ہاربر نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''راگٹ قبیلہ تو ان قبیلوں میں اچھی شہرت کا حامل قبیلہ ہے''۔ ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ اسی لئے راجبولو کو راگٹ قبیلے کا ظاہر کیا جاتا ہے''۔

میجر ہاربر نے کہا۔

''او کے۔ اب تو اس راجبولو کا خاتمہ بہت ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ تو یہ سارے آرمی سنٹر کا کورٹ مارشل کرا سکتا ہے اور دنیا بھر میں ہماری بدنامی کا باعث بھی بن سکتا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''جی سر۔ معلوم نہیں میجر رائٹ صاحب سے اس کے تعلقات کیسے قائم ہو گئے اور یہ باتیں انہوں نے کیوں نہیں سوچی تھیں جو آپ سوچ رہے ہیں''...... میجر ہاربر نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہونے لگا۔ وہ تمام رات ان کی سکون میں ہی گزری تھی۔ اگلے دن ریڈ ماسٹر اور میجر رائٹ اکٹھے بیٹھے راجبولو کی کال کا انتظار کر رہے تھے اس انتظار کے ساتھ ساتھ ریڈ ماسٹر نے سیکرٹ ورلڈ کے اندر موجود اپنے آدمیوں کو مزید چوکس رہنے کی ہدایت کر دی تھی۔ وہ صرف راجبولو پر ہی انحصار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ راجک قبیلے کے پاس نہ ہوتے تو وہ ان کے خلاف ایک اور کارروائی کرتا۔ پہلی کارروائی کے بعد وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے وقتی طور پر خوفزدہ ہو گیا تھا پھر اس نے سوچا تو اسے پلاننگ میں خامیاں نظر آئیں۔ اسے محسوس ہوا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کمال نہیں تھا بلکہ ان کی اپنی خامیاں تھیں۔ انہوں نے اپنے ارگرد صحیح نظر نہیں رکھی تھی اور اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کو وہ معمولی سی بات کو بھی نظر انداز نہیں کرے گا اس نے دارالحکومت سے ریڈ ایجنسی کے مزید افراد بھی بلا لئے تھے۔ جدید اسلحہ اور ضرورت کا

دیگر سامان بھی وافر مقدار میں منگوا لیا تھا۔ تازہ ترین انتظامات کر کے وہ مطمئن تھا کہ اب وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر لے گا اس نے خاص طور پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے والے پسٹل کافی مقدار میں منگوا لئے تھے۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے انہیں بے ہوش کر کے ان کے خلاف مزید ایکشن لے اسی لئے اب وہ مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا اور میجر ہاربر اس کے سامنے مؤدبانہ انداز میں بیٹھا تھا ان کا انتظار کافی طویل ہو گیا تھا۔

''لگتا ہے یہ راجبولو کسی کام کا نہیں ہے''...... ریڈ ماسٹر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ راجک قبیلے کے لئے مقدس مہمان ہیں۔ راجک سردار نے ان کی خوب خاطر تواضع کرنی ہے اور انہیں رخصت کرنے میں تاخیر کر دینی ہے بس تھوڑی تاخیر ہو رہی ہے لیکن ہمارا کام ضرور ہو گا ہم نے راجبولو کو لالچ ہی ایسا دیا ہے''...... میجر ہاربر نے ریڈ ماسٹر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''یہ وحشی بھی عجیب ہوتے ہیں۔ انسانوں کو ذبح کر کے کھا جاتے ہیں اور ان کی عزت کرنے پر آئیں تو انہیں دیوتا مان کر ان کے سامنے جھک جاتے ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سر دنیا بھر کے وحشی طاقت کے غلام ہیں جو بھی ان سے زیادہ طاقتور ہے وہ ان کا سردار یا دیوتا ہے اور چونکہ ذہانت بھی

طاقت ہی کی ایک قسم ہے بلکہ ذہانت ہی اصل طاقت ہے اس لئے پاکیشیائی ایجنٹوں نے ذہانت استعمال کرتے ہوئے اس قبیلے کو اپنا غلام بنا لیا ہے''...... میجر ہاربر نے کہا تو ریڈ ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ بہت ہی ذہین اور عیار لوگ ہیں۔ دیکھو، انہوں نے کیسا چکر چلایا ہے کہ پورا قبیلہ انہیں دیوتا کا نمائندہ سمجھ رہا ہے اور قبیلہ بھی ایسا جو اپنے علاقے میں کسی اجنبی کو برداشت ہی نہیں کرتا۔ ان کی وحشت، آدم خوری، ظلم و بربریت اور سفاکی کے قصے پورے ڈان مارک میں مشہور ہیں لیکن وہی قبیلہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ریئلی سر۔ یہ لوگ تو بہت ہی خطرناک ہیں''...... میجر ہاربر نے متاثر کن لہجے میں کہا۔

''خیر۔ یہ جتنے بھی خطرناک لوگ ہوں۔ اب ان کے دن گنے جا چکے ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ آپ کے سامنے کوئی بھی دم نہیں مار سکتا۔ جب آپ ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ تھے تو اس وقت بھی آپ کی شہرت پورے ڈان مارک میں تھی اور میں تو خاص طور پر آپ کا مداح تھا میری بڑی خواہش تھی کہ آپ سے میری ملاقات ہو اور اب میری خوش قسمتی دیکھیں کہ میں کل سے آپ کے ساتھ ہوں''...... میجر

ہاربر نے پہلی بار خوشامد کا ہتھیار استعمال کرتے ہوئے کہا اور اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ اپنی تعریف سن کر ریڈ ماسٹر خوش نظر آنے لگا۔

''میجر ہاربر۔ اس مشن میں تم میرے ساتھ ساتھ ہو اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے میں تمہارا اہم کردار ہے۔ ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر لیں تو میں صدر صاحب کو اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے خاص طور پر تمہاری تعریف کروں گا اور آرمی سے تمہارا ٹرانسفر ریڈ ایجنسی میں کرا لوں گا ۔چونکہ میرا اسسٹنٹ مارا جا چکا ہے اس لئے میں تمہیں ہی اپنا اسسٹنٹ بنا لوں گا''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔ریڈ ماسٹر کی بات سن کر میجر ہاربر خوش ہو گیا، اس نے تو یہ خوشامد اس لئے کی تھی کہ راجبولو کے معاملے میں ریڈ ماسٹر اس کا کورٹ مارشل نہ کرا دے کیونکہ راجبولو کے معاملے میں یہ آرمی سنٹر مجرم تھا۔ میجر رائٹ کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس معاملے میں ملوث تھے۔ وہ خوشامد کر کے ریڈ ماسٹر کے دل میں اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کرنا چاہتا تھا لیکن ریڈ ماسٹر تو اس کی خوشامد سے اتنا خوش ہو گیا کہ اس نے میجر ہاربر کو ریڈ ایجنسی میں اپنا اسسٹنٹ بنانے کا بھی وعدہ کر لیا تھا۔

''سر۔ آپ تو جوہری ہیں۔ عام سے پتھر کو ہیرا بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں''...... میجر ہاربر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''تم عام پتھر نہیں ہو، ہیرا ہی ہو۔ بس تمہیں تراشنا پڑے گا میں تھوڑی سی تمہاری تربیت کروں گا تو تم بہترین سیکرٹ ایجنٹ بن

جاؤ گے''...... ریڈ ماسٹر نے اس سے کہا تو وہ اور زیادہ خوش ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز آنے لگی۔

''سر۔ راجبولو کی کال آ گئی ہے''...... میجر ہاربر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ ریڈ ماسٹر نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا جبکہ میجر ہاربر نے ٹرانسمیٹر کال رسیور کی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ رجبولو بول رہا ہوں۔ اوور''...... دوسری طرف سے راجبولو کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ راجبولو۔تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا کیا ہے۔ اوور''۔ میجر ہاربر نے بیتابی سے پوچھا۔

''وہ سب اس وقت راجک قبیلے سے تقریباً پانچ میل دور مغرب کی طرف اور روحوں کے علاقے سے دو میل پہلے ایک جگہ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور یہاں سے سمندر کا کنارہ بھی بہت قریب ہے۔ اوور''...... راجبولو کی جوش میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تو ریڈ ماسٹر اور میجر ہاربر دونوں خوش ہو گئے۔

''بہت خوب۔ راجبولو۔ بہت خوب۔ اگر جگہ کی کوئی خاص نشانی ہو تو بتادو۔ تاکہ ہم جلد سے جلد پہنچ سکیں۔ اوور''...... میجر ہاربر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''افسر صاحب۔تم نے روحوں کے علاقے سے تھوڑا پہلے سمندر کا وہ کنارا دیکھا ہوا ہے جہاں سمندر میں ایک چھوٹی سی چٹان ابھری ہوئی ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے راجبولو کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ ہاں۔ ہم نے وہ جگہ دیکھی ہوئی ہے۔ ٹھیک ہے ہمارا اڑنے والا پرندہ وہیں اترے گا۔تم ہمارے اڑنے والے پرندے کو دیکھ کر فورا ہمارے پاس آ جانا۔ اوور''...... میجر ہاربر نے کہا۔

''تم جلدی سے آ جاؤ افسر صاحب۔ میں تمہیں وہیں ملوں گا۔ اوور''...... راجبولو نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی میجر ہاربر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ریڈ ماسٹر کی طرف دیکھا۔ ریڈ ماسٹر نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اس نے حکم دیا کہ پانچ افراد ہمہ قسم کے اسلحے سے لیس ہو کر ہیلی کاپٹر پر پہنچ جائیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ بے ہوش تھے اور اس نے اپنے آدمیوں کو بھی بے ہوش کر دینے والی گیس پسٹل اور گیس بم بھی اپنے ساتھ رکھنے کی ہدایت کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ پانچ آدمی بھی اس کے ساتھ کافی رہیں گے۔ فون کا رسیور رکھتے ہی وہ اپنی کرسی پر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر میجر ہاربر بھی اٹھا اور اس نے ٹرانسمیٹر بھی اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جولیا کے کانوں میں کچھ آوازیں پڑیں تو اس کا ذہن بیدار ہونے لگا پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھ کھل گئی اس نے لاشعوری انداز میں سامنے دیکھا۔ ان کی رہنمائی کرنے والا وحشی ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ یکلخت وہ لاشعور سے شعور کی طرف آ گئی اور بے ہوش ہونے کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ راجبولو نے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا کو ہوش میں دیکھ کر پہلے تو اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرے اور پھر اس کی آنکھوں میں ہوس کی چمک نظر آنے لگی اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا سے کوئی بات کی لیکن چونکہ اس نے یہ بات قبائلی زبان میں کہی تھی اس لئے جولیا کو سمجھ نہ آئی۔ وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ جولیا اس کی زبان نہیں جانتی۔

''تم تو ہمارے دیوتا کے نمائندے ہو۔ تمہیں ہماری زبان نہیں آتی''...... راجبولو نے طنزیہ لہجے میں ڈان مارک میں بولی جانے والی زبان میں کہا۔ اور چونکہ یہ زبان جولیا سمجھ لیتی تھی اس لئے اسے راجبولو کی بات سمجھ آ گئی۔

''اس بات کو رہنے دو اور یہ بتاؤ کہ تم ٹرانسمیٹر پر کس سے اور کیا بات کر رہے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''بہت بہادر بن رہی ہو۔ لیکن تم نے یہ خنجر دیکھا ہے۔ یہ تمہاری ساری بہادری ختم کر دے گا''...... راجبولو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں سے ایک خنجر نکال لیا۔

''اچھا۔ اس خنجر میں ایسی کیا خاص بات ہے''...... اس مرتبہ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اس پر راجی بوٹی کا رس لگا ہوا ہے یہ خنجر کسی کو چھو بھی گیا تو اس کا زندہ بچنا ممکن نہیں ہے''...... راجبولو نے کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ خنجر پر زہر لگا ہوا ہے۔ خنجروں، تلواروں اور تیروں پر زہر لگانے والی بات جوزف بھی انہیں بتا چکا تھا اس لئے جولیا نے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا کر لئے۔

''ہوں۔ اب تمہیں پتا لگا کہ اس خنجر میں کیا خاص بات ہے''...... راجبولو نے اسے خوفزدہ دیکھا تو وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔ جبکہ جولیا اور زیادہ سہمی ہوئی نظر آنے لگی۔

''لیکن تم مت گھبراؤ۔ اگر تم میری خواہش پوری کر دو گی تو نہ

صرف زندہ رہوگی بلکہ میں تمہیں جدید جزیرے کوچک تک بھی پہنچا دوں گا''...... راجبولو نے نہایت ہی میٹھے لہجے میں جولیا سے کہا۔

''تم وعدہ کرتے ہو۔ مجھے جزیرہ کوچک پہنچا دو گے''...... جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں وعدہ کرتا ہوں اور میں ہمیشہ سچا وعدہ کرتا ہوں''...... راجبولو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر تم میرے قریب آ جاؤ''...... جولیا نے کہا تو راجبولو خوشی خوشی اس کے قریب آ گیا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا جولیا نے اس کے خنجر والے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔ جس کے نتیجے میں اس کے ہاتھ سے خنجر دور جا گرا۔ اس کے بعد جولیا کی کہنی بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور راجبولو کی پسلیوں میں لگی وہ چیختا ہوا زمین پر گر گیا اس کے تو خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ کوئی عورت اتنی تیز، پھرتیلی اور طاقتور ہو سکتی ہے۔ اس نے جدید دنیا کی کئی عورتیں دیکھی تھی جو کمزور، بزدل اور رونے دھونے والی تھیں۔ اسے دیکھتے ہی رونے لگتی تھیں اور ہاتھ باندھنے لگتی تھیں۔ عورتوں کو اس حال میں دیکھ کر اسے بہت مزا آتا تھا لیکن جدید دنیا کی یہ عورت نجانے کیسی تھی کہ اس کا ایک ہاتھ کھا کر وہ زمین پر گر گیا تھا اور اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس سینے میں اٹک گیا ہو۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ جولیا نے اس کے سر پر ایک ٹھوکر رسید کر دی تھی اس کے بعد تو ایسا محسوس ہوا جیسے

جولیا کے ہاتھ پیروں میں مشینیں فٹ ہو گئی ہوں۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد ہی راجبولو کی حالت مردوں جیسی ہو گئی وہ زمین سے اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا۔ جولیا نے زمین پر گرا ہوا خنجر اٹھایا اور اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

''اب میں یہ خنجر تمہارے دل میں مار رہی ہوں''...... جولیا نے سفاک لہجے میں اس سے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مجھے معاف کر دو''...... راجبولو نے موت کے خوف سے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم ٹرانسمیٹر پر کس سے باتیں کر رہے تھے''...... جولیا نے سخت لہجے میں راجبولو سے پوچھا۔

''وہ میجر ہاربر اور اس سے بھی بڑا افسر ہے''...... راجبولو نے جولیا کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس بڑے افسر سے کیا باتیں ہو رہی تھیں''...... جولیا نے بدستور سخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

''وہ تم لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ میری ان سے کل ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے میرے ذمے تم لوگوں کو بے ہوش کرنے کا کام لگایا تھا''...... راجبولو نے کہا اور اس نے اپنی ملاقات کی تفصیل بھی بتا دی۔

''میرے بے ہوش ساتھی کس طرف پڑے ہیں''...... جولیا نے راجبولو سے اپنے ساتھیوں کے متعلق پوچھا تو اس نے ہاتھ کے

اشارے سے بتا دیا۔

''اب میجر ہاربر اور اس کا بڑا افسر سمندر کے کنارے پر آئیں گے۔ وہ کنارہ کس طرف ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ اڑنے والے پرندے پر آئیں گے اور کنارا اس طرف ہے''...... راجبولو نے پھر ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''راجبولو۔ چونکہ تم کئی عورتوں کی عزت سے کھیلنے کے بعد ان کا گوشت بھی کھا چکے ہو اس لئے تم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہو''۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے راجبولو کا خنجر اس کے دل میں اتار دیا۔ راجبولو کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور وہ تڑپنے لگا۔ جولیا نے اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور اس طرف بڑھنے لگی جس طرف اس کے ساتھی تھے۔ راجبولو کی بتائی جگہ پر وہ پہنچی تو اس نے دیکھا کہ عمران ہوش میں تھا اور وہ دیگر ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا اس نے جولیا کو آتے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہم یہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور تم جنگل کی سیریں کرتی پھر رہی ہو''...... عمران نے اس سے کہا۔

''مجھے راجبولو اٹھا کر لے گیا تھا''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے عمران کو تفصیل بتادی۔ تفصیل بتانے کے دوران ہی وہ بھی عمران کے ساتھ ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں سب ساتھی ہوش میں آ گئے۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے عمران نے انہیں بھی حالات بتادیئے۔

''اب ہم نے میجر ہاربر اور اس کے بڑے افسر کو پکڑنا ہے''۔ عمران نے اس سے کہا اور پھر وہ سمندر کے کنارے کی طرف چل پڑے۔ جولیا راجبولو سے سمت کا پوچھ چکی تھی اور جوزف نے بھی فضا میں سونگھ کر بتا دیا تھا کہ پانی کی خوشبو کس طرف سے آ رہی ہے۔ وہ جلد ہی ساحل سمندر پر پہنچ گئے اور پھر انہیں ساحل کے قریب ہی سمندر میں ایک چھوٹی سی چٹان بھی نظر آ گئی راجبولو نے اسی چٹان کی نشانی بتائی تھی۔ اب وہ چٹان کو دیکھ ہی رہے تھے کہ انہیں دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔

''جلدی سے درختوں کے پیچھے چھپ جاؤ''...... عمران نے انہیں ہدایت کی اور وہ سب جلدی سے گھنے درختوں کے پیچھے چھپ گئے۔ جلد ہی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گیا اور پھر وہ ایک جگہ پر اتر آیا۔ ہیلی کاپٹر پر ریڈ ایجنسی کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ جس سے عمران سمجھ گیا کہ ریڈ ایجنسی کا نیا چیف آیا ہے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے اترا۔اس میں سے سات افراد نیچے اترے۔ ایک نے فوجی وردی پہنی ہوئی تھی اور اس کے سٹارز اسے میجر ظاہر کر رہے تھے۔ جبکہ اس کے ساتھ ایک طویل قامت انسان تھا جس کے چہرے پر تکبر کے تاثرات تھے۔ میجر ہاربر اس کے سامنے مؤدبانہ نظر آ رہا تھا۔ عمران اور دیگر ساتھی بھی سمجھ گئے کہ یہ ریڈ ایجنسی کا نیا چیف ہے اور

چونکہ ریڈ ایجنسی کے چیف کو ریڈ ماسٹر کہا جاتا تھا اس لئے ان کے مطابق یہ نیا ریڈ ماسٹر تھا۔ باقی پانچ افراد ان دونوں کے پیچھے تھے اور نہایت مؤدب نظر آ رہے تھے۔ ان کے سینے پر بیج لگے ہوئے تھے جن پر ریڈ ایجنسی کا نشان نظر آ رہا تھا۔ وہ ساتوں ہی مسلح تھے اور نہایت ہی چوکنا نظر آ رہے تھے۔ ان کی نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔

''راجبولو نظر نہیں آ رہا''...... متکبرانہ چہرے والے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ راجبولو آ جائے گا۔ ہمیں کچھ دیر انتظار کرنا چاہئے''۔ میجر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ ان دونوں کی باتیں سننے کے بعد عمران کا ہاتھ اپنی جیب میں گیا اس کی جیب میں مشین پسٹل موجود تھا۔ اگلے ہی لمحے مشین پسٹل اس کی جیب سے باہر آیا اور پھر فائرنگ کی تیز آواز سے وہ علاقہ گونج اٹھا۔ میجر سمیت دیگر پانچ افراد ایک لمحے میں ہی تڑپتے ہوئے نظر آنے لگے۔ جبکہ ریڈ ماسٹر کے چہرے پر سے تکبر ختم ہو گیا تھا اب تکبر کی جگہ خوف اور دہشت نے لے لی تھی۔

''ریڈ ماسٹر۔ تم اپنا ہتھیار پھینک کر ہاتھ سر پر رکھ لو ورنہ تمہاری لاش بھی ان تڑپتی ہوئی لاشوں میں شامل ہو جائے گی''...... عمران نے بلند آواز میں کہا تو اس نے فوراً ہی اپنا ریوالور زمین پر پھینک دیا اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ لئے۔

جیسے ہی اس نے اپنے ہاتھ سر پر رکھے عمران درخت کے پیچھے سے نکل کر اس کے طرف بڑھا۔ عمران کو اس کی طرف بڑھتے دیکھ کر باقی ساتھی بھی درختوں کے پیچھے سے نکل آئے۔

''وہ۔ وہ راجبولو نے تو بتایا تھا کہ تم سب بے ہوش ہو چکے ہو''...... ریڈ ماسٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اس نے سچ بتایا تھا اس نے واقعی ہمیں بے ہوش کر لیا تھا لیکن اب اس کی لاش جنگل میں پڑی ہوئی ہے اور شاید اب اس لاش کو جنگلی جانور کھا بھی رہے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم بہت ہی حیرت انگیز افراد ہو۔ میں نے اپنی زندگی میں تم جیسے لوگ نہیں دیکھے''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''تم کون ہو''...... عمران نے اسے پوچھا۔

''میں ریڈ ماسٹر ہوں۔ ریڈ ایجنسی کا چیف''...... ریڈ ماسٹر نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا نام مارک بوچر ہے۔ میں پہلے ملٹری انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر تھا''...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

''تمہارے ملک میں اچھے اور بہادر سیکرٹ ایجنٹ نہیں پائے جاتے جو تم جیسے احمقوں اور بزدلوں کو ایجنسیوں کا چیف بنا دیا جاتا ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''میرے کارناموں سے فائلیں بھری پڑی ہیں لیکن تمہارے

مقابلے پر معلوم نہیں کیوں مجھے شکستیں ہو رہی ہیں اور تمہارا بزدلی والا طنز بھی درست نہیں ہے۔ اگر میں بزدل ہوتا تو تمہارے پیچھے دوبارہ ہرگز نہ آتا"۔ ریڈ ماسٹر نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی تو تمہارے چہرے پر خوف دکھائی دے رہا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کی اچانک موت سے میں پریشان ضرور ہوا تھا لیکن خوفزدہ نہیں تھا"...... ریڈ ماسٹر نے کہا۔

"او کے۔ میں نے مان لیا کہ تم بہادر اور نڈر سپاہی ہو اب تم مجھے سیکرٹ ورلڈ میں قائم ہونے والی سیکرٹ لیبارٹری کی تفصیل بتاؤ۔ وہ کہاں ہے اس کا راستہ کہاں ہے اس کی سیکورٹی کے انتظامات کیا کیا ہیں اس میں کتنے لوگ کام کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ"...... عمران نے ریڈ ماسٹر سے کہا۔

"میرے ذمے تو صرف یہ کام لگایا گیا ہے کہ میں تمہیں سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہونے سے روکوں اور اس سلسلے میں، میں نے جزیرہ کوچک میں وسیع انتظامات بھی کئے کیونکہ ہمیں یقین تھا کہ تم اس طرف سے جزیرہ نا تک میں داخل ہونے کی کوشش کرو گے لیکن تم نے ہمارے خیال کے برعکس خطرناک راستے کا انتخاب کیا۔ جو کہ ہمارے خیال کے مطابق ممکن نہیں تھا۔ مجھے لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے"...... ریڈ ماسٹر نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا"...... عمران نے سرد لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

"تم یقین جانو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے"...... ریڈ ماسٹر نے عمران سے کہا۔

"جوزف۔ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نو باس۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے"...... جوزف نے ریڈ ماسٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ سچ کتنی دیر میں بولنے لگے گا"...... عمران نے جوزف سے سوالیہ انداز میں کہا۔

"چند لمحوں کی بات ہے باس اور پھر یہ جنگل ہے اس کی چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے"...... جوزف نے کہا۔

"جوزف اسے میرے سوالوں کے جواب دینے سے پہلے مرنا نہیں چاہئے۔ باقی تم اس سے جس طرح چاہے سلوک کرو میری طرف سے اجازت ہے"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے وحشیانہ انداز میں مسکرا کر ریڈ ماسٹر کی طرف دیکھا۔

"تم میری بات کا یقین کرو مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے"۔ ریڈ ماسٹر نے عمران سے کہا۔ ابھی اس کی بات بمشکل ہی پوری ہوئی تھی کہ وہ ایک دم فضا میں بلند ہوا۔ جوزف نے اسے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا تھا۔ اوپر اٹھتے ہی اس کی لات بھی حرکت میں آ گئی۔

اس نے فوجی بوٹ پہنا ہوا تھا۔ بوٹ کی نوک جوزف کے سینے میں لگی اور یہ ٹھوکر اتنی زور دار تھی کہ جوزف کو اپنا سانس سینے میں رکتا ہوا محسوس ہوا۔ جوزف کی گرفت ریڈ ماسٹر کی گردن پر کمزور پڑ گئی۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپا اور جوزف کے ہاتھ سے نکل گیا اس کے ساتھ ہی اس کے سر کی بھرپور ٹکر جوزف کے سینے میں پڑی یقیناً اس میں گینڈے جیسی طاقت تھی اس لئے جوزف ٹکر کھا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ریڈ ماسٹر بھی دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے دوڑ کر جوزف کو ایک اور ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اپنے ہاتھ کو مٹھی کی طرح بند کیا اور بھیلیے کی طرح بڑھتے ہوئے ریڈ ماسٹر کے ماتھے پر مکا مار دیا۔ ریڈ ماسٹر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ماتھے پر ہتھوڑا لگا ہو۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کا سر چکرا گیا اور اسی لمحے اس کے پیٹ میں جوزف کی لات لگی۔ طویل قامت اور گینڈے جیسی جسامت رکھنے والا ریڈ ماسٹر اچھل کر دور جا گرا۔ پھر اس نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ جوزف چاہتا تو اسی دوران آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر سکتا تھا لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ ریڈ ماسٹر نے اٹھتے ہی ایک بار پھر اس کی طرف دوڑ لگائی اور پھر صرف دو قدم پہلے پہنچ کر وہ یکدم رکا اور بجلی کی سی تیزی سے اس کی لات حرکت میں آئی اس کے پاؤں کی ایک ٹھوکر جوزف کے منہ پر لگی۔ جوزف اسے دوڑتے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ اسے ٹکر مارے گا اور ریڈ ماسٹر کی ٹکر سے بچنے کے لئے وہ حرکت میں آ چکا تھا۔ ریڈ

ماسٹر اسے ڈاج دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ جوزف کے منہ پر ریڈ ماسٹر کی ٹھوکر لگی تو جوزف لڑکھڑا گیا وہ ابھی لڑکھڑا ہی رہا تھا کہ ریڈ ماسٹر کا ہاتھ حرکت میں آ گیا اس نے لڑکھڑاتے ہوئے جوزف کو مکا مارنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا تو ریڈ ماسٹر کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی کیونکہ اس کی کلائی ٹوٹ چکی تھی۔ ریڈ ماسٹر کی کلائی توڑنے کے بعد جوزف نے اس کا بازو بھی پکڑا لیکن ابھی وہ اس کے بازو کو جھٹکا دینا ہی چاہتا تھا کہ ریڈ ماسٹر نے اچھل کر اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ جوزف کی ناک سے خون جاری ہو گیا جس کی وجہ سے جوزف کا چہرہ انتہائی خوفناک ہو گیا تھا۔

ناک پر ٹکر کھانے کے باوجود جوزف نے اس کا بازو نہ چھوڑا اس نے ریڈ ماسٹر کے بازو کو جھٹکا دیا اور اس کی کہنی ٹوٹ گئی۔ ریڈ ماسٹر کے منہ سے ایک اور چیخ نکلی تو جوزف نے اس کے گھٹنے پر ایک ٹھوکر رسید کر دی ریڈ ماسٹر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے گھٹنے پر بھاری پتھر لگا ہو اس کی گھٹنے کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا۔ جوزف نے اس کی دوسری ٹانگ پکڑی اور اس گھٹنے پر بھی لات رکھ کر جھٹکا دیا ریڈ ماسٹر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا اور اس کے منہ سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔ جوزف نے اس کی ٹانگ چھوڑ کر اس کا صحیح سلامت ہاتھ پکڑ لیا اور پھر اس نے اس کے دوسرے ہاتھ کی کلائی بھی توڑ دی۔ ریڈ ماسٹر کی چیخوں میں

اضافہ ہو گیا۔ جوزف اس کے قریب ہی زمین پر بیٹھ گیا اور پھر جوزف کی ایک انگلی خنجر کی طرح ریڈ ماسٹر کی آنکھ میں گھسی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل کر زمین پر جا گرا۔ ریڈ ماسٹر کا تڑپنا تیز ہو گیا۔

''ریڈ ماسٹر۔ میرے سوالوں کے جواب دے دو۔ ورنہ اس وحشی نے تمہیں مرنے بھی نہیں دینا اور تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی توڑ دینی ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں ریڈ ماسٹر سے کہا۔

''پپ۔ پپ۔ بب۔ بب۔ بتاتا۔ ہوں''...... ریڈ ماسٹر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ۔ جزیرہ ناتک میں لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں اس سے پوچھا۔

''سیکرٹ ورلڈ میں ساحل سمندر سے شمال مشرق کی طرف تین کلو میٹر کے فاصلے پر گھنے درختوں کے درمیان میں ایک مصنوعی پہاڑی ہے اور اس پہاڑی پر مصنوعی آبشار بھی بنائی گئی ہے آبشار کے بالکل سامنے پچاس قدم کے فاصلے پر ایک انتہائی موٹا اور گھنا درخت ہے جس پر سرخ پھول لگتے ہیں اس درخت کی سب سے موٹی شاخ کو تین بار کھینچنے پر آبشار کی پشت پر پہاڑی میں ایک راستہ بن جاتا ہے، جو لیبارٹری تک جاتا ہے''...... ریڈ ماسٹر نے پہاڑی کی مکمل لوکیشن بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں''...... عمران نے لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوچھا۔

''لیبارٹری کے راستے پر اور لیبارٹری کے اندر تو سائنسی انتظامات ہیں جو بھی اندر جانے کی کوشش کرے گا وہ خود بخود بے ہوش ہو جائے گا۔ لیبارٹری سے باہر جزیرے پر ریڈ ایجنسی اور آرمی کے جوان موجود ہیں۔ جنہیں آرڈر دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی اجنبی کو دیکھ کر بغیر وارننگ اور بغیر پوچھ گچھ کے گولی مار دیں اور ریز تو یہاں سے تھوڑی دور موجود ہیں جو جاندار کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں''...... ریڈ ماسٹر نے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتایا۔

''اگر تمہیں جزیرے میں جانا ہو تو کیسے جاؤ گے''...... عمران نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا۔

''سیکرٹ ورلڈ میں آرمی سنٹر ہے جس کا انچارج کرنل جیری ہے۔ میں اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کروں گا۔ وہ ناتک کے ساحل سمندر پر موجود آرمی چیک پوسٹ کو ہدایت دے گا اور ساحل سمندر سے سو قدم دور موجود ریز کو کچھ دیر کے لئے آف کر دے گا اور میں جزیرہ ناتک میں داخل ہو جاؤں گا۔ میرے داخلے کے فوراً بعد وہ ریز کو آن کر دے گا اور پھر میری واپسی بھی اسی طرح ہو گی''۔ ریڈ ماسٹر نے عمران سے کہا۔

''کرنل جیری کی فریکوئنسی کیا ہے''...... عمران نے ریڈ ماسٹر سے پوچھا تو اس نے فریکوئنسی بتا دی۔

''جوزف۔ ریڈ ماسٹر کے بازو اور پاؤں تو ٹوٹ چکے ہیں گر ن کیوں سلامت ہے''...... عمران نے جوزف سے کہا۔ اور ابھی عم ن کی بات بمشکل پوری ہوئی تھی کہ ریڈ ماسٹر کی گردن کی ہڈی ٹو ٹنے کی آواز سنائی دی۔ جوزف نے دونوں ہاتھ سے اس کا سر پکڑ ل گھما دیا تھا اور وہ تڑپ رہا تھا۔

''ریڈ ماسٹر کے قدو قامت کا ہم میں سے کوئی نہیں اس ئے اس کا میک اپ تو ہو نہیں سکتا۔ میں میجر ہاربر کا میک اپ، کر ہا ہوں، تنویر، صدیقی، نعمانی، چوہان اور صفدر ریڈ ایجنسی کے دیگر ا اد کا میک اپ کر لیں''...... عمران نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے ک تو انہوں نے عمران کی ہدایت پر عمل کیا۔ ہر قسم کی تیاری وہ پہلے ے ہی کر کے چلے تھے۔ عمران نے تو سائنسی حفاظتی انتظامات کے ڑ کے بھی انتظامات کئے تھے۔

ریز آف کرنے کے لئے بھی اس کے پاس اینٹی ریز گن مو ود تھی لیکن اب ریڈ ماسٹر کے ہاتھ آنے کی وجہ سے اس نے سیکر ٹ ورلڈ میں داخلے کا پروگرام تبدیل کر دیا تھا۔ اس پروگرام کے مط ق اب سیکرٹ ورلڈ میں موجود سیکورٹی آفیسر نے خود انہیں ساتھ لے جانا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ میں ہی وہ میک اپ سے فارغ ہو گ ے۔ ریڈ ماسٹر اور میجر ہاربر کی تلاشی کے دوران عمران کو ٹرانسمیٹر بھی ل گیا تھا۔ میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے کرنل ج ی کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور کال دینے لگا۔

''ہیلو۔ ہیلو کرنل جیری۔ ریڈ ماسٹر کالنگ یو۔ اوور''...... وہ بار بار یہ الفاظ دہرا رہا تھا۔ آواز ریڈ ماسٹر کی ہی تھی۔

''یس سر۔ کرنل جیری اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... کچھ دیر بعد اسے ایک آواز سنائی دی۔

''کرنل جیری۔ میرا اسسٹنٹ میجر ہاربر پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش میں جزیرہ راجک تک پہنچ گیا تھا۔ کیونکہ ہمیں خبر ملی تھی کہ وہ ایجنٹ جزیرہ راجک میں موجود ہیں۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی تعداد نو تھی۔ میجر ہاربر نے ان کے تین ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے، جن میں ایک عورت ایک افریقی حبشی اور ایک مرد ہے جو مقامی میک اپ میں ہے۔ تم میری بات سن رہے ہو کرنل جیری۔ اوور''...... عمران نے ریڈ ماسٹر کی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں نہایت توجہ سے آپ کی بات سن رہا ہوں۔ اوور''...... کرنل جیری کی آواز سنائی دی۔

''ان تین افراد نے بتایا ہے ان کے باقی ساتھی سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو چکے ہیں۔ مجھے ان کی بات پر یقین تو نہیں لیکن ہم لوگ اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میرا اسسٹنٹ میجر ہاربر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ میرے ہیلی کاپٹر پر جزیرہ ناتک کے ساحل پر موجود آرمی چیک پوسٹ پر پہنچ رہا ہے۔ وہ تینوں ایجنٹ بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ تم نے میجر ہاربر کو اپنے آرمی سنٹر لانا ہے اور اس کی تسلی کرانی ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو جائیں۔ اوور"...... کرنل جیری کی مؤدبانہ اور حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے بھی یقین نہیں ہے لیکن ہم اس موقع پر معمولی سی بات کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے لہٰذا ہم نے اپنی تسلی ضروری کرنی ہے۔ اوور"...... عمران نے ریڈ ماسٹر کی آواز میں سخت لہجے میں کہا۔

"او کے سر۔ میں میجر ہاربر کو ساحل سمندر کی چیک پوسٹ پر رسیو کر لوں گا۔ اوور"...... کرنل جیری نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بات اور بھی ذہن میں رہے کہ تم بیشک کرنل ہو اور ہاربر میجر لیکن میجر ہاربر ریڈ ایجنسی کا اسسٹنٹ ہے اور اس عہدے کے اعتبار سے وہ تم سے اختیارات میں کہیں بڑا افسر ہے وہ تم جیسے درجنوں کرنلوں کو وجہ بتائے بغیر ڈسمس کر سکتا ہے۔ لہٰذا اس کے سامنے اس اکڑ میں مت رہنا کہ تم کرنل ہو اور وہ میجر۔ اوور"...... عمران بدستور ریڈ ماسٹر کی آواز میں اور سخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر۔ میجر ہاربر صاحب میرے باس ہیں۔ اوور" کرنل جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میجر ہاربر جزیرہ ناتک کے بہت قریب ہیں۔ وہ چند لمحوں میں ساحل سمندر تک پہنچ جائیں گے۔ لہٰذا تم فوراً ہی ساحل سمندر کی چیک پوسٹ پر پہنچو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"او کے سر۔ اوور"...... کرنل جیری کی آواز سنائی دی۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے ریڈ ماسٹر کی آواز میں کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چلو۔ اب سب ہیلی کاپٹر پر سوار ہو جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔

"ہیلی کاپٹر میں لازماً رسی بھی ہو گی رسی تلاش کرو جوزف، خاور اور جولیا کے ہاتھ پشت پر باندھ دو لیکن اس طرح کہ یہ جب چاہیں بآسانی اپنے ہاتھ کھول لیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

صفدر نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو ہیلی کاپٹر کے ایک کونے میں اسے رسی کا بنڈل نظر آ گیا۔ اس نے ان تینوں کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

"سوری مس جولیا، سوری خاور، سوری جوزف، سچویشن ہی ایسی بن گئی ہے"...... صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ہم بھی سمجھ رہے ہیں سوری کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس دوران عمران ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر چکا تھا اور پھر چند ہی منٹوں کے بعد اسے ناتک جزیرے کا ساحل نظر آ گیا۔ اس نے نیچے پرواز کی اور پھر اسے ایک کیمپ بھی نظر آ گیا جو کہ آرمی کی چیک پوسٹ تھی۔ عمران جو کہ میجر ہاربر کے میک اپ میں تھا اس

نے ایک مناسب جگہ دیکھ کر ہیلی کاپٹر نیچے اتار لیا۔ پھر سب سے پہلے عمران نیچے اترا اس کے بعد جولیا، خاور اور جوزف نیچے اترے۔ جن کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پھر باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے جو کہ ریڈ ایجنسی کے ایجنٹوں کے میک اپ میں تھے اور انہوں نے ریڈ ایجنسی کے مخصوص نشان والے بیج بھی لگائے ہوئے تھے۔ عمران کے کام آنے والا تمام سامان عمران کی جیکٹ کی جیبوں میں تھا اس لئے انہوں نے باقی سامان ہیلی کاپٹر کے اندر ہی چھوڑ دیا تھا۔ صفدر اور تنویر وغیرہ کے پاس مشین پسٹل بھی تھے۔ جن کا رخ انہوں نے جولیا، خاور اور جوزف کی طرف کیا ہوا تھا۔ جیسے ہی عمران وغیرہ ہیلی کاپٹر سے اتر کر چیک پوسٹ کی طرف بڑھے آرمی کی وردی میں ملبوس ایک آفیسر دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اپنے سٹارز سے وہ کرنل ظاہر ہو رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی کرنل جیری ہے۔ کرنل جیری کے پیچھے تین چار اور بھی فوجی جوان آ گئے۔ کرنل جیری نے عمران کے قریب پہنچتے ہی اسے سیلوٹ کیا اس کے ساتھ آنے والوں نے بھی اس کی تائید میں عمران کو سیلوٹ کیا۔

"سر۔ میرا نام کرنل جیری ہے اور میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں"...... کرنل جیری نے عمران سے کہا۔

"تھینک یو۔ کیا باس نے آپ کو کال کی ہے"...... عمران نے کرنل جیری سے پوچھا۔

"یس سر۔ کچھ دیر پہلے ہی ان کی کال آئی ہے اور میں آپ کے استقبال کے لئے یہاں آ گیا ہوں"...... کرنل جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"باس کا ہیلی کاپٹر میرے پاس ہے۔ ورنہ باس خود آ جاتے۔ اب بھی وہ شاید کسی اور ہیلی کاپٹر پر آ جائیں"...... عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے قدم چیک پوسٹ کی طرف بڑھائے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اسلحہ کی زد میں دیکھ کر کرنل جیری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

"سر۔ انہوں نے بالکل غلط بیانی کی ہے کہ ان کے ساتھی سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو چکے ہیں۔ آپ خود سوچیں سر۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ مخصوص ریز تو ایک لمحے کے لئے بھی آف نہیں ہوئیں۔ پھر کوئی کیسے سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو سکتا ہے"...... کرنل جیری نے عمران کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات میں نے بھی باس سے کی تھی لیکن ان کا کہنا ہے کہ ہم بہرحال اپنی تسلی کریں"...... عمران نے کہا۔

"بڑے آفیسر تو اپنے حکم کی تعمیل چاہتے ہیں سر۔ اور ان کے حکم کی تعمیل کرنا ہمارا فرض بھی ہے"...... کرنل جیری نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کرنل جیری صاحب"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں ایک بڑا سا خیمہ لگایا گیا تھا۔ خیمے سے باہر

ایک درمیانے سائز کی میز اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز پر ایک وائرلیس سیٹ اور ایک ٹرانسمیٹر سیٹ بھی رکھا ہوا تھا۔

''سر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ریز سنٹر کال کر کے ان سے ریز آف کرالوں''...... کرنل جیری نے عمران سے کہا تو عمران ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ باقی تمام لوگ کھڑے رہے۔ کرنل جیری نے وائرلیس سیٹ اٹھایا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل جیری اسپیکنگ''...... اس نے وائرلیس کا بٹن پریس کرنے کے بعد کہا۔

''یس ریز آفس''...... وائرلیس پر آواز سنائی دی۔

''ریڈ ایجنسی کے سیکشن چیف جناب میجر ہاربر اپنے ساتھیوں سمیت تشریف لا چکے ہیں۔ آپ ساحل چیک پوسٹ کے قریب کی ریز دو منٹ کے لئے آف کر دیں تاکہ میجر ہاربر صاحب جزیرہ ناتک کے اندر تشریف لا سکیں''...... کرنل جیری نے کہا۔

''او کے۔ ریز آف کی جا رہی ہیں۔ آپ ایک منٹ بعد چیک کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

کرنل جیری نے وائرلیس میز پر رکھا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔ پھر اس کی نظریں گھڑی پر لگی رہیں۔

''سر۔ ایک منٹ ہو گیا ہے۔ میں چیک کر لوں''...... ایک منٹ بعد کرنل جیری نے کہا۔ اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اس کا ہاتھ باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی وہاں ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور

تیز بو پھیل گئی۔ کرنل جیری کے اطمینان اور انداز کو دیکھ کر کوئی بھی اس کی نیت کا اندازہ نہیں کر سکا تھا اس لئے وہ مطمئن کھڑے تھے۔ بو پھیلتے ہی ان سب کے سر چکرائے اور وہ لہرا کر زمین پر گرتے چلے گئے۔ ان کے دماغوں پر سیاہ چادر سی پھیل گئی تھی۔

مشیر قومی امور کرنل براؤن اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔

"یس۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر پوچھا۔

"سر۔ کرنل جیری صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"...... اس کے پی اے نے بتایا۔

"اوہ۔ کرنل جیری۔ کراؤ بات"...... کرنل براؤن نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اگلے ہی لمحے اس کے ٹیلی فون کی بیل بجی تو اس نے فوراً ہی رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل براؤن مشیر برائے قومی امور اسپیکنگ"...... اس نے بارعب آواز میں کہا۔

"سر۔ میں کرنل جیری بول رہا ہوں سیکرٹ ورلڈ کے آرمی سنٹر سے"...... دوسری طرف سے کرنل جیری کی آواز سنائی دی۔

"جی کرنل جیری صاحب۔ آپ نے فون کرنے کی زحمت کیسے کی"...... کرنل براؤن نے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔ ابھی چند لمحے پہلے ریڈ ماسٹر صاحب کا فون آیا ہے اور انہوں نے بڑی عجیب بات کی ہے"...... کرنل جیری نے کہا۔

"کیا عجیب بات کی ہے ریڈ ماسٹر صاحب نے"...... کرنل براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے اسسٹنٹ میجر ہاربر نے تین پاکیشیائی ایجنٹ جزیرہ راجک سے گرفتار کئے ہیں اور ان ایجنٹوں نے میجر ہاربر صاحب کو بتایا ہے کہ ان کے باقی ساتھی سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب میجر ہاربر اور ریڈ ایجنسی کے پانچ ایجنٹ سیکرٹ ورلڈ میں آنا چاہتے ہیں تاکہ حالات کا جائزہ لے سکیں اور ان لوگوں کے ساتھ گرفتار شدہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی ہوں گے"...... کرنل جیری نے کہا۔

"واقعی۔ یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔ بھلا پاکیشیائی ایجنٹ سیکرٹ ورلڈ میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں۔ کیا کسی لمحے ریز آف ہوئی ہیں یا کسی قسم کی وہاں کوئی گڑبڑ دیکھی گئی ہے"...... کرنل براؤن نے کہا۔

"نو سر۔ ایسی کوئی بھی بات نہیں ہوئی"...... کرنل جیری نے حتمی لہجے میں کہا۔

"کیا ریڈ ماسٹر صاحب خود بھی آ رہے ہیں"...... کرنل براؤن

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ میجر ہاربر صاحب آ رہے ہیں۔ ہاں وہ ریڈ ماسٹر صاحب کے ہیلی کاپٹر پر آ رہے ہیں''...... کرنل جیری نے کہا۔

''میجر ہاربر گرفتار شدہ ایجنٹوں کو بھی سیکرٹ ورلڈ کے اندر لے جانا چاہتے ہیں''...... کرنل براؤن نے پوچھا۔

''یس سر اور یہ بھی بہت حیرت کی بات ہے''...... کرنل جیری کی آواز سنائی دی۔

''نو کرنل جیری صاحب۔ اجنبی افراد کو کسی بھی صورت سیکرٹ ورلڈ میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ آپ ایسا کریں کہ جیسے ہی وہ لوگ آئیں آپ ان سب کو بے ہوش کر دیں۔ مجھے سارا معاملہ ہی مشکوک نظر آ رہا ہے۔ میں اس دوران ریڈ ماسٹر صاحب سے رابطہ کرتا ہوں۔ پھر جو بھی بات ہو گی میں آپ کو فون پر بتا دوں گا''...... کرنل براؤن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''سر۔ ریڈ ماسٹر صاحب نے مجھ سے کافی سخت لہجے میں بات کی ہے۔ وہ بہت با اختیار اور طاقتور شخصیت ہیں۔ کہیں وہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں''...... کرنل جیری نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ آپ کے خلاف کچھ نہیں ہو گا۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ بننے لگے تو آپ کہہ دیجئے گا کہ یہ کارروائی آپ نے میرے حکم پر کی تھی اور ہاں ایک بات کا خیال رکھے گا کہ انہیں احساس نہ ہونے پائے کہ آپ ان کے خلاف

ارروائی کر نے والے ہیں۔ بس آپ نے اچانک ہی انہیں بے
ش کر دینا ہے اس کے بعد میں خود پہنچ جاؤں گا اور معاملات کو
نبھال لوں گا''...... کرنل براؤن نے کہا۔

''او کے سر۔ تھینک یو سر''...... کرنل جیری نے کہا تو کرنل براؤن نے رسیور رکھ دیا اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر اس نے
نٹرکام کا رسیور اٹھا کر پی اے کے نمبرز پریس کئے۔

''یس سر''...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جزیرہ کوچک کے آرمی سنٹر میری بات کرائیں''...... کرنل براؤن نے اپنی پی اے سے کہا۔

''او کے سر۔ پی اے کی آواز سنائی دی تو اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔

چند سیکنڈ بعد اس کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''کرنل براؤن، مشیر برائے قومی امور اسپیکنگ''...... اس نے بارعب آواز میں کہا۔

''سر۔ میں جزیرہ کوچک کے آرمی سنٹر سے کیپٹن سالٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''کیپٹن۔ اس سنٹر کے انچارج میجر ہاربر ہیں نا''...... کرنل براؤن نے بدستور بارعب آواز میں کہا۔

''یس سر۔ لیکن انہیں ریڈ ماسٹر صاحب نے اپنا اسسٹنٹ بنا لیا

ہے اور اب وہ انہیں ریڈ ایجنسی میں لے جائیں گے"...... دوسری طرف سے کیپٹن سالٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ریڈ ماسٹر صاحب بھی آج کل آپ کے سنٹر پر ہوتے ہیں"......کرنل براؤن نے کہا۔

"یس سر۔ وہ ایک مشن کی نگرانی کے لئے جزیرہ کوچک میں ہوتے ہیں"...... کیپٹن سالٹ نے کہا۔

"ریڈ ماسٹر صاحب اور میجر ہاربر صاحب اس وقت کہاں ہیں"...... کرنل براؤن نے پوچھا۔

"سر۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ وہ جن پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش میں ہیں وہ ایجنٹ جزیرہ راجک میں موجود ہیں۔ ان ایجنٹوں کی گرفتاری یا خاتمے کے لئے ریڈ ماسٹر صاحب اور میجر ہاربر صاحب مزید پانچ افراد کے ساتھ جزیرہ راجک گئے ہیں"...... کیپٹن سالٹ نے کہا۔

"یہاں تک تو معاملات ٹھیک نظر آ رہے ہیں"...... کرنل براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میرے لئے کوئی حکم ہے سر"...... دوسری طرف سے کیپٹن سالٹ نے کرنل براؤن سے پوچھا۔

"کیا تم اس وقت ریڈ ماسٹر صاحب یا میجر ہاربر صاحب سے رابطہ کر سکتے ہو"...... کرنل براؤن نے اس سے پوچھا۔

"یس سر۔ ہیلی کاپٹر پر بھی ان سے رابطہ ہو سکتا ہے اور ان

پاس سپیشل ٹرانسمیٹر بھی ہے"......کیپٹن سالٹ نے کہا۔

"او کے۔ تم ان سے رابطہ کرو اور ان سے جو بات ہو مجھے فون پر آگاہ کرو۔ میں تمہارے فون کا انتظار کر رہا ہوں"...... کرنل براؤن نے کیپٹن سالٹ سے کہا۔

"او کے سر۔ میں ابھی آپ کو رپورٹ کرتا ہوں سر"...... کیپٹن سالٹ کی آواز سنائی دی تو کرنل براؤن نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے ابھی رسیور رکھا ہی تھا کہ اس کے ڈائریکٹ فون کی بیل بجنے لگی اس نے رسیور اٹھایا۔

"یس کرنل براؤن اسپیکنگ"...... اس نے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔ پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے صدر ڈان مارک کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"پریذیڈنٹ آف ڈان مارک اسپیکنگ"...... لائن پر ایک سیکنڈ خاموشی کے بعد صدر کی آواز سنائی دی۔

"کرنل براؤن اسپیکنگ سر"...... کرنل براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل براؤن صاحب۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں ریڈ ماسٹر نے کوئی پیش رفت کی یا نہیں"......صدر نے کہا۔

"سر۔ ریڈ ماسٹر صاحب کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ جزیرہ راجک میں موجود ہیں۔ وہ اس وقت پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے جزیرہ راجک گئے ہوئے ہیں۔ میں

ان کی واپسی کی رپورٹ کے انتظار میں ہوں۔ جیسے ہی مجھے رپورٹ ملتی ہے میں آپ کو رپورٹ کرتا ہوں"...... کرنل براؤن نے کہا۔

"مجھے بھی ان کے آفس سے یہی اطلاعات ملی ہیں۔ میرا ان سے براہ راست رابطہ نہیں ہو رہا۔ ان کے متعلق جیسے ہی رپورٹ ملے آپ نے مجھے فوری طور پر اطلاع دینی ہے۔ لیبارٹری میں کام فائنل مرحلے میں داخل ہو گیا ہے"...... صدر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ بہت جلد پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کی رپورٹ آپ کو ملنے والی ہے"...... کرنل براؤن نے کہا۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ کرنل براؤن نے بھی رسیور رکھ دیا پھر دو منٹ ہی گزرے تھے کہ انٹرکام کی بیل بجنے لگی اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے بارعب لہجے میں کہا۔

"سر۔ کوچک آرمی سنٹر سے کیپٹن سالٹ کی کال ہے"...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ کرائیں بات"...... کرنل براؤن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انٹرکام کا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی تو اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل براؤن اسپیکنگ" اس نے بارعب لہجے میں کہا۔

"سر۔ کیپٹن سالٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کیپٹن

سالٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس کیپٹن۔ تمہارا رابطہ ہوا ریڈ ماسٹر صاحب یا میجر ہاربر صاحب سے"...... کرنل براؤن نے پوچھا۔

"نو سر۔ ان کے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر آف ہے اور سپیشل ٹرانسمیٹر بھی آف ہے"...... کیپٹن سالٹ نے کہا۔

"اوہ۔ مگر کیوں۔ ہاں ہیلی کاپٹر تو جزیرہ ناتک کے ساحل سمندر پر ہو گا اور شاید ٹرانسمیٹر بھی میجر ہاربر کے پاس ہی ہو"...... کرنل براؤن نے پہلے زور سے اور پھر خود کلامی کے انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے فون کا رسیور رکھ دیا۔ فون کا رسیور رکھنے کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پی اے کے نمبر پریس کیے۔

"یس سر"...... پی اے نے مؤدبانہ آواز میں کہا۔

"آرمی سنٹر سیکرٹ ورلڈ کے سیکورٹی آفیسر کرنل جیری سے میری بات کرائیں"...... کرنل براؤن نے کہا۔

"او کے سر"...... پی اے کی آواز سنائی دی تو کرنل براؤن نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ایک دو سیکنڈ کے بعد ہی اس کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی تو اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"میجر رونالڈ فرام آرمی سنٹر آف سیکرٹ ورلڈ"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل براؤن مشیر برائے قومی امور اسپیکنگ"...... کرنل براؤن نے اپنے مخصوص بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل جیری صاحب کہاں ہیں"...... کرنل براؤن نے بدستور بارعب لہجے میں میجر رولڈ سے پوچھا۔

"سر۔ کرنل جیری صاحب تو ساحل سمندر کی چیک پوسٹ تک گئے ہیں"...... میجر رونالڈ نے کہا۔

"آپ ان سے وائرلیس پر پوچھیں کہ میجر ہاربر پہنچ چکے ہیں۔ اور پھر مجھے بتائیں۔ میں اس دوران لائن پر ہی ہوں"...... کرنل براؤن نے میجر رونالڈ سے کہا۔

"او کے سر۔ میں ابھی ساحل سمندر چیک پوسٹ پر وائرلیس پر رابطہ کرتا ہوں"...... میجر رونالڈ نے کہا اس کے بعد لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔ پھر یہ خاموشی کچھ طویل ہوگئی۔

"سر۔ ساحل سمندر پر چیک پوسٹ پر وائرلیس اور ٹرانسمیٹر کال رسیو نہیں کی جا رہی"...... کچھ دیر بعد میجر رونالڈ کی پریشان آواز سنائی دی تو کرنل براؤن خود بھی پریشان ہو گیا۔

"اوہ۔ مگر کیوں۔ کال کیوں نہیں رسیو کی جا رہی"...... کرنل براؤن نے پریشان لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں سر۔ یہ معلوم کرنے کے لئے تو چیک پوسٹ تک جانا پڑے گا"...... میجر رونالڈ نے کہا۔

"جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں"...... کرنل

براؤن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کے نمبر پریس کئے۔

"پائلٹ سے کہو کہ وہ فوری طور پر ہیلی کاپٹر پر پہنچے مجھے سیکرٹ ورلڈ جانا ہے۔ میرے ساتھ سیکورٹی بھی جائے گی"...... کرنل براؤن نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے پی اے کا جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ میجر رونالڈ کی کال نے اسے بہت ہی پریشان کر دیا تھا اور اس کے دل میں طرح طرح کے خیال جنم لے رہے تھے۔

دھاکا ہوتے ہی تیز بو پھیلی۔ عمران نے فوراً ہی اپنا سانس روک لیا۔ بو نے اس پر اثر تو کیا اور وہ زمین پر گرا بھی لیکن فوری طور پر سانس بند کر لینے سے یہ اثر بہت کم ہوا تھا۔

''سر۔ آپ نے میجر ہاربر صاحب کو بے ہوش کر دیا ہے''۔ عمران کا سر چکرا رہا تھا لیکن اس کے دماغ سے یہ جملہ ٹکرایا تھا۔

''ہاں۔ ایسا کرنے کے لئے مجھے کرنل براؤن صاحب نے کہا ہے''...... عمران کو کرنل جیری کی آواز سنائی دی۔ کرنل جیری کی آواز سن کر عمران نے اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش شروع کر دی اور چند ہی لمحوں میں وہ اپنی کوشش میں کامیاب بھی ہو گیا۔

''سر۔ ریڈ ماسٹر صاحب کرنل براؤن سے بڑے آفیسر ہیں۔ وہ ناراض ہوں گے''...... عمران نے پہلے والی آواز سنی اس کے بعد اس نے نیم وا آنکھوں سے اس طرف دیکھا۔ کرنل جیری کے ساتھ اس

کا ایک ساتھی باتیں کر رہا تھا۔

''یہ کرنل براؤن صاحب کا سر درد ہے ہمارا نہیں۔ کرنل براؤن ہی اس کارروائی کا جواب دیں گے''...... کرنل جیری نے کہا۔

عمران منزل کے بہت قریب پہنچ گیا تھا۔ کرنل براؤن کی آمد اس کی راہ میں مشکلات پیدا کر سکتی تھی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا۔

''تم لوگ ایسا کرو کہ ان کے ہتھیار اپنے قبضے میں لے لو۔ پھر میں کرنل براؤن صاحب کو رپورٹ کرتا ہوں''...... کرنل جیری نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ سب ہی ان کی طرف بڑھے اور حرکت میں آنے کا یہ بہترین وقت تھا۔ لہٰذا عمران نے جیب میں سے مشین پسٹل نکالا اور پھر کرنل جیری سمیت وہاں موجود تمام افراد زمین پر گر کر تڑپتے ہوئے نظر آئے۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا اس نے فوراً ہی صفدر کا ناک اور منہ بند کیا۔ صفدر کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو اس نے صفدر کو چھوڑا اور تنویر کی طرف بڑھا۔ اس نے تنویر کے ساتھ وہی سلوک کیا جو اس نے صفدر کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر کو آواز بھی دی۔

''صفدر۔ جلدی ہوش میں آؤ۔ ہم خطرے میں ہیں''...... یہ شاید عمران کی آواز کا اثر تھا کہ صفدر ایک جھٹکے سے ہوش میں آ گیا۔ جبکہ اس لمحے تنویر کے جسم میں بھی جھٹکا لگا تو عمران نے اس کے منہ اور ناک سے بھی اپنا ہاتھ ہٹایا اور وہ جولیا کی طرف بڑھا۔ جبکہ

صفدر ہوش میں آنے کے بعد نعمانی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ پھر جلد ہی وہ سب مکمل ہوش میں آ گئے۔

''سامنے ہی ریز پھیلی ہوئی ہیں۔ آدھے منٹ کے لئے یہ ریز آف ہوں گے اور ہم نے اس آدھے منٹ میں اس ریز ایریئے کو کراس کرنا ہے''...... عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب ہی تیار ہو گئے۔ جبکہ عمران نے جیب سے میٹر نما ایک آلہ اور ریز پسٹل نما ایک چھوٹا سا ریوالور نکال لیا۔ عمران نے میٹر پر لگے دو بٹن دبائے تو میٹر سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی اور اس پر مختلف رنگ کے نقطے نظر آنے لگے۔

عمران ایک ایک قدم اٹھا کر آگے بڑھنے لگا۔ باقی تمام لوگ اس سے ایک قدم پیچھے تھے۔ پھر ایک جگہ عمران رک گیا۔ اس نے ریوالور والا ہاتھ سیدھا کیا اور ایک فائر کر دیا۔ نیلے رنگ کی شعاع نکل کر فضا میں پھیلی اور پھر تحلیل ہو گئی اور ساتھ ہی میٹر سے مترنم بیل بجنے لگی۔

''جلدی چلو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے قدم تیز کر لئے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے قدم تیز کر لئے۔ تقریباً بیس سیکنڈ بعد میٹر سے پھر ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

''ہم ریز کے علاقے سے نکل آئے ہیں''...... عمران نے مطمئن

لہجے میں کہا اور پھر اس نے میٹر نما آلہ اور ریوالور اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھ لئے۔

''اب ہم نے شمال مشرق کی طرف بڑھنا ہے''...... عمران نے ان سے کہا اور پھر اس نے سمت بتانے والا آلہ بھی جیب سے نکال لیا۔

''عمران صاحب۔ آپ تو ہر توڑ کا جوڑ اپنے پاس رکھتے ہیں''۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہماری کامیابی کا راز بھی یہی ہوتا ہے کہ عمران مشن کے مطابق پیش آنے والی تمام صورت حال کو مدنظر رکھتا ہے اور ایڈوانس انتظامات کرتا ہے''...... جولیا نے خاور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اور دلچسپ بات یہ ہے کہ عمران صاحب کو معلوم ہوتا ہے کہ اس مشن میں کس کس چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... صدیقی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس قسمت اس کا ساتھ دیتی ہے۔ ورنہ اس میں رکھا ہی کیا ہے''...... تنویر سے عمران کی تعریف برداشت نہ ہوئی تو اس نے منہ بنا کر کہا۔

''اور اس دل میں کیا رکھا ہے۔ تیرا ہی درد چھپا رکھا ہے''۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا کوئی درد ورد نہیں ہے۔ تمہارا اپنا ہی ہو گا''...... تنویر نے

ہاتھ اٹھا کر ایسے انداز میں کہا کہ وہ سب ہنس پڑے۔

"باس۔ خطرہ"...... جوزف نے اچانک ہی چونکتے ہوئے کہا تو وہ سبھی ہوشیار ہو گئے اور اس وقت ان پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ ان سب نے ادھر ادھر چھلانگیں لگا دیں۔

سیکرٹ ورلڈ کے ریز سنٹر میں رکی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ٹیبل پر دو کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے جو کہ آن تھے اور ان پر مختلف ہندسے اور لائنیں نظر آ رہی تھیں۔ جبکہ دو بڑی بڑی اور مشینیں بھی ٹیبل پر رکھی ہوئی تھیں۔ ان مشینوں پر مختلف ڈائل، بٹن اور ہینڈل لگے ہوئے تھے۔ رکی گیس سنٹر کا انچارج تھا اور ان مشینوں اور کمپیوٹرز کو آپریٹ کرتا تھا۔ جبکہ دو اسسٹنٹ اس کام میں اس کی مدد کرتے تھے۔ مشینوں پر چھوٹے بلب بھی لگے ہوئے تھے جو کہ مختلف کلرز کے تھے۔ یہ مشینیں اور کمپیوٹر چوبیس گھنٹے ہی آن رہتے تھے اور اس دوران اس کا ایک اسسٹنٹ چوکس رہتا تھا۔ ان کا کام مشینوں اور کمپیوٹرز پر نظر رکھنا تھا۔ انہی مشینوں کی مدد سے سیکرٹ ورلڈ کے گرد ریز پھیلائی گئی تھیں۔

مشینیں اور کمپیوٹرز چونکہ نارمل انداز میں اپنا کام کر رہے تھے

اس لئے رکی مطمئن انداز میں بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک ایک مشین سے ٹوں ٹوں کی آواز گونجنے لگی اور اس کے ساتھ ہی مشین پر لگا ہوا سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ رکی اور اس کے دونوں اسسٹنٹ یکدم چونک پڑے۔ رکی نے رسالہ دور پھینک دیا اور وہ مشین کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے جلدی سے ایک کمپیوٹر کے ''کی بورڈ'' کے چند بٹن پریس کئے تو سکرین پر ایک منظر دھندلا دھندلا سا نظر آنے لگا اس منظر میں درختوں کے خاکے کثیر تعداد میں نظر آ رہے تھے اور پھر اس لمحے کمپیوٹر کی سکرین پر چند انسانی خاکے بھی دکھائی دیئے ان خاکوں کو دیکھتے ہی رکی کرسی پر سے اچھل پڑا۔

''اوہ۔ یہ لوگ ریز آف کر کے سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو گئے ہیں''...... رکی نے چیختے ہوئے کہا۔ پھر اس نے تیزی سے ٹیبل پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے نمبر پریس کئے۔

''یس۔ میجر رونالڈ اسپیکنگ''...... دوسری بیل پر رسیور اٹھایا گیا اور میجر رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

''میجر رونالڈ۔ کرنل صاحب کہاں ہیں''...... رکی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''خیر تو ہے رکی صاحب۔ آپ اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہیں''...... میجر رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

''میجر رونالڈ۔ کچھ لوگ ساحلِ سمندر کے قریب سے ریز آف کر کے سیکرٹ ورلڈ میں گھس آئے ہیں''...... رکی نے بدستور چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ انتہائی متوحش دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ رکی صاحب''...... دوسری طرف سے میجر رونالڈ نے بے یقین لہجے میں کہا۔

''ایڈیٹ۔ یہ ہو چکا ہے اگر تم لوگ کچھ نہیں کرنا چاہتے تو میں ابھی پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرتا ہوں''...... رکی نے میجر رونالڈ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ رکی کی جان پر بنی ہوئی تھی اور میجر رونالڈ کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

''اوہ۔ آپ لوکیشن بتائیں۔ ہم کارروائی کرتے ہیں''...... اس مرتبہ میجر رونالڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''آپ فوراً تیار ہو جائیں میں خود آپ کے پاس آ رہا ہوں''۔ رکی نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔

''تم نے یہاں کا خیال رکھنا ہے''...... رکی نے تیز لہجے میں اپنے دونوں اسسٹنٹ سے کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل آیا۔ ان کے مختلف آفس مختلف جگہوں پر تھے لیکن ان کے درمیان راستے بنے ہوئے تھے اور ایک آفس سے دوسرے آفس تک جانے کے لئے انہیں جیپیں مہیا کی گئی تھیں۔ یہ مخصوص جیپیں نہایت ہی طاقتور انجن کی تھیں اور اپنی مخصوص بناوٹ کی وجہ سے یہ جنگل میں بھی سفر کر سکتی تھیں۔

رکی بھاگتا ہوا اپنی جیپ تک پہنچا اور پھر وہ اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اگنیشن میں چابی پہلے سے موجود تھی اس لئے جیپ کو اسٹارٹ ہونے میں صرف دو تین سیکنڈ لگے اور پھر جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اندھا دھند ڈرائیونگ کی وجہ سے وہ صرف دو منٹ میں آرمی سنٹر پہنچ گیا۔ وہاں میجر رونالڈ اور اس کے ساتھی تیار کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں اور پسٹل نظر آ رہے تھے۔ دو جیپیں بھی سٹارٹ حالت میں کھڑی ہوئی تھیں۔

‘‘میجر۔ آپ میرے ساتھ آ جائیں’’...... رکی نے ان کے قریب پہنچ کر بریک لگاتے ہوئے کہا تو میجر رونالڈ اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی رکی نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھائی اس کی جیپ بڑھتے ہی میجر رونالڈ کے ساتھی بھی جیپوں میں سوار ہو کر ان کے پیچھے آنے لگے۔

‘‘آپ ہیں تو سائنسی انسان لیکن اس وقت فیلڈ کے آدمی لگ رہے ہیں’’...... میجر رونالڈ نے رکی سے کہا۔

‘‘میں پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں تھا لیکن مجھے انجینئرنگ کا شوق تھا اس لئے میں ملٹری انٹیلی جنس چھوڑ کر انجینئرنگ کے شعبے میں آ گیا اور آج وہ تربیت میرے کام آ رہی ہے’’...... رکی نے کہا تو میجر رونالڈ نے سر ہلا دیا۔ اس کی جیپ کی رفتار بہت ہی تیز تھی۔ درختوں اور جھاڑیوں کے باوجود وہ بڑی مہارت سے ڈرائیونگ کر

رہا تھا اور میجر رونالڈ اس کی مہارت کی داد دے رہا تھا۔

‘‘کرنل جیری صاحب کہاں ہیں’’...... رکی نے جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے میجر رونالڈ سے پوچھا۔

‘‘کرنل براؤن صاحب نے انہیں ساحل سمندر چیک پوسٹ پر طلب کیا تھا وہ اس طرف گئے ہوئے ہیں’’...... میجر رونالڈ نے کہا۔

‘‘کیا مطلب ہے۔ کرنل براؤن اور کرنل جیری صاحب بھی ساحل سمندر پر موجود ہیں اور پھر بھی یہ نامعلوم لوگ اس جانب سے سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہو گئے ہیں۔ رکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘کرنل جیری صاحب نے تو ساحل سمندر پر جاتے ہوئے آپ سے رابطہ کیا ہو گا۔ آپ نے ان کے لئے ریز بھی آف کی ہوں گی’’...... میجر رونالڈ نے رکی سے کہا۔

‘‘نہیں۔ میں کھانا کھانے کے لئے گیا ہوا تھا اسی دوران کرنل جیری صاحب گئے ہوں گے اور یہ چونکہ یہ اتنی اہم بات نہیں ہے اس لئے میرے اسسٹنٹ نے مجھے یہ بات بتانا ضروری نہیں سمجھا ہو گا۔ یا وہ دونوں بھول گئے ہوں گے’’......رکی نے کہا تو میجر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی رکی نے جیپ بھی روک دی۔

‘‘وہ لوگ آگے بڑھ رہے ہوں گے اور یہاں سے قریب ہی ہوں گے۔ لہٰذا اب ہمیں پیدل آگے بڑھنا چاہئے تاکہ جیپ کی

آواز سے وہ لوگ ہوشیار نہ ہو جائیں۔ بس جیسے ہی وہ لوگ نظر آئیں۔ آپ نے ان پر فائرنگ کھول دینی ہے۔ میرے اندازے کے مطابق ان کی تعداد آٹھ یا نو ہے۔ ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے''...... رکی نے کسی کمانڈر کی طرح میجر رونالڈ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ لوگ جیپوں سے نیچے اتر آئے۔

''تم لوگ درختوں پر چڑھ جاؤ اور دوربینوں سے ارد گرد کا جائزہ لو۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ نظر آجائیں تو فوراً بتاؤ''...... میجر رونالڈ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے کئی ساتھی درختوں پر چڑھ گئے۔

''نو سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ نظر نہیں آ رہے''...... چند لمحوں بعد میجر رونالڈ کے آدمی درختوں سے نیچے اترے اور ایک فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں اسے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ آگے بڑھیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ یقیناً لیبارٹری کے راستے کی طرف جائیں گے''...... رکی نے کہا۔ پھر وہ سب آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً پانچ منٹ چلنے کے بعد میجر رونالڈ رک گیا۔

''اب پھر درختوں پر چڑھ کر دوربینوں سے جائزہ لو''...... میجر رونالڈ نے اپنے فوجیوں سے کہا تو اس کے کچھ فوجی پھر درختوں پر چڑھ گئے۔

''سر۔ سر ادھر آئیں''...... ایک فوجی کی جوشیلی آواز سنائی دی تو میجر رونالڈ اس کی طرف بڑھا۔

''ہاں۔ پاکیشیائی ایجنٹ نظر آ گئے ہیں''...... میجر رونالڈ نے اس خت کے قریب پہنچتے ہوئے پوچھا جس پر سوار فوجی جوشیلے لہجے ں بولا تھا۔ میجر رونالڈ کے ساتھ رکی بھی اس درخت کے قریب چ گیا۔

''سر۔ کچھ لوگ نظر آ تو رہے ہیں۔ آپ خود دیکھیں''...... فوجی ے کہا تو میجر رونالڈ اور رکی دونوں درخت پر چڑھ گئے۔ پہلے میجر ونالڈ نے فوجی سے دوربین لی اور اس طرف دیکھا جس طرف وجی نے اشارہ کیا تھا۔ پھر رکی نے بھی یہی عمل دہرایا۔

''گو کہ یہ مقامی افراد نظر آ رہے ہیں لیکن ان کے ساتھ افریقی حبشی اور ایک عورت بھی ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے گروپ کے بارے جو معلومات دی گئی ہیں ان کی تعداد بھی یہی ہے اور ان دو افراد کا بھی خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ لہٰذا یقینی بات ہے کہ یہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں''...... رکی نے کہا۔

''اور اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ نہیں بھی ہیں اور مقامی افراد ہیں۔ پھر بھی یہ ہمارے لئے اجنبی ہیں اور ان کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا انہیں اس طرح گھیرا جائے کہ ان میں سے ایک فرد کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے''...... میجر رونالڈ نے کہا اور پھر وہ درختوں سے نیچے اتر آئے اس کے دیگر ساتھی بھی درختوں سے نیچے اترے۔ میجر رونالڈ نے انہیں ہدایت دی اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ مختلف ٹولیوں میں تقسیم ہو گئے اور پھر مختلف

سمتوں میں چلنے گئے۔ رکی ایک ڈیڑھ منٹ بعد درخت پر چڑھ کر جائزہ لے لیتا تھا۔ پھر ایک موقع ایسا بھی آیا کہ وہ اجنبی افراد ان کے گھیرے میں آ گئے۔ جیسے ہی انہوں نے محسوس کیا کہ اب وہ فائرنگ کر کے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں تو میجر رونالڈ نے فائر کھول دیا۔

کرنل براؤن کا ہیلی کاپٹر جزیرہ ناتک کے ساحل پر اترا۔ منے ہی ایک آرمی چیک پوسٹ تھی۔ کرنل براؤن ہیلی کاپٹر سے ، اترا تو اس کے ساتھ چار فوجی جوان بھی نیچے اتر آئے جو کہ ن گنوں سے لیس تھے۔ میجر براؤن ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا یکن چیک پوسٹ سے کوئی بھی اس کے استقبال کے لئے نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے اسے غصہ آ رہا تھا۔ وہ غصے کی حالت میں ، پوسٹ کی طرف بڑھا اور پھر وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ کیونکہ ، وہاں لاشیں بکھری ہوئی نظر آ گئی تھیں۔

''اوہ۔ یہاں تو قتل عام ہوا ہے''...... کرنل براؤن نے پریشان میں کہا اور پھر وہ جزیرے کی طرف بڑھنے لگا۔

'سر۔ آگے مخصوص ریز ہیں''...... ایک فوجی نے بوکھلائے ۓ لہجے میں کہا تو اس کے قدم فوراً ہی رک گئے۔ پریشانی کی

وجہ سے وہ یہ بات بھول گیا تھا۔ اور اگر فوجی اسے یاد نہ دلاتا تو وہ یقیناً مخصوص ریز کا شکار ہو جاتا۔ وہ جھلائے ہوئے انداز میں واپس مڑا اور اس نے ٹیبل پر رکھا ہوا وائرلیس سیٹ اٹھا لیا اس نے بٹن دبا کر کال دی۔

''یس آرمی سنٹر فرام سیکرٹ ورلڈ''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''میں کرنل براؤن بول رہا ہوں۔ ساحل سمندر چیک پوسٹ سے۔ یہاں لوگ مرے پڑے ہیں جن میں تمہارا سیکورٹی آفیسر کرنل جیری بھی ہے۔ کرنل جیری کے بعد اب تمہارا انچارج کون ہے''...... کرنل براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے حیرت بھری آواز میں کہا گیا۔

''نان سنس۔ حیران بعد میں ہوتے رہنا۔ پہلے بتاؤ کہ اب تمہارا انچارج کون ہے۔ یہ بہت نازک وقت ہے ہمیں بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے''...... کرنل براؤن غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ کرنل جیری صاحب کے بعد میجر رینالڈ صاحب بڑے افسر ہیں اور وہ اس وقت ریز سنٹر کے انچارج رکی صاحب کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔ رکی صاحب نے چند مشکوک افراد کو واچ کیا ہے''...... اس مرتبہ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ مائی گاڈ۔ اب میرے لئے ریز آف کون کرے گا''۔

کرنل براؤن نے پریشان لہجے میں کہا۔

''سر۔ رکی صاحب کے دو اسسٹنٹ ہیں۔ میں انہیں آپ کا بتاتا ہوں۔ آپ وائرلیس آف نہ کریں۔ میں ریز آف کرا کے آپ کو اطلاع کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا۔

''او کے۔ جلدی کرو''...... کرنل براؤن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف خاموشی طاری ہو گئی۔ کرنل براؤن انتظار کرنے لگا۔ ایک ایک سیکنڈ صدی کے برابر لگ رہا تھا۔ پھر تقریباً تین منٹ بعد وائرلیس پر آواز ابھری۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ ہاں۔ سن رہا ہوں۔ بولو، کیا ریز آف ہو چکی ہیں''۔ کرنل براؤن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ کے لئے ریز آف کر دی گئی ہیں اور یہ صرف دو منٹ کے لئے آف ہوئی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل براؤن نے وائرلیس سیٹ پھینکا اور اس نے اپنے عہدے، مرتبے کا خیال کئے بغیر جزیرہ ناتک کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسے دوڑتے دیکھ کر اس کے ساتھ آئے ہوئے فوجی بھی اس کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔

''اگر پاکیشیائی ایجنٹ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے لیبارٹری تباہ کر دی تو ہمارا کیا بنے گا''...... کرنل براؤن نے

دوڑتے ہوئے سوچا۔ اس کا رخ جنگل کی اس طرف تھا جدھر مصنوعی پہاڑی تھی اور یہاں سے راستہ زیر زمین لیبارٹری کی طرف جاتا تھا۔ کرنل براؤن کو یقین ہو چکا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس راستے کا علم ہو چکا ہے اور وہ اس طرف گئے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی اسی طرف دوڑ رہا تھا اس نے اپنی جیب سے ایک مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا اور وہ پاگلوں کے سے انداز میں دوڑ رہا تھا اس کی سیکورٹی والے فوجی بھی اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے لیکن وہ کرنل براؤن سے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ کرنل براؤن بہت بڑا افیسر اور بہت بڑی شخصیت تھا جبکہ وہ معمولی اہلکار۔ اس لئے وہ بس خاموشی سے اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔

''تمہیں جو بھی نظر آئے، جو بھی دکھائی دے تم نے بلا جھجک اسے اڑا دینا ہے''...... کرنل براؤن نے دوڑتے دوڑتے منہ ان کی طرف کرتے ہوئے تیز لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

''او کے سر''...... چاروں فوجیوں نے بھی دوڑتے ہوئے بیک آواز میں کہا۔ ان کے دوڑنے کی رفتار میں کمی نہیں آئی تھی۔ وہ بے تحاشا اور اندھا دھند دوڑ رہے تھے کہ اچانک ہی ٹھک ٹھک کی پانچ آوازیں سنائی دیں۔ وہ پانچوں ہی دوڑتے ہوئے اچھلے اور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ ان پر سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے فائرنگ کی گئی تھی۔

وہ چونکہ ہوشیار ہو چکے تھے اور انہوں نے ادھر ادھر چھلانگیں بھی لگا دی تھیں اس لئے وہ گولیوں کا نشانہ بننے سے رہ گئے تھے۔ چھلانگیں لگانے کے بعد وہ زمین پر گرے اور پھر رولنگ کرتے ہوئے وہ دور دور تک پھیل گئے۔ فائرنگ کرنے والے کئی افراد ان کی نظروں میں آ چکے تھے جو کہ فوجی وردیوں میں تھے۔ ان افراد کو دیکھتے ہی صفدر، تنویر وغیرہ نے ان پر جوابی فائرنگ کر دی لیکن ان کے مشین پسٹل سے صرف ٹھک ٹھک کی آواز آ رہی تھی کیونکہ عمران کی ہدایت پر انہوں نے اپنے مشین پسٹل پر سائیلنسر فٹ کر لئے تھے۔ ان کی فائرنگ کی زد میں کئی فوجی آگئے یہ مقابلہ تھوڑی دیر جاری رہا تھا اور وہ ان تمام افراد کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

جوزف نے ایک درخت پر چڑھ کر ارد گرد کا جائزہ لیا اور پھر

اس نے بتایا کہ فی الحال قرب و جوار میں کوئی نہیں ہے۔

"یہاں ریڈ ایجنسی کے کئی کیمپ ہیں۔ اور ان فوجیوں کی فائرنگ کی آواز وہاں تک پہنچ گئی ہو گی لہٰذا اب وہ ادھر کا رخ کریں گے۔ میں اور صفدر لیبارٹری کی طرف جاتے ہیں۔ جبکہ باقی افراد اردگرد پھیل جائیں۔ جو بھی نظر آئے اسے اڑا دیں لیکن دھماکا نہیں ہونا چاہئے۔ تاکہ یہاں لوگ کم سے کم آئیں"...... عمران نے ان سے کہا۔

"ہم نے آپ کی ہدایت کے مطابق اپنے مشین پسٹل پر سائیلنسر فٹ کر لئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو مجھے معلوم ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی قسم کی کوئی آواز پیدا نہ ہو تو بہتر ہے اور جب میں اپنا مشن مکمل کر کے لوٹوں گا تو مخصوص کاشن دوں گا۔ سب نے ریز والی جگہ پر پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا۔ پھر اس نے صفدر کو چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔ جبکہ باقی تین مختلف ٹولیوں میں تقسیم ہو کر ادھر ادھر پھیل گئے۔

عمران اور صفدر تقریباً دس منٹ چلے تھے کہ عمران اچانک رک گیا۔ اس کے حساس کانوں نے کسی آواز کو محسوس کر لیا تھا اس نے صفدر کو اشارہ کیا اور پھر وہ قریب ہی موجود جھاڑیوں میں دبک کر بیٹھ گئے۔ چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ انہیں پانچ افراد دکھائی دیئے۔ وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ ان کے

سینوں پر ریڈ ایجنسی کے مخصوص بیج تھے۔

"فوجیوں کو بھی چین نہیں آتا۔ یہ شوقیہ فائرنگ کرتے رہتے ہیں۔ کتنی ہی بار انہوں نے فائرنگ کر کے ہماری جان نکالی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں دشمن ایجنٹ آ گئے ہیں پھر پتا چلتا ہے کہ فوجیوں نے اپنا شوق پورا کیا ہے"...... ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔ ان پانچوں افراد کے چہروں پر بیزاری کے تاثرات تھے۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے ان حالات میں تو فوجیوں کی شوقیہ فائرنگ پر پابندی لگا دینی چاہئے"...... دوسرے آدمی نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے اپنا مشین پسٹل سیدھا کیا اور پھر وہ پانچوں ہی زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ ان کے منہ سے چیخیں بھی بلند ہوئی تھیں لیکن وہ ان چیخوں کو تو نہیں روک سکتے تھے۔

عمران اور صفدر نے انہیں تڑپتا ہوا چھوڑا اور خود آگے بڑھ گئے۔ مزید دو منٹ چلنے کے بعد گھنے درختوں کا ایک وسیع جھنڈ آ گیا اور اسی جھنڈ کے درمیان ہی ایک مصنوعی پہاڑی بنی ہوئی تھی اور اس پہاڑی پر ایک طرف سے آبشار گر رہی تھی۔ عمران نے اس آبشار کے سامنے دیکھا۔ تقریباً پچاس قدم کے فاصلے پر ایک انتہائی موٹا اور گھنا درخت تھا جس پر سرخ پھول لگے ہوئے تھے۔ عمران اس درخت کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اس درخت کی سب سے موٹی شاخ کو تین بار کھینچا۔ اس کے بعد صفدر اور عمران درختوں کی جھنڈ میں داخل ہو گئے۔ آبشار کی پشت پر پہنچ کر انہوں نے دیکھا

تو پہاڑی میں ایک راستہ بن چکا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک مشین پسٹل جیسا آلہ نکالا اور اس نے اس راستے پر ایک فائر کر دیا۔ اس آلے میں سے نیلے رنگ کی ریز نکلی۔

"اس راستے کا تمام حفاظتی نظام جام ہو گیا ہے"...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آؤ۔ اب لیبارٹری کے اندر چلیں"...... عمران نے دوبارہ صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر دونوں اس راستے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک سرنگ نما راستہ تھا اور سرنگ میں اندھیرا ہو رہا تھا۔ عمران نے ٹارچ نکال کر روشنی کی اور وہ سرنگ میں آگے بڑھنے لگے۔ سرنگ کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا۔ عمران نے اس دروازے کو ہاتھ لگانے کی بجائے ایک مرتبہ پھر نیلی ریز فائر کرنے والا آلہ نکالا اور ریز فائر کر دی۔ اس کے بعد اس نے ایک اور آلہ نکال کر اس کا رخ دروازے کی طرف کیا اور بٹن دبایا۔ اس آلے میں سے سرخ رنگ کی ریز نکل کر دروازے سے ٹکرائی اور لوہے کا دروازہ پگھل کر رہ گیا۔ وہ اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک سٹور روم تھا۔ عمران نے سٹور روم کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ایک پتی سی جیب سے نکالی اور اس کا ایک سرا موڑ کر اس نے وہ پتی اس فالتو سامان میں ڈال دی۔ پتی جو پہلے میٹل کلر کی تھی اس نے اپنا رنگ تبدیل کرنا شروع کر دیا اور اب وہ آہستہ آہستہ سرخ رنگ میں تبدیل ہو رہی تھی۔ اس کے بعد عمران نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی بھی نکالی اور اس کا

ڈھکن کھولنے لگا۔

"صفدر۔ اپنا سانس بند کر لو"...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے سانس بند کر لیا۔

اسی لمحے عمران نے شیشی کا ڈھکن بھی کھول لیا اور پھر شیشی بھی فالتو سامان میں ڈال دی۔ اس کے بعد عمران نے صفدر کو نکلنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس کمرے سے باہر نکل کر سرنگ میں آ گئے۔ سرنگ میں وہ دوڑتے ہوئے سرنگ سے باہر نکلے۔ سرنگ سے باہر نکلنے کے بعد وہ دوڑتے ہوئے ساحل سمندر کی طرف بڑھنے لگے۔

"عمران صاحب۔ پتی تو ایک طاقتور بم تھا۔ اتنا طاقتور بم کہ ابھی کچھ دیر میں ایک کلو میٹر کا مکمل علاقہ تباہ ہو جائے گا لیکن شیشی میں کیا تھا"...... صفدر نے دوڑتے ہوئے کہا۔

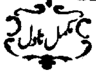
"اس شیشی میں انتہائی تیز بو ہے جو آدھ گھنٹے سے پہلے کسی بھی طرح کم نہیں ہو گی اور یہ اتنی زود اثر ہے کہ اب جو بھی اس سٹور روم میں داخل ہوا وہ ایک سیکنڈ سے بھی پہلے بے ہوش ہو جائے گا اور ایسا میں نے احتیاط کے طور پر کیا ہے تاکہ اس دوران اگر کچھ لوگ سٹور روم میں داخل ہو کر اس کی تلاشی بھی لینے کی کوشش کریں تو وہ سٹور روم میں داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو جائیں اور اب بم پھٹنے میں صرف سات منٹ باقی رہ گئے ہیں لہذا اپنی رفتار بڑھاؤ"...... عمران نے بھی دوڑتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے اپنی

رفتار تیز کر دی۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں عمران نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی عمران نے دوڑتے دوڑتے اپنے منہ سے الو کی تیز اور کرخت آواز نکالی۔ اس وقت وہ لیبارٹری سے تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر دور آ چکے تھے۔ ایک دفعہ کے بعد عمران نے یہ آواز کئی بار منہ سے نکالی۔ ساحل کی طرف دوڑتے ہوئے بھی اس نے یہ آواز کئی دفعہ منہ سے نکالی اور ابھی وہ ساحل سے کچھ دور تھے کہ انہیں بھی الو کی آواز سنائی دی جس کا مطلب تھا کہ اس کے ساتھی مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ ساحل کے قریب پہنچے انہیں اپنے ساتھی بھی نظر آ گئے۔ مخصوص ریز کی جگہ تھوڑے ہی فاصلے پر تھی۔

''عمران۔ ہم تمہارے کاشن سے پہلے ہی واپسی کے لئے چل پڑے تھے۔ ویسے کئی افراد ہمارے ہاتھوں مارے گئے۔ تنویر اور جوزف تو بہت خوش ہیں''...... جیسے ہی عمران ان کے قریب پہنچا جولیا نے اس سے کہا۔ عمران اس کی بات کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ جزیرہ خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ دھویں کے بادل آسمان کی طرف اٹھ رہے تھے اور آگ کے شعلے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کا ایک اور مشن کامیابی سے ہمکنار ہو چکا تھا لہذا ان سب کے چہرے کامیابی کی خوشی سے دمک رہے تھے۔

ختم شد

عمران سیریز میں لافانی، منفرد اور یادگار شاہکار ناول



سیکرٹ پلان

☆ عمران پراسرار بیماری کا شکار ہوا تو بلیک زیرو نے اس کا علاج کرانے سے انکار کر دیا۔ کیوں ——؟

☆ کیا بلیک زیرو ڈمی کی بجائے اصلی ایکسٹو بننا چاہتا تھا ——؟

☆ پاکیشیا میں منعقد ہونے والی کانفرنس۔ جس میں مسلم ممالک کے سینکڑوں رہنما شریک تھے اور ایکریمیا نے اس کانفرنس ہال کو بلاسٹ کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔

☆ پاکیشیا آرمی نے کانفرنس کی سیکورٹی کا فول پروف پلان بنایا۔ کانفرنس میں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا، لیکن پھر بھی ایکریمی ایجنٹ کانفرنس ہال تک پہنچ گئے۔ کیسے ——؟

☆ جب ایکریمی ایجنٹ کانفرنس ہال میں پہنچے تو کانفرنس کے شرکاء پر کیا گزری؟

☆ راسٹر۔ ایک ذہین اور خطرناک سیکرٹ ایجنٹ۔ جو عمران کے خلاف مشن میں سو فیصد کامیاب رہا۔ مگر کیسے ——؟

☆ گریٹ لینڈ میں ڈاکٹر عمران کا علاج کر رہا تھا کہ جولیا نے ڈاکٹر کو قتل کر دیا۔؟

☆ بلیک زیرو کو ایکریمی ایجنٹوں کی کارروائی کا علم تھا لیکن وہ ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ کیوں ——؟

☆ ایکریمی ایجنٹوں کی جولیا کے خلاف کارروائی۔ جولیا فیلڈ میں کام کرنے کے
قابل ہی نہ رہی۔ کیا جولیا ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہوگئی ـــــ؟



نتہائی دلچسپ اور منفرد کہانی، تیز رفتار ایکشن، اعصاب شکن سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ
ور لمحہ بہ لمحہ کروٹیں بدلتی چویشن پر مبنی دلچسپ ناول (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

رسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

ران سیریز میں کرکٹ کے موضوع پر لکھا گیا ایک حیرت انگیز جاسوسی ناول

ص نمبر

پاور پلے

مکمل ناول

ران ـــ جس پر بیچ سڑک پر گولی چلا دی گئی۔ کیا وہ گولی واقعی عمران کو ہلاک
کرنے کے لئے چلائی گئی تھی ـــــ؟
ران ـــ جس نے گولی چلانے والوں کا تعاقب کرنا چاہا لیکن وہ اسے آسانی
سے ڈاج دے کر نکل گئے۔ کیسے ـــــ؟
ٹیگر ـــ جو عمران کے کہنے پر اس پر گولی چلانے والوں کی تلاش میں حرکت
میں آ گیا۔
کیشیا کرکٹ ٹیم ـــ جس کے غیر ملکی کوچ کو دن دہاڑے بیچ سڑک پر ٹاپ
شوٹرز نے ہلاک کر دیا تھا۔ کیوں ـــــ؟
پاکیشیا کرکٹ ٹیم ـــ جو سُپر ورلڈ میچوں میں انتہائی اہم کامیابیاں حاصل کر
رہی تھی۔ مگر ـــــ؟
فہیم شہزاد ـــ جو پاکیشیا کرکٹ ٹیم کا کپتان بھی تھا اور آل راؤنڈر بھی۔ اسے
اس کے گھر والوں سمیت یرغمال بنا لیا گیا۔ کیوں ـــــ؟
فہیم شہزاد ـــ جس کی آنکھوں کے سامنے اس کے باپ کو گولیاں مار دی
گئیں۔ کیوں ـــــ؟
عمران ـــ جس کے فلیٹ پر اس وقت حملہ کیا گیا جب اس کے فلیٹ میں

کیا — پاکیشائی ٹیم واقعی کافرستانی ٹیم کے ہاتھوں عبرتناک شکست سے دوچار ہوگئی۔یا ——؟



آپ کی امنگوں کے عین مطابق ایک انوکھا اور یادگار ناول جو آپ کے دلوں میں گہرے نقوش ثبت کردے گا۔ (تحریر۔ظہیر احمد) ۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3641440
0336-3641441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک اور خوفناک ایڈونچر

ماورائی نمبر

مکمل ناول

تاریک وادی

☆.....تاریک براعظم افریقہ کے ایک آدم خور وحشی نے پاکیشیا کے اٹامک ریسرچ سنٹر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو مارا گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی۔ اور پھر ——؟

☆.....ریسرچ لیبارٹری کا اٹینڈنٹ ایک کیپسول چیک کرتے ہوئے فرش پر گرا اور چند لمحوں میں خون اگل اگل کر ہلاک ہوگیا۔ کیوں ——؟

☆..... ایکسٹو کے حکم پر صفدر مقتول آدم خور افریقی کے کمرے کی تلاشی لینے گیا تو اسے آدم خور افریقی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ ایک حیرت انگیز حقیقت۔

☆.....دانش منزل میں تمام ممبرز کے سامنے عمران نے ایکسٹو سے معاوضہ بڑھانے کا مطالبہ کردیا۔ایک دلچسپ سچوئیشن۔

☆.....مکڑالو قبیلے کے آدم خور مقدس روح کے حکم پر ایک مجرم تنظیم کی غلامی کرنے پر مجبور ہوگئے۔ کیوں ——؟

☆.....عمران نے افریقہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو بلیک اسپائیڈر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی کوششیں شروع کردیں۔کیوں ——؟

☆.....تاریک وادی کی طرف جاتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو چلتی ٹرین سے اغوا کرلیا گیا۔ کیا واقعی ——؟

خیر و شر کی ازلی جنگ کی ایک اور دہشت ناک و ہیبت ناک داستان

ماورائی نمبر — مکمل ناول

ڈیول اٹیک

- ایک ایسی مظلوم روح کی داستان جو اڑھائی ہزار سال سے شیطانی طاقتوں کے مظالم برداشت کر رہی تھی۔
- عمران نے اس مظلوم روح کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن یہ فیصلہ ہوتے ہی عمران پر شیطانی طاقتوں نے حملوں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ عام انسان تھا کب تک ان حملوں سے بچتا۔
- وہ حیرت انگیز لمحات جب سلیمان نے عمران کو زہر دے دیا۔ کیا سلیمان شیطان سے مل گیا تھا اور کیا عمران اس زہر سے بچ سکا ——؟
- جوزف پر شیطانی طاقتوں کا خوفناک حملہ۔ جوزف اس قابل ہی نہ رہا کہ عمران کا ساتھ دے سکے تو کیا جوزف ناکارہ ہو گیا تھا ——؟
- شیطانی طاقتوں نے تنویر کو برفانی دلدل میں پھینک دیا جہاں سے اس کا زندہ بچنا کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا۔ تو کیا وہ اس برفانی دلدل میں ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا؟
- برف پوش پہاڑوں کے درمیان برفانی انسانوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان برفانی عفریتوں سے کیسے بچ پائے ——؟

☆ عمران نے جوزف کے قبیلے میں جانے کی کوشش کی تو مقدس روح نے اس کی کوشش ناکام بنا دی۔ مگر کیسے ——؟

☆ تاریک غار میں جولیا اور خاور بدروحوں کے چنگل میں دہشت کی شدت سے چیخنے لگے۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ عمران اور جوزف کو درختوں سے باندھ کر ان پر ناگ دیوتا کے آدم خور پجاریوں کو مسلط کر دیا گیا۔ اور پھر ——؟

☆ تاریک جنگلات میں ایک خوفناک تنظیم کی مجرمانہ سرگرمیاں جس کی مددگار پشپا دیوی کی روح تھی۔ کیا واقعی ——؟

☆ خاور، تنویر اور صفدر کا خون پینے کے لئے اہلیکا کی روح کو بھیج دیا گیا۔

☆ چوہان نے اپنے اوپر ایک تازہ کٹا ہوا انسانی سر لٹکتے دیکھا تو دہشت سے چیخ اٹھا۔ اور پھر ——؟

☆ جولیا نے لاک اپ سے نکلنے کے لئے دروازہ کھولا تو باہر کھڑے خوفناک ڈھانچے کو دیکھ کر اس کی رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔

☆ کیا بلیک اسپائیڈر کے ہیڈکوارٹر سے عمران اور اس کے ساتھی زندہ واپس آنے میں کامیاب ہو سکے ——؟

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایڈونچر ناول (تحریر۔ صفدر شاہین)

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com